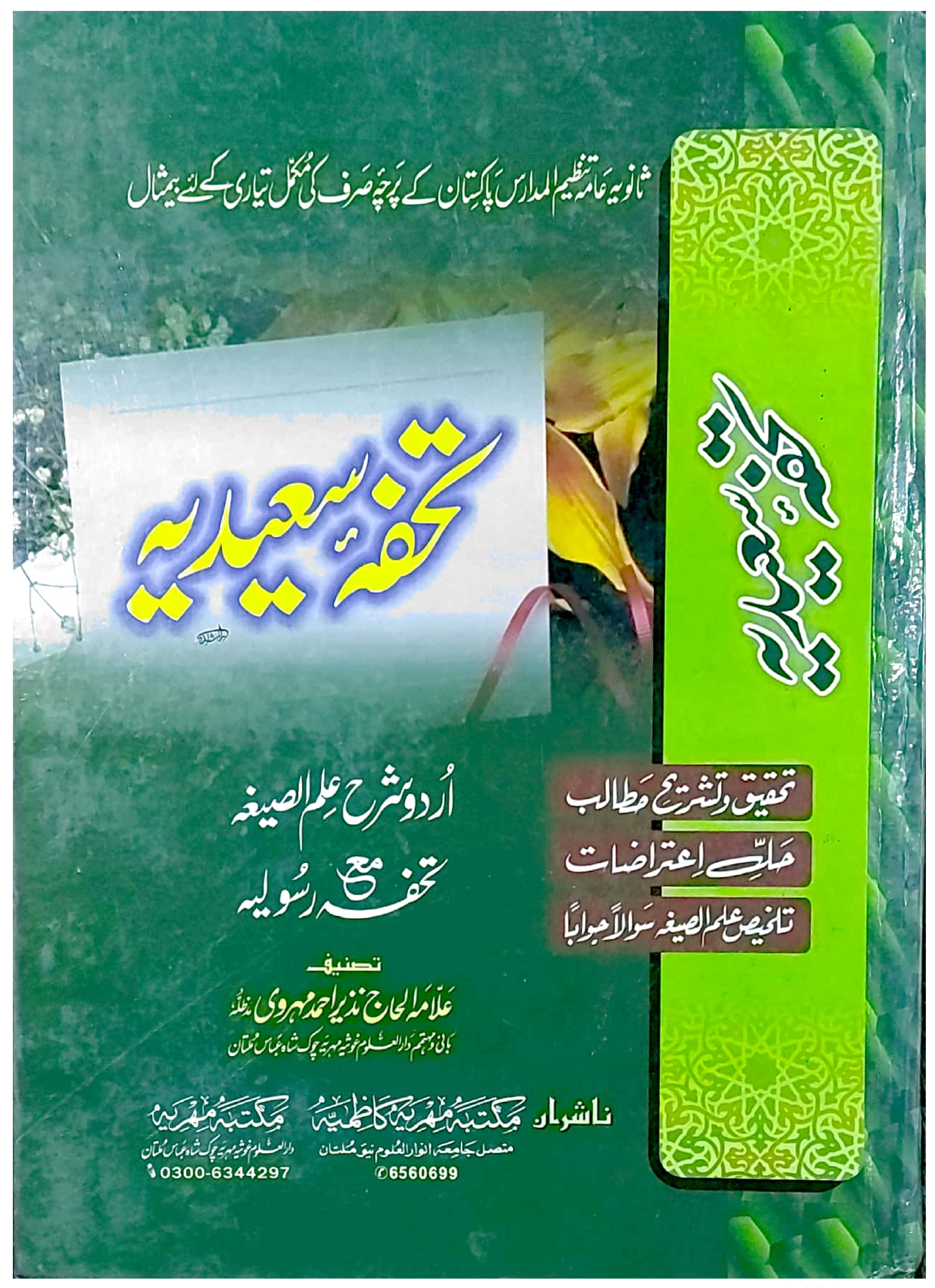


ثانویہ عامہ تنظیم المدارس پاکستان کے پرچہ صرف کی مکمل تیاری کے لئے بیمثال
تحفہ سعیدیہ
اردو شرح علم الصیغہ
مع
تحفہ رسولیہ
تحقیق وتشریح مطالب
حلِ اعتراضات
تلخیص علم الصیغہ سوالاً جواباً
تصنیف
علامہ الحاج نذیر احمد مہروی مدظلہ
بانی و مہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان
ناشران
مکتبہ مہریہ کاظمیہ
متصل جامعہ انوار العلوم نیو ملتان
6560699
مکتبہ مہریہ
دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان
0300-6344297
Scanned with CamScanner

ثانویہ عامہ تنظیم المدارس پاکستان کے
پرچہ صرف کی مکمل تیاری کے لئے بیمثال

تحفہ سعیدیہ

اردو شرح علم الصیغہ

مع

تحفہ رسولیہ

تحقیق وتشریح مطالب

حلّ اعتراضات

تلخیص علم الصیغہ سوالاً جواباً

تصنیف
علامہ الحاج نذیر احمد مہروی مدظلہ
بانی ومہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

ناشران

مکتبہ مہریہ کاظمیہ
متصل جامعہ انوار العلوم نیو ملتان
6560699

مکتبہ مہریہ
دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان
0300-6344297

انتساب

میں اس حقیر کوشش کو اپنے مربی و محسن استاذِ محترم غزالی عصر

حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی بارگاہ اقدس میں بصد عقیدت و نیاز پیش کرنے کی

سعادت حاصل کرتا ہوں جنکے فیضانِ نظر سے ہزاروں قلوب

واذہان علم و دانش کی روشنی سے منور ہوئے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ناچیز

محمد نذیر احمد غفرلہ

دار العلوم غوثیہ مہریہ ملتان

ناشر کے قلم سے ......

الحمد للّٰہ الذی صرف قلوبنا الی اشاعة دینه المتین والصلوٰة والسلام علیٰ حبیبه سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آله اصحابه وعلماء ملته الذین قاموا بنصرة الدین اما بعد:

قرآن وحدیث کی صحیح تفہیم کے لئے علم صرف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی اہمیت کے پیشِ نظر علماء نے صرف کو اُمّ العلوم قرار دیا۔ اہل علم نے فن صرف کی خدمت کے لئے مختلف زبانوں میں اپنے اپنے انداز سے بیسیوں کتب یادگار چھوڑیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ فارسی زبان میں لکھی گئی کتبِ صرف میں جس طرح حضرت بحر العلوم علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی **علم الصیغہ** اپنی مثال آپ ہے اسی طرح اس کی اردو شروح میں بزرگ عالم دین علامہ حاجی محمد نذیر احمد مہروی کے قلم سے نکلا ہوا شاہکار **تحفہ سعیدیہ** بھی اپنی مثال آپ ہے۔

جب سے اراکین مکتبہ مہریہ کاظمیہ نیوملتان نے درسیات پر علماء اہلسنت کی کاوشوں کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے تب سے شائقین علم صرف، طلبہ ومدرسین کی طرف سے تحفہ سعیدیہ کی اصلاح شدہ چوتھی اشاعت کا پرزور مطالبہ تھا چنانچہ مکتبہ مہریہ کاظمیہ نے اس کی چوتھی اشاعت کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس کی طباعت کا اہتمام کیا مزید یہ کہ طلبہ کی رہنمائی وسہولت کی خاطر پندرہ سال سے ثانویہ عامہ کے پرچہ صرف میں کامیابی کی ضمانت سمجھے جانے والے **خلاصہ علم الصیغہ سوالاً جواباً** کا تحفہ سعیدیہ کے ساتھ اضافہ کیا جارہا ہے یہ رسالہ استاذ العلماء حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب ہی کی غیر مطبوعہ تصنیف ہے۔ مناسب ترمیم واضافہ کے بعد مصنف نے اسے اپنے والدگرامی حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرکے **تحفہ رسولیہ** کے نام سے شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔ انشاء اللہ **تحفہ رسولیہ** کی اشاعت طلبہ کو کسی طرح کے خلاصے یا نوٹس سے بے نیاز کردیگی۔ اس موقع پر ہم عزت مآب جناب الحاج نذیر احمد صاحب (رحمت اللہ آئل ٹریڈرز پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان) کے تہہ دل سے ممنون ومتشکر ہیں کہ انہوں نے حضرت الحاج علامہ نذیر احمد مہروی صاحب دام ظلہٗ سے اپنے پرخلوص تعلق کو علم وعلماء کی خدمت کا رنگ دیا اور مسلسل دوسری کتاب طلبہ تک پہنچانے میں اپنا مکمل تعاون پیش کرکے دیگر اصحابِ ثروت کیلئے عمدہ مثال قائم کی۔

امید ہے کہ شائقین علم ہماری اس کاوش کو سراہتے ہوئے اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیں گے۔

والسلام مع الاکرام

طالب دعا: محمد سعید سعیدی عفی عنہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ انوار العلوم نیو ملتان

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

نام کتاب ------ ------ **تحفہ سعیدیہ** اردو شرح **علم الصیغہ**

مع تحفہ رسولیہ المعروف **علم الصیغہ** اردو **سوالاً جواباً**

مؤلف ------ ------ علامہ حاجی نذیر احمد مہروی

تقدیم ------ ------ علامہ سعید احمد سعیدی

نظر ثانی و ترتیب ------ ------ حافظ عبد العزیز سعیدی

پروف ریڈنگ ------ ------ علامہ الحاج نذیر احمد مہروی

کمپوزنگ ------ ------ حافظ عبد العزیز سعیدی، حافظ محمد اعجاز سعید، محمد اسد الرحمن، سید محمد نعمان بخاری

صفحات ------ ------ ۲۳۲

طبع اوّل	۱۴۰۴ھ ...... تعداد ۱۱۰۰	طبع دوم	۱۴۰۸ھ ...... تعداد ۱۱۰۰
طبع ثالث	۱۴۲۰ھ ...... تعداد ۱۱۰۰	طبع رابع	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ...... تعداد ۲۰۰۰

قیمت مجلد ------ ------ ۱۲۰/ روپے

قیمت غیر مجلد ------ ------ ۱۰۰/ روپے

ناشر ------ ------ **مکتبہ مہریہ کاظمیہ** متصل جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

بائنڈنگ ------ ------ مشتاق بک بائنڈنگ ہاؤس فون نمبر 0304/6113676

ملنے کے پتے

- ☆**مکتبہ مہریہ کاظمیہ** متصل جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان، فون نمبر 061/6560699
- ☆**مکتبہ مہریہ** دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان فون نمبر 0300/6344297
- ☆**مکتبہ اہل سنت** جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور فون نمبر 042/7634478
- ☆**مکتبہ حسنیہ** بیرون ملتانی گیٹ نزد سبزی منڈی بہاولپور فون نمبر 0621/880935
- ☆**مکتبہ اسلامیہ/پیر بھائی کمپنی** میاں مارکیٹ اردو بازار لاہور فون نمبر 042/7354851
- ☆**مکتبہ ضیاء السنۃ** جامع مسجد شاہ سلطان کالونی ریلوے روڈ ملتان، فون نمبر 061/544368
- ☆**کاظمی کتب خانہ** داتا گنج بخش روڈ رحیم یار خان فون نمبر 0731/71361
- ☆**مکتبہ ضیائیہ** D-325 بوہڑ بازار راولپنڈی فون نمبر 051/5552781,5550649
- ☆**مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ** عثمان آباد مانسہرہ، فون نمبر 0987/550115
- ☆**فاروقی کتب خانہ** بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون نمبر 061/541809

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

مقدمہ : از فاضل جلیل علامہ مولانا سعید احمد سعیدی صدر مدرس جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

علم صرف کی اہمیت

قرآن کریم عربی زبان کی ایک ایسی عدیم المثال اور معیاری کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کی اس زبان کو سمجھنے کے لئے جن علوم کی اشد ضرورت ہے ان میں علم صرف کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہے اس لئے متقدمین و متاخرین علماء نے ہر دور میں علم صرف میں عمدہ سے عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک عمدہ کتاب علم الصیغہ ہے جو متحدہ ہندوستان کے ایک مرد مجاہد حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ " یہ کتاب میں نے جزیرہ انڈمین (کالا پانی) کے ایام اسیری میں لکھی اور اس کی تصنیف کے وقت میرے پاس کسی علم کی کوئی کتاب نہ تھی " اس کے باوجود کتاب کی وقعت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اشاعت کے بعد سے اسے ہمیشہ اہل علم کی طرف سے قبولیت عامہ حاصل رہی ہے۔

علم الصیغہ کی خصوصیات

(۱) --- علم الصیغہ میں صرفی قوانین کا جس جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ہے خود مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ میزان و منشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے قائم مقام ہو سکے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔

(۲) --- علم الصیغہ میں مصنف نے اپنے استاذ حضرت علامہ سید محمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کئے ہوئے ایسے ضوابط ذکر کئے ہیں جن سے بے شمار کلمات کا شذوذ ختم ہو جاتا ہے اور وہ کلمات قانون صرفی کے تحت آ جاتے ہیں۔

(۳) --- نحات کوفہ و بصرہ کے مابین فعل یا مصدر کے اصل ہونے کا اختلاف جس احسن پیرایہ میں بیان فرمایا ہے وہ حیران کن اور بے مثال ہے۔

(۴) --- مصنف نے کتاب میں قواعد مشکلہ بڑے سہل انداز میں ذکر کرنے کے بعد ان کے تذکُّر اور تعلُّم کے لئے کتاب کے آخر میں قرآن کریم سے مشکل صیغے منتخب کر کے سوال و جواب کے انداز میں بیان کر دیئے ہیں۔

تحفہ سعیدیہ

عرصہ دراز سے بڑی شدت کے ساتھ انتظار تھا کہ علم الصیغہ جیسی جامع اور مقبول کتاب جو تمام مدارس میں شامل نصاب ہے اُس کی ایک سہل شرح اردو زبان میں ہوتا کہ طلبہ اس جامع کتاب کے اسرار و رموز سے بخوبی آشنا ہو سکیں اور نگاہیں منتظر تھیں کہ توفیق ایزدی اس عظیم کام کیلئے کس کا انتخاب کرتی ہے۔ الحمد للہ اس خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے حضرت علامہ مولانا حاجی محمد نذیر احمد مہروی کو منتخب فرمایا اور انہوں نے علم الصیغہ کی اردو شرح **تحفہ سعیدیہ** لکھی جو چوتھی بار چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ علامہ حاجی محمد نذیر احمد صاحب نے کچھ عرصہ پہلے علم الصیغہ کا خلاصہ بھی لکھا تھا جو بارہا نظر سے گذرا دلی تمنا تھی کہ یہ خلاصہ مفیدہ بھی چھپ کر اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچے، سو وہ تمنا بھی پوری ہوئی اور اب اہل علم تحفہ سعیدیہ کے آخر میں خلاصہ علم الصیغہ (تحفہ رسولیہ) بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

والسلام

ناچیز: سعید احمد سعیدی

صدر مدرس جامعہ غوثیہ لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد تحریک آزادی حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کارکوروی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف علم الصیغہ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جب ہم تاریخ علم صرف کے حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے متعدد اہل علم کے نام آتے ہیں جنہوں نے اس علم کی خوب خدمت وآبیاری کی، اس کو مدوّن کیا اس کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا..... اس کو تمثیلات وتسہیلات کے ذریعے عام فہم بنایا تاکہ قرآن وحدیث اور عربی ادب کے دارسین وشائقین اس سے کامل طور پر استفادہ کر سکیں...... ان ماہرین علم صرف میں ایک معروف اور مقتدر نام حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ کا بھی ہے جنہوں نے مختلف علوم وفنون پر متعدد کتب ورسائل تصنیف کرنے کے ساتھ علم صرف کے موضوع پر نہایت منفرد، معلومات افزاء اور فوائد صرفیہ پر مشتمل ایک جامع کتاب لکھی جسے اہل علم نے خوب سراہا...... علم صرف کے اساتذہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا ...... طلبہ نے خوب استفادہ کیا اور آج تک کر رہے ہیں۔

ولادت

آپ ۱۲۲۴ھ میں کاکوری کے مقام پر پیدا ہوئے جو بھارت میں واقع ہے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم (قرآن پاک اور سکول کی تعلیم) حاصل کرنے کے بعد ۱۳ سال کی عمر میں رام پور تشریف لائے اور نامور عالم علامہ سید محمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اپنے دور کے مقتدر اور نامور اساتذہ کرام سے مختلف علوم وفنون کا اکتساب کیا خصوصاً علوم کی تکمیل حضرت مولانا بزرگ علی ماہروی رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور معروف محدث حضرت شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء) سے درس حدیث لیا۔

بحیثیت منصف (جج)

چونکہ علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ علوم قدیمہ وجدیدہ کے حامل اور انتہائی باصلاحیت انسان تھے اس لیے آپ کو انگریز حکومت میں سروس مل گئی جہاں آپ منصف ومدرس جیسے مختلف مناصب پر متمکن رہے، خصوصاً جج کے عہدہ پر فائز رہ کر قانون عدل کی پاسداری کرتے ہوئے حق وانصاف پر مبنی عدالتی فیصلے صادر فرمائے جنہیں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

بحیثیت مدرس

علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس کا ذوق بھی خوب بخشا تھا جس کا اندازہ اس امر سے

حضرت علامہ مولانا محمد جعفر ☆ حضرتِ علامہ مولانا منظور احمد پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہما ☆ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب تونسوی نظامی ☆ حضرت علامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی مدرس مدرسہ محمودہ محمودیہ تونسہ شریف اور حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب چشتی مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان سے پڑھیں۔

تدریس ------آپ کو درس و تدریس کا ذوق و شوق چونکہ وراثت میں ملا ہے اس لئے ۱۹۶۵ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں پڑھانے کا آغاز کیا جو یقیناً آپ کی دورانِ تعلیم استعداد و قابلیت کی عکاسی اور اساتذہ کی نگاہوں میں بلند اور اہم مقام کو نمایاں کرتا ہے۔ چھ ماہ تک جامعہ انوار العلوم میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد درجہ تخصص فی التفسیر والحدیث کے لئے حضرتِ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور) کے ساتھ جامعہ اسلامیہ بہاولپور چلے گئے اور مقصد حاصل کیا۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے تخصص کرنے کے بعد چھ سال تک جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان میں بطورِ استاذ فرائض انجام دیئے پھر جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے اور متواتر ۲۲ سال تک نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے خصوصاً یہاں آپ نے تدریس کا خوب جادو جگایا اور ایسے تلامذہ تیار کئے جو اِس وقت ملک کے متعدد سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ (جن کا ذکر آئندہ سطروں میں آرہا ہے) پھر دو سال تک جامعہ غوثیہ دارالقرآن جامع مسجد درس والی اندرون دولت گیٹ ملتان میں پڑھاتے رہے اور اَب عرصہ چار سال سے دارالعلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان میں مہتمم اور صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمتِ دینِ مصطفی کا بیڑہ اُٹھایا ہوا ہے اور یہ ادارہ ''دارالعلوم غوثیہ مہریہ'' آپ ہی کی کاوشوں سے ۲۰۰۱ء کو معرضِ وجود میں آیا اور نہایت قلیل عرصہ میں قابل ذکر ترقی کی اِس وقت سو (۱۰۰) سے زائد طلبہ، شعبہ درسِ نظامی اور تحفیظ القرآن کے ساتھ یہ ادارہ اہلسنت کے اہم اداروں میں شمار ہونے لگا ہے۔

روحانی نسبت ------آپ کو روحانی نسبت قدوۃ السالکین، عمدۃ الواصلین حضرتِ پیر سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مہر آباد شریف ضلع لودھراں) سے حاصل ہے۔ اِس سعادت کا باعث ایک تو خاندان کے بزرگوں کی حضرت سے عقیدت اور دوسرے حضرت کا زہد و ورع تھا چنانچہ آپ سے متاثر ہو کر ۱۹۶۰ء میں ہی بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔

تلامذہ ------یوں تو آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے مگر یہاں آپ کے چند اہم تلامذہ اور فیض یافتہ حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ پتہ چلے کہ آپ کا علمی فیضان کہاں کہاں تک پہنچا ہے اور وہ حضرات مہتمم، ناظم، مدرس، مفتی اور خطیب جیسے کن کن اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں۔ ☆ حضرت علامہ مولانا ظہور احمد صاحب نظامی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان ☆ حضرت علامہ مولانا غلام حسین صاحب رضوی دارالعلوم غوثیہ رضویہ کلور کوٹ بھکر ☆ حضرت مولانا محمد ابراهیم صاحب رضوی مہتمم مظہر العلوم ملتان ☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب لیکچرار بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ☆ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب سجادہ نشین سندیلہ شریف ☆ حضرت مولانا سیّد عتیق الرحمٰن سول جج بلوچستان ☆ علامہ رحمت اللہ لیکچرار گورنمنٹ کالج مظفر گڑھ ☆ علامہ مولانا سیّد حسین احمد مدنی چوک منڈا ☆ مولانا سیّد احمد کمال مدرس فیض العلوم فقیر والی ہارون آباد ☆ مولانا مفتی محمد اقبال چشتی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان پنجاب) لاہور ☆ حضرت مولانا قاری احمد یار صاحب سعیدی مہتمم مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ فیض العلوم ملتان ☆ حضرت مولانا محمد شفیع چشتی صاحب مدرس جامعہ خیر المعاد ملتان ☆ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سلیمانی مدرس مدرسہ فخریہ ڈیرہ غازی خاں ☆ حضرت مولانا فیض احمد فیضی صاحب ٹبہ سلطان پور ☆ مولانا قاضی قاری عطاء اللہ مہروی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ ضیاء الاسلام جامع مسجد غوثیہ گلبرگ کالونی ملتان ☆ حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب ☆ حضرت مولانا عطا محمد صاحب ☆ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ☆ حضرت مولانا محمد کلیم صاحب ☆ قاری محمد رمضان صاحب ☆ قاری خدابخش صاحب مدرسین مدرسہ ہدایت القرآن ملتان ☆ مولانا محمد رفیق صاحب مدرس مدرسہ فیضان رسول ملتان ☆ مولانا حافظ رب نواز سعیدی صاحب مہتمم وصدر مدرس جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت قاسم پور کالونی ملتان ☆ مولانا محمد ہاشم صاحب نقشبندی ☆ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عاصی مدرس دارالعلوم غوثیہ مہریہ ملتان ☆ مولانا غلام مصطفیٰ قادری صاحب ☆ مولانا محمد اسماعیل صاحب فیضی مدرسین دارالعلوم غوثیہ مہریہ ملتان ☆ مولانا بشیر احمد صاحب اویسی خطیب مسجد دربار حضرت خواجہ اویس ملتان ☆ مولانا قاری فقیر احمد صاحب لاہور ☆ قاری محمد رمضان صاحب ایم، اے خطیب پاکستان آرمی ☆ مولانا فیاض احمد صاحب خطیب پاکستان آرمی ☆ مولانا عبدالرسول صاحب ☆ مولانا عبدالرزاق صاحب مدرسین مدرسہ سراج الاسلام لودھراں ☆ مولانا محمد اکرم سعیدی صاحب مدرس مدرسہ رحمت العلوم ملتان ☆ مولانا قاری الطاف حسین صاحب مدرس مدرسہ فیض القرآن

حضرت علامہ الحاج مولانا نذیر احمد مہروی صاحب

ایک نامور علمی شخصیت اور بے مثال استاذ

قابلِ رشک ہیں وہ حضرات جنہیں منعمِ حقیقی اور فیاضِ ازلی نے علم و تحقیق کے ذوق سے بہرہ ور فرمایا ہے اور لائق صد تحسین ہیں وہ لوگ جن کی راتیں قرآن و حدیث اور کتبِ فقہ و تفسیر کے مطالعہ میں بسر ہوتی ہیں، تو دن درس و تدریس میں گذرتے ہیں-- اُنہیں مبارک اور لائقِ تقلید علماء و اساتذہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم شخصیت حضرت استاذ العلماء علامہ الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مہروی دامت مکارم العالیہ ہیں جو ایک طویل عرصہ سے مسند تدریس کی زینت بن کر اپنے علمی سر چشمہ سے تشنگانِ علم و حکمت کو سیراب فرما رہے ہیں۔

پیدائش------آپ ۱۹۴۴ء/۱۳۶۳ھ میں بستی میاں پور تحصیل و ضلع لودھراں میں پیدا ہوئے ......آج کل بیری والا باغ بیرون چوطاقہ گیٹ شجاع آباد شہر میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام حضرت مولانا غلام رسول (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے جو علم و عمل کے پیکر، اخلاص و تقویٰ کے حسین مرقع اور اپنے دور کے عمدہ مدرّس تھے۔

خاندانی شرف------ علامہ الحاج نذیر احمد صاحب مہروی ایک معروف علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ آپ کے جدِ امجد زبدۃ الاصفیاء حضرت علامہ مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ علومِ عربیہ کے ماہر ترین اساتذہ میں شمار ہوتے تھے بالخصوص علمِ نحو اور منطق کی تدریس اُن کا محبوب ترین مشغلہ تھا......تدریس سے شغف کا اندازہ اِس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی تھی مگر پھر بھی تا دمِ واپسیں سلسلہ تدریس جاری رکھا ..... بقول علامہ مہروی زِید شرفہ ''اُس دور میں مَیں نے خود اُن کو عبد الغفور اور قطبی جیسی کتابیں پڑھاتے ہوئے دیکھا''۔

علامہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اِس دلی خواہش اور دیرینہ تمنا کو بڑی شہرت حاصل ہے کہ ''اللہ تعالیٰ میری اولاد میں مدرسین پیدا کرے'' کہتے ہیں وہ شب و روز یہی دعا کرتے اور اولاد کو محنت و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے فرمایا'' آپ یہ دعا کریں کہ میرے بعد میری اولاد دینِ متین کی خدمت میں مشغول رہے اور ربِ کریم میری اولاد میں مدرسین پیدا کرے'' آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (والدِ گرامی حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب) اور

چھوٹے فرزند حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ (والدِ گرامی حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالحکیم صاحب چشتی) جید علماء ہوئے اور اِس طرح اپنے والدِ ماجد کے عظیم مشن کو بڑی خوش اُسلوبی سے جاری رکھا اور اپنی اولاد کی علمی، دینی اور اخلاقی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا...... بحمد اللہ ہمارے ممدوح علامہ مہروی صاحب کے جدِ امجد کی دعاؤں کا فیضان، آپ کے والدِ گرامی اور عمِ محترم کی پُرخلوص کاوشوں کا نتیجہ وثمرہ ہے کہ آج آپ کے خاندان اور جدامجد کی اولاد میں درجنوں حفاظِ کرام اور علوم وفنونِ دینیہ کے ماہر اساتذہ خدمتِ دین میں مصروفِ عمل ہیں، ایسے قابلِ رشک افراد میں حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز صاحب چشتی، حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب چشتی (مدرسین جامعہ انوار العلوم ملتان) حضرت علامہ مولانا سعید احمد سعیدی صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں اور حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان قابلِ ذکر ہیں۔

تعلیم کا آغاز ------آپ نے قرآنِ مجید حفظ کرنے کی سعادت حضرت استاد الحفاظ حافظ پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو نابینا تھے اور آپ کے داداجی کے شاگردِ رشید۔ اِس کے بعد گھر پر ہی اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے مروّجہ نصاب کے مطابق فارسی کے اسباق پڑھے۔ بلاشبہ اُنہوں نے بڑی توجہ اور محنتِ شاقہ سے اپنے عزیز بیٹے کو تعلیم دی۔

اساتذہ کرام ------ بعد ازاں آپ نے علومِ اسلامیہ کی عظیم درس گاہ اور علمی وروحانی مرکز جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں داخلہ لے لیا اور مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے اپنے دور کے ماہر ترین شیوخ واساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اکتسابِ علم کیا، اُن قابلِ قدر اساتذہ کرام کے اسماءِ گرامی یہ ہیں ☆ غزالی زماں رازی دوراں امامِ اہلسنت حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز، آپ سے بخاری شریف، شرح عقائد، سلم العلوم اور فنون کی دیگر کتب پڑھیں ☆ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد شریف رضوی صاحب، آپ سے دورہ حدیث شریف کے دوران بعض کتبِ حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا ☆ رئیس المدرسین حضرت علامہ مولانا مفتی امید علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، سے ابن ماجہ، تفسیر بیضاوی، شرح جامی اور کافیہ وغیرہ جیسی اہم کتب پڑھیں ☆ حضرت علامہ مولانا عبدالکریم جام پوری سواگی رحمۃ اللہ علیہ سے حسامی وغیرہ کا درس لیا ☆ حضرت علامہ مولانا مفتی سیّد مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے جامع ترمذی اور فن کی بعض کتب پڑھنے کا موقع ملا، جبکہ فنون کی دیگر کتب مناظر اسلام

بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ملازمت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کے سلسلہ کو بھی ترک نہیں کیا، اسے نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس سے پوری طرح انصاف کیا چنانچہ آپ کے تلامذہ میں حضرت علامہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی (۱۹۱۶ھ) اور علامہ حسین شاہ بخاری جیسے جیّد اور معروف علماء شامل ہیں۔

بحیثیت مصنف

آپ اعلیٰ تدریسی صلاحیتوں کے مالک بہترین مدرس ہی نہ تھے بلکہ ایک کامیاب مصنف اور قلمکار بھی تھے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر خوب سے خوب تر لکھا، چنانچہ آپ نے متعدد علمی، فقہی، اخلاقی، اصلاحی اور تبلیغی موضوعات پر کتب اور رسائل تصنیف فرمائے جن میں سے چند معروف ومشہور کے نام حسب ذیل ہیں۔

۰۱	علم الفرائض	۱۰	فضائل درود وسلام
۰۲	ملخصات الحساب	۱۱	هدايات الاضاحي
۰۳	تصديق المسيح	۱۲	الدرالفريد في مسائل الصيام السعيد
۰۴	الكلام المبين في آيات رحمة اللعلمين	۱۳	وظيفه كريمه
۰۵	ضمان الفردوس	۱۴	خجسته بهار
۰۶	بيان شب قدر وشب برأت	۱۵	احاديث حبيب الكريم
۰۷	رساله درمذمت ميله هانے	۱۶	نقشه مواقع النجوم
۰۸	فضائل علم وعلماء دين	۱۷	تواريخ حبيب اله
۰۹	محاسن العمل الافضل	۱۸	علم الصيغه

تواریخ حبیب الٰہ، علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں سے ایک اہم اور مقبول ترین تصنیف ہے یہ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات منزہ پر مشتمل ہے۔ جسے نے حکیم محمد امیر خان اینٹو ڈاکٹر انڈمان کی فرمائش پر تحریر کیا۔ جسے عوام وخواص میں خوب پزیرائی ملی۔

علم الصیغہ

آپ کی تصانیف میں علم صرف کے موضوع پر بلا مبالغہ یہ ایک نہایت جامع اور بے مثال کتاب ہے جس کو آپ نے حافظ وزیر علی مرحوم کی فرمائش پر ان کی دلجوئی کرتے ہوئے اس وقت تحریر کیا جب آپ جزیرہ انڈمان میں قید وبند صعوبتیں برداشت کررہے تھے، دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت آپ کے پاس اس موضوع پر کوئی کتاب نہ تھی جس سے استفادہ کرتے۔ آپ نے محض اللہ پر توکل کرکے اپنی یاداشت سے کام لیتے ہوئے اسے سپرد قلم فرمایا، اس کتاب کی جامعیت بیان کرتے ہوئے اس کے بارے میں خود ہی فرماتے ہیں کہ ''یہ کتاب اس انداز سے تحریر کی گئی ہے کہ میزان ومنشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کی جگہ کام آئے'' بلاشبہ جہاں یہ کتاب آپ کی اس علم میں مہارت کی آئینہ

دار ہے وہاں آپ کی انتہائی اعلیٰ ذہانت کی بھی عکاس ہے۔

جزیرۂ انڈمان میں قید و بند کا پس منظر

یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بہت بڑے مجاہد بلکہ مجاہدین کے سرخیل تھے، جب انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا آغاز ہوا تو اسی دوران آپ نواب بہادر خاں بہادر روہیل کھنڈ کے ناظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ان کی حکومت کی مالی امداد و اعانت کے لیے فتویٰ جاری کیا جسکا بڑا فائدہ ہوا اور نہایت دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ جب انگریز حکومت کا بریلی میں دوبارہ قیام ہوا تو ریکارڈ کی پڑتال کے دوران کاغذات میں سے آپ کا وہ فتویٰ بھی برآمد ہوا چنانچہ آپ کو (حق کا ساتھ دینے کے) اس جرم کی پاداش میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی (ایسا اہل حق کے ساتھ ہمیشہ ہوتا آیا ہے) قید و بند کے دوران ایک انگریز کی فرمائش پر عربی کی ضخیم کتاب ''**تقویم البلدان**'' کا اردو میں ترجمہ کیا جو دو برس کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

سوانح نگار لکھتے ہیں کہ یہی ترجمہ آپ کی رہائی کا سبب بنا اور ۱۲۷۷ھ میں حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی صاحب علیہ الرحمہ کی رہائی عمل میں آئی، سبحان اللہ! یہ علم کا کمال ہے جس طرح یہاں انگریز کی قید سے رہائی کا سبب بن گیا، انشاء اللہ آخرت میں بھی فلاح و نجات کا ذریعہ بنے گا۔

جزیرہ انڈمان سے رہائی پانے کے بعد حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ مستقل طور پر کانپور میں اقامت گزیں ہو گئے، یہاں آپ نے علوم اسلامیہ کی ترویج کے لئے مدرسہ فیض عام قائم فرمایا اور آئندہ اپنی تبلیغی و اصلاحی سرگرمیوں کیلئے اسے ہی مرکز بنالیا۔

وفات

توفیق الٰہی سے ۱۲۷۹ھ میں حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے لئے عازم سفر ہوئے تو جدہ کے قریب آپ کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا اور آپ نے ۷ شوال المکرم ۱۹۷۹ھ کو احرام باندھتے ہوئے بحالت نماز جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات کو قیامت تک جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

محتاج دعا

سید فیض عباس بخاری

جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات ٹھٹھہ صادق آباد

لکڑ منڈی ملتان اور ☆ مولانا گل حسن صاحب بستی سلطان پور (عربی ٹیچر)

ان کے علاوہ بھی آپ کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد ہے جو علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ذوق تصنیف ------ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تدریس کے ساتھ ساتھ ذوقِ تصنیف و تالیف سے بھی خوب نوازا ہے حالانکہ جو شخص تدریس کی بھاری ذمہ داریاں نبھا رہا ہو اس کیلئے تصنیف و تالیف کیلئے وقت نکالنا آسان کام نہیں ہوتا مگر حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کیلئے وقت نکال لیتے ہیں چنانچہ آپ مختلف موضوعات پر کتب، رسائل، فتاوی اور مقالات سپردِ قلم کر کے عوام و خواص سے دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ آپ کی تحریری خدمات اور قلمی کاوشوں میں تازہ ترین **وقایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو** ہے۔ **تحفہ سعیدیہ (مع تحفہ رسولیہ)** اردو شرح **علم الصیغہ ، حاشیہ میزان الصرف** مطبوعہ ہیں اول الذکر کا چوتھا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اور **شرح صرف میر** تکمیل کے مراحل میں ہے جبکہ کافیہ، شرح ملا جامی جیسی اہم فنی کتب کی شرح و تسہیل مستقبل کے عزائم میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق ان خوابوں کو جلد شرمندۂ تعبیر فرمائے، آمین بجاہِ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (15/5/2005ء)

خادم العلم والعلماء

حافظ عبد العزیز سعیدی

مدرس جامعہ انوار العلوم نئی بلاک نیو ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بیدہ تصریف الاحوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ الذی صرّف قلوبنا نحو الخیرات وخفّف اثقالنا بعفو السیئات ومیّزنا من بین سائر الامم بتضاعف الحسنات والصلوٰۃ والسلام علی من اوتی مفاتیح خزائن الارض والسماوات وعلی آلہ واصحابہ اکمل الصلوات وافضل التسلیمات۔

قولہ الحمد للہ۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے کلام اللہ کی اقتداء اور حدیث کل امر ذی بال لم یبدأ بحمد اللہ فھو اقطع واجزم، کی اتباع اور سلف صالحین کی موافقت کے پیش نظر اپنی کتاب کو تسمیہ کے بعد حمد باری تعالیٰ سے شروع فرمایا۔

(فائدہ) جملہ الحمد للہ اصل میں جملہ فعلیہ (حمدت اللہ حمداً) تھا۔ چونکہ مقام تعریف میں دوام وثبوت مقصود ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ ثبوت ودوام پر دلالت نہیں کرتا۔ اس لئے جملہ فعلیہ کو اسمیہ سے بایں طریق تبدیل کیا کہ فعل کو مع فاعل کے حذف کیا اور مصدر مرفوع کو اس کے قائمقام کر کے محلیٰ باللام کر دیا۔

سوال۔ الحمد للہ ایسا جملہ اسمیہ ہے جس کی خبر ظرف حکمی ہے اور جس طرح کہ وہ جملہ اسمیہ کہ جس کی خبر صریح جملہ فعلیہ ہو تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے جیسے زید قام۔ ایسے ہی وہ جملہ اسمیہ جس کی خبر ظرف ہو تجدد وحدوث پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ظرف مقدر بالفعل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جملہ الحمد للہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے نہ کہ دوام واستمرار پر۔

جواب۔ ایسا جملہ اسمیہ کہ جس کی خبر ظرف ہو اس وقت تجدد پر دلالت کرتا ہے جب وہاں کوئی قرینہ دوام موجود نہ ہو اور اس جگہ جملہ فعلیہ سے عدول الی الاسمیہ قرینہ دوام موجود ہے۔ لہٰذا الحمد للہ دوام واستمرار کے لئے ہے۔

سوال۔ حمد وصف پر دلالت کرتا ہے اور لفظ اللہ ذات پر اور ذات طبعاً مقدم ہے تو ذکراً بھی اس کو مقدم کرتے ہوئے مصنف علیہ الرحمۃ کو للہ الحمد فرمانا چاہیئے تھا۔

جواب۔ یہاں تقدیم حمد اہتمام مقام کی وجہ سے ہے کہ یہ مقام مقام حمد ہے جس طرح کہ آیت کریمہ اقرأ باسم ربک، میں اہتمام ذاتی تو اس بات کا مقتضی تھا کہ قرآت بعد میں ہو لیکن مقام مقام قرآت ہے اس لئے قرآت کو مقدم کیا گیا۔

فائدہ۔ حمد کے لغوی معنی ہیں ستودن (تعریف کرنا) اور اصطلاح میں ممدوح کی اختیاری خوبیوں کو زبان سے بیان کرنا خواہ نعمت کے مقابل ہوں یا غیر نعمت کے حمد ہے۔

سوال۔ حمد کی مذکورہ بالا تعریف سے اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات کی حمد کرنا اور جمادات اور نباتات کا۔ اللہ کی حمد کرنا خارج ہو گیا کیونکہ یہ حمد زبان سے نہیں۔

جواب۔ جس حمد کی تعریف اوپر بیان کی گئی ہے وہ مطلق حمد نہیں بلکہ حمد انسان مراد ہے یا زبان سے مراد مطلق مبدأ تعبیر ہے۔

وَتَخْفِيْفُ الْأَثْقَالِ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَادِیْنَ.

قولہ اللہ ۔ لفظ اللہ ایسی ذات کا علم ہے جو واجب الوجود اور تمام تعریفوں کی مستحق ہے۔ لفظ اللہ میں کئی اعتبار سے اختلاف ہے کہ عربی ہے یا غیر عربی۔ جامد ہے یا مشتق۔ ماخذ اشتقاق کیا ہے۔ علم ذاتی ہے یا اسم صفتی۔ صحیح قول یہ ہے کہ یہ لفظ عربی ہے اور علم ذاتی ہے مشتق نہیں۔ کیونکہ اس اسم کو موصوف قرار دیکر دیگر اسماء صفاتی کو اس کی صفت میں ذکر کرتے ہیں اگر یہ مشتق ہوتا اسم صفت ہوگا جو کہ موصوف نہیں ہوسکتا۔

قولہ تصریف الاحوال ۔ اس میں صنعت براعت استہلال کی رعایت ہے جو کہ کلام کے ابتدا کی ایک نہایت حسین نوع ہے یعنی آغاز کلام میں ایسی چیز ذکر کرنا جس سے آئندہ کلام کی غرض معلوم ہو جائے اور مقصود کی طرف اشارہ ہو جائے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے لفظ تصریف سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ کتاب علم صرف کی ہے۔

فائدہ ۔ تصریف باب تفعیل کا مصدر ہے جو کہ برائے مبالغہ وتکثیر صرف سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی تغییر کے ہیں۔ یعنی چیز کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرنا اور اصطلاح میں اصل واحد کو مختلف ابنیہ وصیغ کی طرف معانی مقصودہ حاصل کرنے کے لئے پھیرنے کا نام تصریف ہے۔ علماء بصرہ کے نزدیک اصل واحد سے مراد مصدر اور علماء کوفہ کے نزدیک فعل ماضی ہے تو مصدر سے ماضی مضارع وغیرہ بنانا یا ماضی سے مضارع وغیرہ بنانا مختلف معانی حاصل کرنے کے لئے اصطلاح میں اس کو تصریف کہتے ہیں۔ یہاں لغوی معنی مراد ہیں۔

قولہ الصلوٰۃ :۔ صلوٰۃ کا اصل صَلَوَۃ (بفتح حروف ثلثہ) تھا واو الف ہوگیا صلوٰۃ ہوا۔ صلوٰۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو مراد رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو استغفار اور مؤمنین کی طرف منسوب ہو تو دعا اور حیوانات کی طرف منسوب ہو تو مراد تسبیح ہوتی ہے۔

شریعت میں ارکان مخصوصہ کا نام صلوٰۃ ہے اور اس جگہ مراد اوّل معنی ہیں۔

قولہ والسلام :۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے صلوٰۃ وسلام کو جمع فرماکر قرآن کریم کی اتباع کی کیونکہ باری تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم فرمایا ہے۔ نیز امام نووی نے بعض علماء سے صلوٰۃ وسلام کے افراد کی کراہت نقل کی ہے جس کے پیش نظر مصنف علیہ الرحمۃ نے دونوں کو جمع کیا ہے۔

سوال :۔ لفظ صلوٰۃ کے بعد کلمہ علی کا استعمال مناسب نہیں کہ علی معنی مضرت پر دلالت کرتا ہے۔

جواب :۔ علی مضرت کے لئے اس وقت ہوتا ہے جب لفظ دعا کا صلہ ہو۔

قولہ سیّد الصادین :۔ سید بمعنی سردار اصل میں سَیْوِدٌ تھا واو کو یا کیا اور اوّل یا کو ثانی میں ادغام کیا تو سیّد ہوا۔ لفظ سید کا استعمال خدا تعالیٰ کے لئے خاص ہے یا نہیں۔ اس میں تین قول ہیں (۱) اس کا اطلاق خداوند پر نہیں کیا جاسکتا (۲) اس کا

اِلٰی مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ

اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہی کیا جاسکتا ہے نہ غیر پر کیونکہ حضرات صحابہ کرام نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا سیدنا کہکر پکارا تو آپ نے فرمایا السید ھو اللہ (۳) سب پر اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ یہی صحیح ہے اور قرآن وحدیث اس پر شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وسیدا وحصورا" والفیا سیدھا لدالباب" اور حدیث میں ہے۔ انا سید ولد آدم" قوموا الی سیدکم"

ھادین:- ہدایت سے بمعنی رہنما ہے۔ سید الھادین سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال:- مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم شریف کو ترک کر کے اسلوب مشہور سے عدول کیوں کیا ہے ؟

جواب:- تعظیماً سرکار علیہ السلام کا اسم شریف ذکر نہیں فرمایا یا غرابت اسلوب کے پیش نظر کہ اس کی طرف طبائع کی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ سید الھادین حدیث انا سید ولد آدم کی طرف تلمیح ہے۔

قولہ محاسن الافعال:- محاسن حسن کی جمع خلاف قیاس ہے۔ بمعنی خوبیاں، اس میں تلمیح ہے۔ حدیث (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ومحاسن الافعال کی طرف۔ یعنی صلوٰۃ وسلام نازل ہو اچھے کاموں کی طرف رہبری کرنیوالوں کے سردار پر۔ نیز لفظ افعال میں براعت استہلال کی رعایت ہے۔

قولہ وعلی آلہ:- لفظ آل اسم جمع ہے اصل میں اھل تھا بدلیل اھیل کے لان التصغیر یرد الاشیاء الی اصولھا۔ پس ھا ہمزہ سے تبدیل ہوگئی اور ہمزہ موافق قیاس کے الف سے تبدیل ہوا تو آل بنا یہ سیبویہ کا مذہب ہے اور یہی مشہور ومختار عند البصریین ہے۔ کسائی کے نزدیک اس کا اصل اول تھا کیونکہ تصغیر اویل آئی ہے پس واو کو الف سے تبدیل کیا تو آل بنا۔ کسائی کہتا ہے کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا جو کہ کہتا تھا آل واویل اھل واھیل یعنی کسائی کے نزدیک آل اور اہل ایک لفظ نہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل أَأْلٌ تھا ہمزہ دوم الف ہوگیا۔

فائدہ:- آل میں چند مذہب ہیں۔

۱۔ آل بمعنی اتباع ہے یہ جابر بن عبداللہ اور سفیان ثوری کا مذہب ہے۔ اسی کو بعض اصحاب شافعی نے اختیار کیا اور نووی ازھری کے نزدیک یہی پسندیدہ ہے۔

۲۔ آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں یہ امام شافعی کا قول ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے۔

۳۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ آل فقط بنو ہاشم ہیں اسی کو بعض مالکیہ نے پسند کیا۔

۴۔ آل سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج وذریت و داماد ہیں

وَصَحْبِهِ الْمُضَارِعِيْنَ لَهُ فِي الصِّفَاتِ وَالْاَعْمَالِ

اَمَّا بَعْدُ میگوید بندۂ نیازمند بارگاہ رب صمد المعتصم بذیل سید الانبیاء محمد عنایت احمد غفرلہ الاحد کہ

فائدہ :- آل کو ماقبل پر معطوف کرنے کے لئے کلمہ علی کا اعادہ فرمایا کیونکہ اہل سنت نے نبی اور آل کے درمیان کلمہ علی کے ایراد کا التزام فرمایا ہے اس میں مذہب شیعہ کا رد ہے جو کہ ایراد علی کو جائز نہیں سمجھتے اور اس سلسلہ میں حدیث نقل کرتے ہیں۔

" مَنْ فَصَلَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ آلِیْ بِعَلٰی لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ " اور معنی یہ کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص میرے اور میری آل کے درمیان لفظ علی سے فصل کرے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ اوّل تو یہ حدیث موضوع ہے اگر صحیح مان بھی لی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ جو میرے اور میری آل کے درمیان حضرت علی سے فصل کریگا اور ان کو نہ مانے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔

فائدہ :- لفظ آل گو اپنے اصل کے اعتبار سے عام ہے مگر استعمال کے اعتبار سے اس میں دو تخصیصیں پیدا ہوگئیں۔

۱- اس کی اضافت غیر عاقل کی طرف نہیں ہوتی۔ یعنی آل اسلام اور آل مصر نہیں کہتے بلکہ اہل اسلام اور اہل مصر کہتے ہیں۔

۲- عاقل کی جانب بھی اس کی اضافت اس وقت ہوتی ہے جب اس کے لئے شرافت دینی اور دنیوی ہو جیسے آل نبی یا صرف دنیوی جیسے آل فرعون۔

قولہ وصحبہ :- صحب کے لغوی معنی ہمراہ کے ہیں۔ یہ صاحب کی اسم جمع ہے اس کی جمع اصحاب آتی ہے جیسے نہر کی جمع انہار آتی ہے۔ صحابی باتفاق محدثین ہر وہ شخص ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بحالت اسلام دیکھا ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ پہلے معنی کے اعتبار سے آل کے بعد اصحاب کا ذکر تخصیص بعد التعمیم ہے اور اس میں نکتہ صحابہ کا اہتمام شان ہے۔ صحب خاص کا عام پر عطف کرکے صحابہ کرام کے شرف وفضل پر تنبیہہ فرمائی۔

قولہ المضارعین : مضارع کی جمع ہے بمعنی مشابہ مضارعت سے مشتق ہے جو ضرع بمعنی شیر نوشیدن از یک پستان سے ماخوذ ہے۔ مضارعین میں بھی براعت استہلال کی رعایت ہے۔

قولہ اما بعد :- لفظ اما اصل میں مہما تھا ھاء کو ہمزہ سے تبدیل کیا پھر قلب مکانی کرکے میم کو میم میں مدغم کردیا پس اما ہوگیا۔ یہ لفظ شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اس لئے اس کے جواب میں اکثر فاء لایا جاتا ہے بعد کا لفظ مبنی برضم ہوتا ہے اگر اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو ورنہ معرب اس جگہ مبنی ہے۔ ای بعد الحمد والصلوٰۃ۔

این رسالہ ایست در علم صرف کہ بپاس خاطر شفیق محسن مجمع مکاسن حافظ وزیر علی صاحب بجزیرۂ انڈمین

بمعرض تحریر درآمد ورود حقیر دران جزیرہ از نیرنگ تقدیر بودہ وکتابے از ہیچ علم نزد خود نداشت این رسالہ

را بوضعی نگاشت کہ بجای میزان ومنشعب وپنج گنج وزبدہ وصرف میر بکار آید وبر فوائد دیگر ہم

مشتمل باشد نَفَعَ اللّٰهُ بِهِ الطَّالِبِيْنَ وَرَزَقَهُمْ وَاِيَّایَ اِتِّبَاعَ سُنَّةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ واین رسالہ مشتمل ست بریک مقدمہ وچہار باب وخاتمہ۔

مقدمہ در تقسیم کلمہ واقسام آں کلمہ کہ لفظ موضوع مفرد را گویند برسہ قسم ست فعل واسم وحرف

قولہ میگوید بندہ الخ مصنف علیہ الرحمۃ حمد وصلوٰۃ کے بعد رؤس ثمانیہ میں سے اختصار کے پیش نظر صرف نام مؤلف ما ذکر جنس علم غرض تصنیف اور کتاب کی منفعت کا ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز کی بارگاہ کا نیاز مند بندہ جو کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو تھامے ہوئے ہے۔ عنایت احمد اللہ انکی مغفرت فرمائے، کہتا ہے کہ یہ علم صرف کے متعلق ایک رسالہ ہے جو واسطے دلجوئی مشفق ومحسن بیشمار خوبیوں کے جامع حافظ وزیر علی صاحب کے جزیرہ انڈمین میں لکھا گیا اس جزیرہ میں ناچیز کا درود گردش تقدیر کے سبب ہوا۔ اور کسی علم کی کتاب اپنے پاس نہ رکھتا تھا اس رسالہ کو ایسے طرز پر لکھا جو بجائے میزان منشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے کام آتے اور دیگر فوائد پر بھی مشتمل ہو۔

قولہ نفع اللہ بہ الطالبین:۔ جملہ دعائیہ ہے نفع اگرچہ فعل ماضی کا صیغہ ہے مگر اس جگہ بمعنی مضارع ہے کیونکہ دعا ان مواضع سے ایک موضع ہے جہاں ماضی مضارع کے معنی میں ہوتا ہے اور وہ مقامات حسب ذیل ہیں۔

قطعہ

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا ۔ عطف ماضی بر مضارع درمقام ابتدا

بعد موصول وندا ولفظ حیث کلما ۔ درجزا وشرط وعطف ہر دو باشد در دعا

سوال:۔ جب اس جگہ ماضی بمعنی مضارع ہے تو مصنف صیغہ مضارع کیوں نہیں لاتے؟

جواب:۔ برائے نیک فال یعنی تاکہ ماضی باعتبار صورت کے دلالت کرے کہ یہ دعا گزشتہ زمانہ میں قبول ہو چکی ہے۔

قولہ مقدمہ:۔ یہ مقدمہ الجیش سے ماخوذ ہے جو کہ لشکر کی اس جماعت کو کہتے ہیں جو آگے آگے چلنے والی ہو۔ اگر بفتح الدال پڑھا جائے تو قَدَّمَ فعل متعدی کا اسم مفعول ہوگا۔ بمعنی آگے لایا ہوا مگر الفائق میں ہے الفتح خلف یعنی دال کا فتح باطل ہے۔ اگر بکسر الدال پڑھا جائے اور یہ قدم فعل متعدی کا اسم فاعل ہو تو معنی ہوگا مقدم کرنے والا۔ چونکہ یہ اپنے جاننے والے کو اس شخص پر مقدم کرتا ہے جو اس کو نہیں جانتا اس لئے اس کو مقدمہ کہتے ہیں یا پھر قدم بمعنی تقدم فعل لازم سے ہے جس کے معنی ہیں آگے ہونے والا۔

پھر جب اس لفظ کو معنی وصفی سے اسمی کی طرف منتقل کیا گیا اور لشکر کی جماعت متقدمہ کے لئے اسم قرار دیدیا گیا تو تائے نقلت کا اضافہ کیا گیا تاکہ وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرے۔

فائدہ:۔ مقدمہ کی دو قسمیں ہیں مقدمۃ العلم و مقدمۃ الکتاب۔ مقدمۃ العلم کا اطلاق ان معانی پر ہوتا ہے جن پر علم کا شروع کرنا علی وجہ البصیرۃ موقوف ہو۔ جیسے علم کی تعریف، بیان موضوع، معرفت غرض وغایت وغیرہ۔

مقدمۃ الکتاب اس مجموعہ کلام کو کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے لایا جاتے بایں معنی کہ اس مجموعہ کلام کے ساتھ مقصود کا ارتباط ہے اس جگہ مقدمہ سے مراد قسم ثانی یعنی مقدمۃ الکتاب ہے۔

کلمہ:۔ بمعنی سخن ہے اور اصطلاح میں اس لفظ کو کلمہ کہتے ہیں جو معنی مفرد کے لئے موضوع ہو۔

لفظ:۔ لفظ کے لغوی معنی پھینکنے کے ہیں خواہ منہ سے ہو یا منہ سے نہ ہو۔ خواہ وہ پھینکنا لفظ کا ہو یا غیر لفظ کا۔ منہ سے لفظ کا پھینکنا جیسے زید قائم کا تکلم منہ سے غیر لفظ کا پھینکنا جیسے اکلت التمرۃ ولفظت النواۃ اور غیر لفظ کا پھینکنا جو کہ منہ سے نہ ہو۔ جیسے لفظت الرحیٰ الدقیق لفظ کی اصطلاحی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہو صوت یعتمد علی المخارج من حرف فصاعدا۔ اور بعض نے کہا مایتلفظ بہ الانسان حقیقۃ کان او حکما مہملا کان او موضوعا مفردا کان او مرکبا۔

موضوع:۔ وضع سے ہے جو لغت میں بمعنی نہادن ہے اور اصطلاح میں (تخصیص شیٔ لشیٔ بحیث متیٰ اطلق او احس الشیٔ الاول فھم منہ الشیٔ الثانی) کو وضع کہتے ہیں۔ شیٔ اول سے مراد لفظ اور شیٔ ثانی سے مراد معنی ہے۔ یعنی جب لفظ بولا جائے تو اس سے معنی سمجھ آجاتے۔

فائدہ۔ موضوع کی دو قسمیں ہیں۔ اول لفظ جس کی طرف "اطلق" سے اشارہ ہے اور دوسرا غیر لفظ جس کی طرف "احس" سے اشارہ کیا ہے جیسے دوال اربعہ یعنی خطوط" عقود" نصب اور اشارات" یہ معنی بتاتے ہیں مگر الفاظ نہیں۔

مفرد۔ اس لفظ کو کہتے ہیں جس کا جز معنی کے جزو پر دلالت نہ کرے یعنی کلمہ جو کہ لفظ موضوع برائے معنی مفرد کو کہتے ہیں تین قسم پر ہے۔

قولہ فعل و اسم و حرف:۔ فعل اصطلاح میں عبارت ہے نسبت فاعلی زمانہ اور مسند معنی حدثی سے یعنی اصطلاحی فعل ان تینوں سے مرکب ہے۔ لغت میں فعل صرف مصدر ہی کو کہتے ہیں اور حقیقۃً مصدر ہی فعل ہے پس فعل اصطلاحی کو اس لئے فعل کہتے ہیں کہ یہ فعل لغوی پر مشتمل ہوتا ہے یعنی جزو کا نام کل کو دیدیا۔ اس کو تسمیۃ کل باسم جز کہتے ہیں۔

سوال:۔ جس کو فعل اصطلاحی متضمن ہے وہ فعل بالفتح فاء ہے کیونکہ مصدر بالفتح فاء ہے نہ بالکسر لیکن متضمن اسم مفعول کو فعل بالکسر سے موسوم کیا گیا جو کہ صحیح نہیں کیونکہ فعل بالکسر حاصل بالمصدر کا اسم ہے؟

جواب:۔ فعل بالکسر کا اطلاق حاصل بالمصدر کے علاوہ مصدر پر بھی ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ "واوحینا الیھم فعل الخیرات"۔ لہذا فعل لغوی سے موسوم کرتے ہوئے فعل اصطلاحی کو فعل بالکسر کہنا صحیح ہوا۔

اسم:- بصریہ کے نزدیک سمو بمعنی علو سے ماخوذ ہے چونکہ یہ مسند و مسند الیہ ہونے کی وجہ سے اپنے قسیمین پر عالی و بلند ہوتا ہے اس واسطے اس کو اسم کے ساتھ موسوم کیا گیا۔

فائدہ: بصریہ کے نزدیک اسم اسماء محذوفۃ الاعجاز سے ہے۔ مثل "ید و دم" کے اس میں کثرت استعمال کی وجہ سے واو محذوف ہوگیا۔ پس دو حرف باقی رہ گئے۔ اول متحرک دوم ساکن۔ جب ساکن کو حرکت دی گئی تو اعتدال کے لئے متحرک کو ساکن کیا گیا اور اول میں ہمزہ وصل لایا گیا۔ اسم بنا۔ اس کی جمع بروزن اسماء اور تصریف سمی یسمی اور تصغیر سُمی سے بھی مذہب بصریہ کی تائید ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ سَما یَسمو یا سَمِیَ یسمی سے مثل ادع وارم کے امر تھا۔ اس کو حد افعال سے نکال کر اسم بنا دیا گیا اور اس پر وجوہ اعراب کو داخل کیا گیا۔

کوفیہ کے نزدیک لفظ اسم وسم بکسر بمعنی علامت سے ماخوذ ہے ابتدا سے واو حذف ہوا اور اس کی جگہ ہمزہ وصلی آگیا۔ چونکہ اسم اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے اس لئے اس نام سے موسوم ہوا اور سُمّی یسمی اور اسماء وغیرہ ان کے نزدیک قلب پر محمول ہیں۔ یعنی سمی یسمی اصل میں وسم یوسم تھا اور اسماء کا اصل اوسام تھا۔ ان میں قلب مکانی کیا گیا۔

فائدہ:- مصنف علیہ الرحمۃ نے بصریین کے مذہب کو اختیار کیا ہے جیسا کہ آئے گا کیونکہ مذہب کوفیین چند وجوہ سے ضعیف ہے۔

(۱) اسماء محذوفۃ الاوائل کے شروع میں ورود ہمزہ کلام عرب میں معہود نہیں۔

(۲) اسم کی تصغیر سمی آتی ہے جو کہ مذہب کوفیہ کے ضعف پر دلالت کرتی ہے۔ بعض نے کہا کہ اس میں حذف ہے نہ تعویض بلکہ اشاحٌ اور اعاءٌ کی طرح واو ہمزہ ہوگیا۔ پھر کثرت استعمال کی وجہ سے اس ہمزہ کے ساتھ ہمزہ وصل والا معاملہ کیا گیا

حرف:- لغت میں بمعنی طرف ہے اہل عرب کہتے ہیں۔ فلان فی حرف الوادی یعنی فی طرف الوادی چونکہ یہ طرف کلام میں ہوتا ہے یعنی رکن کلام نہیں واقع ہوتا اس لئے اس کو حرف کہتے ہیں۔

سوال:- اسم کی فعل پر شرافت اس کی مقتضی ہے کہ اسے فعل پر مقدم کیا جائے جیسا کہ کتب نحو میں اس کا لحاظ کیا گیا ہے مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے فعل کو مقدم فرمایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- صرفی کلمات سے بحث کرتے ہیں از جہت تصریف چونکہ تصریف فعل میں زیادہ ہے اسلئے اس کو مقدم کیا۔

سوال:- مصنف علیہ الرحمۃ نے کلمہ کو اقسام ثلثہ میں بند کر دیا اور چوتھی قسم کیوں نہیں ذکر کی؟

جواب:- چوتھی قسم ہے نہیں کیونکہ کلمات جن معانی پر دلالت کرتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا ذات یا صفت یا ربط اول پہ اسم دال ہے۔ ثانی پر فعل اور ثالث پر حرف۔

فعل آن کہ دلالت کند بر معنی مستقل بایکی از ازمنۂ ثلثہ ماضی وحال و استقبال چوں ضَرَبَ ویَضْرِبُ واسم آنکہ دلالت کند بر معنی مستقل نہ بایکی از ازمنۂ ثلثہ چون رَجُلٌ وضَارِبٌ وحرف آنکہ دلالت کند بر معنی غیر مستقل کہ بی ضم کلمۂ دیگر فہمیدہ نشود چوں مِنْ واِلٰی فعل باعتبار معنی و زمانہ بر سہ قسم است ماضی ومضارع وامر۔

قولہ فعل آنکہ دلالت کند:۔ فعل ایسا کلمہ ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ ازمنۂ ثلثہ سے مراد ماضی، حال اور استقبال ہے۔

سوال:۔ فعل کی مذکورہ بالا تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں کیونکہ نِعْمَ بِئْسَ اور لَيْسَ افعال ہیں مگر ان میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا؟

جواب:۔ فعل کے معنی کا احدالازمنہ کے ساتھ اقتران بحسب وضع مراد ہے اور افعال مذکورہ کے مفہوم میں وضعاً زمانہ معتبر ہے۔ اگرچہ استعمال میں زمانہ ان سے دُور ہو گیا ہے۔

سوال:۔ فعل کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کیونکہ اس میں وہ اسماء داخل ہو گئے جن میں زمانہ معتبر ہے جیسے اسم فاعل ومفعول وغیرہ؟

جواب:۔ تعریف مانع ہے کیونکہ ان اسماء میں زمانہ از روئے استعمال پایا جاتا ہے نہ از روئے وضع پس تعریف جامع ومانع ہے۔

سوال:۔ فعل کی تعریف سے مضارع خارج ہو گیا کیونکہ اس کا معنی ایک زمانہ سے نہیں بلکہ دو سے مقترن ہوتا ہے؟

جواب نمبر ۱:۔ اکثر علماء کے نزدیک مضارع معنیٰ واحد کیلئے موضوع ہے اور دوسرے زمانہ میں اس کا استعمال مجازاً ہے۔

جواب نمبر ۲:۔ مضارع زمانہ حال ومستقبل میں مشترک ہے اور دونوں کے لئے موضوع ہونے سے یہ مراد ہے کہ بحالت واحدہ زمانہ واحدہ کے لئے موضوع ہوتا ہے نہ کہ ہر معنی کے لئے معاً۔ یعنی یا بمعنی حال یا استقبال ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۳:۔ وضع برائے اثنین وضع برائے واحد کے منافی نہیں کیونکہ دو میں ایک بھی ہوتا ہے۔

قولہ واسم آنکہ:۔ اسم کی دو مثالیں دیں۔ اوّل اسم ذات کی ہے اور دوم اسم صفت کی یا اوّل جامد کی ہے اور دوم مشتق کی یا اس لئے دو مثالیں دیں کہ مثال معنی میں شاہد ہوتی ہے اور عندالشرع دو شاہد معتبر ہیں۔

سوال:۔ معنی مستقل سے مراد وہ معنی ہے جو اسم سے سمجھے جانے میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو۔ اسم کی اس تعریف سے اسماء لازمۃ الاضافۃ جیسے فوق تحت نکل گئے کیونکہ ان کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مفہوم ہوتا ہے نہ تام۔

ماضی آنکہ دلالت کند بر وقوع معنے در زمانہ گزشتہ چوں فَعَلَ کرد آن یکمرد در زمانہ گذشتہ و مضارع آنکہ دلالت کند بر وقوع معنے در زمانہ حال یا آیندہ چوں یَفْعَلُ میکند یا خواہد کرد آن یکمرد بزمانہ حال یا آیندہ ۔

جواب :۔ اصل معنی ان کا مطلق فوقیت و تحتیت ہے جس کا فہم کسی خاص مضاف الیہ کے فہم پر ہرگز موقوف نہیں بلکہ مطلق ما الیفوق علیہ کا فہم ضروری ہے جو کہ اجمالا ہو تو کفایت کرتا ہے ۔

قولہ و حرف آنکہ :۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے حرف کی مثال میں مِنْ اور الیٰ کو غالبا اس لئے اختیار کیا ہے کہ ہر دو ابتدا و انتہا پر دلالت کرتے ہیں گویا کہ صرف یہ دو حرف مثال میں ذکر نہیں کئے بلکہ ابتدا و انتہا کو ذکر کر کے تمام حروف کا احاطہ کر لیا ہے ۔

قولہ فعل باعتبار معنی و زمانہ بر سہ قسم است :۔ کلمہ کے اقسام ثلثہ کی تعریف کے بعد قسم اول کی تقسیم کرتے ہیں کہ فعل معنی اور زمانہ کے اعتبار سے تین قسم پر ہے ۔

ماضی، مضارع اور امر۔ وجہ حصر یہ کہ فعل معرب ہوگا یا مبنی قسم ثانی اگر زمانہ ماضی سے تعلق رکھتی ہے تو فعل ماضی ہے ورنہ امر حاضر معروف اور قسم اول مضارع میں منحصر ہے اور امر غیر حاضر و نہی مطلقا مصنف کے نزدیک مضارع میں داخل ہیں ۔

قولہ ماضی آنکہ دلالت کند :۔ ماضی وہ فعل ہے جو معنی کے گزشتہ زمانہ میں واقع ہونے پر دلالت کرے ۔ جیسے فَعَلَ اس ایک مرد نے کیا گزشتہ زمانہ میں ۔ ماضی کو مقدم کرنے کی دو وجہ ہو سکتی ہیں ۔ ایک یہ کہ ماضی مضارع کے لئے اصل ہے ۔ دوم یہ ہے کہ فعل ماضی میں جو زمانہ ہوتا ہے وہ پہلے ہے ۔

سوال :۔ اِنْ ضَرَبَ میں ضَرَبَ فعل ماضی ہے مگر اس کی دلالت گذشتہ زمانہ کی بجائے مستقبل پر ہے پس ماضی کی تعریف سے یہ ماضی نکل گئی ۔

جواب :۔ ماضی کی دلالت گذشتہ زمانہ پر وضعی ہوتی ہے اور مثال مذکورہ میں ماضی کی مستقبل پر دلالت وضعی نہیں بلکہ عارضی بوجہ حرف اِن کے ہے ۔

سوال :۔ ماضی کی مذکورہ بالا تعریف لم یضرب میں مضارع پر صادق آتی ہے کہ یہ بھی معنی کے زمانہ گذشتہ میں واقع ہونے پر دال ہے ؟

جواب :۔ اس مثال میں مضارع کی دلالت گذشتہ زمانہ پر وضعی نہیں بلکہ عارضی ہے بوجہ جازم کے ۔

قولہ مضارع آنکہ دلالت کند :۔ مضارع مضارعت سے ماخوذ ہے بمعنی مشابہ چونکہ مضارع عدد حرکات و سکنات و عدد حروف اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہے اس لئے یہ مضارع کے نام سے موسوم ہوا ۔

وامر آنکہ دلالت کند بر طلب کاری از فاعل مخاطب بزمان آیندہ چوں اِفعَل بکن تو بگیر در بزمانہ

فائدہ:۔ مضارع کی وضع میں تین قول ہیں۔

(۱) مضارع حال واستقبال میں مشترک ہے۔ یہ مذہب جمہور کا ہے اور اسی کو زمخشری نے اختیار کیا ہے۔ دلیل اول یہ کہ مضارع کا حال واستقبال پر اطلاق معانی متعددہ پر لفظ مشترک کے اطلاق کی مثل ہے۔ جیسے کہ لفظ مشترک کا کوئی ایک معنی قرینہ سے متعین کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی مضارع میں حال واستقبال میں سے کسی ایک کا تعین سین، سوف اور لام کے قرینہ سے کیا جائے گا۔

دوم اس لئے کہ فقط بمعنی حال حقیقت ہو تو لازم آئے گا کہ یَفعَلُ الآنَ مفید تکرار اور یَفعَلُ غداً مفید تناقض ہو اور اگر فقط بمعنی استقبال حقیقت ہو تو اس کا عکس لازم آئے گا۔ سوم اس لئے کہ جب ماضی کے لئے ایک لفظ موضوع ہے تو زمانہ حال واستقبال کے لئے بھی ہونا چاہیئے۔ خواہ مشترک کیوں نہ ہو۔

(۲) مضارع استقبال میں حقیقت اور حال میں مجاز ہے یہ زجاج وغیرہ کا مذہب ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے وجود میں کمال اختفاء ہے۔ اسی لئے حکماء نے اس کے وجود کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو حصہ گزر گیا وہ ماضی ہے اور جو باقی ہے وہ مستقبل ہے اور حال حد مشترک اور امر اعتباری ہے فی نفسہ اس کا وجود نہیں۔

(۳) مضارع حال میں حقیقت ہے اور استقبال میں مجاز بہت سے محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ جب مضارع قرائن سے خالی ہو تو حال کا معنی متبادر ہوتا ہے جو کہ اس کے حقیقت ہونے پر روشن دلیل ہے بخلاف استقبال کے کہ وہ محتاج قرینہ ہوتا ہے۔

قولہ امر آنکہ دلالت کند:۔ امر کا لغوی معنی ہے فرمودن اور اصطلاح میں امر وہ فعل ہے جو فاعل مخاطب سے کسی کام کی طلب پر دلالت کرے آئندہ زمانہ میں۔

سوال:۔ امر کی تعریف مانع نہیں کیونکہ اس میں اسماء افعال داخل ہو گئے جیسے صَہٍ (ای اسکت سکوتاما) یہ بھی فاعل حاضر سے کام کی طلب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس کو بھی امر کہنا چاہیئے۔

جواب:۔ صیغہ امر باعتبار وضع کے معنی مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر صَہٍ کہ یہ اسکت فعل کے لئے موضوع ہے اور وہ فعل طلب پر دلالت کرتا ہے نہ کہ صَہٍ۔

فائدہ:۔ اہل عربیہ کے نزدیک امر عام ہے خواہ آمر مامور سے اعلیٰ ہو یا رتبہ میں مساوی ہو یا ادنیٰ سب کو امر شامل ہے مگر منطقیوں کے نزدیک آمر مامور سے اعلیٰ ہو تو یہ امر ہے مساوی ہو تو التماس ہے اور ادنیٰ ہو تو دعا ہے۔

فائدہ:۔ فعل امر میں انشاء کے اعتبار سے زمانہ حال ہوتا ہے۔ دمامینی کہتا ہے، کل انشاء لہ زمن حال من حیث کونہ انشاءً۔

آئندہ ماضی و مضارع اگر نسبت فعل دران بفاعل یعنی کنندہ کار باشد معروف باشد چوں ضَرَبَ زد آن یکمرد و یَضْرِبُ می زند یا خواہد زد آن یکمرد و اگر بمفعول باشد یعنی آنکہ کار برد واقع شدہ باشد مجہول بود چوں ضُرِبَ زدہ شد آن یکمرد و یُضْرَبُ زدہ میشود یا زدہ خواہد شد آن یکمرد ۔

ہر انشاء میں زمانہ حال ہوتا ہے ۔ اور بلحاظ اس کام کے جس کے کرنے کا حکم کیا جاتا ہے اس میں زمانہ مستقبل ہوتا ہے اور امر کا فعل ہونا بھی اسی اعتبار ثانی کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے بزبان آئندہ فرمایا ہے ۔

قولہ ماضی و مضارع :۔ یہ فعل کے اقسام ثلثہ کی تعریف کے بعد تقسیم ہے یہ بھی موجب انکشاف ہوتی ہے ۔ فعل ماضی ہو یا مضارع ہر ایک دو قسم پر ہے ۔ اول معروف اس کو معلوم بھی کہتے ہیں کیونکہ اس فعل کا فاعل معلوم و معروف ہوتا ہے یعنی وہ فعل جو فاعل کی طرف منسوب ہو ۔ عام ازینکہ فاعل مخفی ہو جیسے ضَرَبَ اور یَضْرِبُ یا فاعل جلی ہو جیسے ضرب زید اور یضرب زید اور اگر فعل کی نسبت مفعول جلی یا مخفی کی طرف ہو تو وہ فعل مجہول ہے جیسا کہ مثال سے واضح ہے ۔

فائدہ :۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے معروف اور مجہول کی طرف صرف ماضی اور مضارع کی تقسیم فرمائی ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک امر منحصر ہے حاضر معروف میں اور باقی رہا امر حاضر مجہول یا غائب مطلقا تو وہ ان کے نزدیک مضارع میں داخل ہیں یعنی مصنف علیہ الرحمۃ ان کو مضارع مجزوم بلام امر کہتے ہیں کیونکہ ان تمام میں فاعل حاضر سے کسی کام کی طلب مقصود نہیں ۔ اسی لئے بعد میں صراحت فرمادی ہے کہ امر صرف معروف ہوتا ہے ۔

سوال :۔ فاعل کا ذکر کرنا اصل اور حذف کرنا خلاف اصل ہے پس فاعل کو ذکر نہ کرنا اور مفعول کی طرف فعل کو منسوب کرنا اس میں کیا نکتہ ہے ؟

جواب :۔ وجوہات ذیل میں سے کسی ایک وجہ کے پیش نظر فاعل حذف کر کے اس کی جگہ مفعول رکھا جاتا ہے اور فعل کی نسبت اس کی طرف کر دی جاتی ہے ۔

(۱) جب مفعول حقیر ہو تو فاعل کی تعظیم کے پیش نظر اس کو حذف کیا جاتا ہے جیسے ضُرِبَ اللصُّ (چور مارا گیا)

(۲) حذف فاعل بوجہ تحقیر فاعل ہوتا ہے جب مفعول عظیم المرتبت ہو جیسے طُعِنَ الْاَمِیْرُ (امیر نیزہ مارا گیا) یہ اس وقت جب نیزہ مارنے والا حقیر ہو (۳) جب فاعل مخاطب کو معلوم ہو تو حذف کیا جاتا ہے تاکہ اس کا ذکر عبث نہ ہو (۴) متکلم مفعول ہی کو جانتا ہو (۵) فاعل پر خوف کرتے ہوئے مبہم رکھنا جیسے قُتِلَ زَیْدٌ (زید قتل کیا گیا) حالانکہ مخبر قاتل کو جانتا ہے مگر سامع پر مخفی رکھتا ہے (۶) فاعل سے خوف کے پیش نظر جیسے قُتِلَ زَیْدٌ ۔ جبکہ قاتل کا علم ہو مگر اس کے خوف سے سامع پر مخفی رکھنا مقصود ہو ان کے علاوہ کبھی دیگر اغراض بھی ہوتی ہیں ۔

وامر مذکور نمی باشد مگر معروف ماضی و مضارع معروف و مجهول اگر دلالت بر ثبوت کاری کند اثبات باشد چوں نَصَرَ و یَنْصُرُ و اگر بر نفی دلالت کند نفی باشد چوں مَاضُرِبَ و لَایُضْرَبُ وفعل باعتبار تعداد حرف اصلی بر دو قسم است ثلاثی و رباعی. ثلاثی آنکہ سہ حرف اصلی در و باشد چوں نَصَرَ و یَنْصُرُ و رباعی آنکہ چار حرف اصلی دران باشد چوں بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ و ہر یکے ازیں ہر دو یا مجرد باشد کہ جز حروف ثلثہ یا اربعہ اصلی زیادتی در ماضی نداشتہ باشد

قولہ چوں نصر ینصر:۔ یہ ماضی ومضارع معروف ومجہول دونوں کی مثال ہے لہذا ہر دو صیغے معروف و مجہول پڑھے جائیں ایسے ہی ما ضوب ولا یضوب معلوم ومجہول دونوں کی مثال ہے۔

قولہ فعل باعتبار تعداد حرف اصلی:۔ ماہرین فن صرف نے فا، عین اور لام کو حرف اصلی اور زائد کی شناخت کے لیے معیار و میزان قرار دیا ہے۔ پس جو حرف ان میں سے کسی ایک کے مقابلہ میں ہو وہ اصلی اور جو بعینہ وزن اور موزوں ہر دو میں ہو وہ زائد ہے۔

یہ میزان دراصل ثلاثی کے لئے ہے اور اسی کو تکرار لام کے ساتھ رباعی اور خماسی کے لئے میزان قرار دیا گیا۔ لہذا ثلاثی میں اصلی حرف تین رباعی میں چار اور خماسی میں پانچ قرار پائے مگر فعل صرف ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے۔ پس جس فعل کے صیغہ واحد غائب ماضی میں فا عین لام پر زیادتی نہ ہو۔ اس کو مجرد اور جس میں زیادتی ہو اس کو مزید کہیں گے ایسے ہی اگر فا عین اور دو لام پر زیادتی نہ ہو۔ رباعی مجرد ورنہ مزید کہیں گے۔

سوال:۔ رباعی و خماسی کے لیے ان حروف کو تکرار لام کے ساتھ کیوں میزان قرار دیا گیا؟

جواب:۔ ان کے میزان کے لئے حرف کی زیادتی مطلوب تھی۔ پس لام کو مکرر کر دیا گیا کہ حروف زیادت سے ہے اور آخر میں ہے اور زیادتی عموماً آخر میں کی جاتی ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے ثلاثی مجرد کی مثال میں نصر کے ساتھ ینصر کا ذکر فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے علامت مضارع کی زیادتی سے بھی فعل مجرد رہتا ہے ثلاثی مزید کی دو مثالیں دینے میں اشارہ ہے کہ زیادتی صرف ایک حرف کی نہیں ہوتی زیادہ کی بھی ہوتی ہے۔

سوال:۔ فا، عین اور لام کو میزان کیوں قرار دیا؟

جواب:۔ تاکہ مبدأ، وسط اور منتہی ہر سہ مخرج سے ایک ایک حرف اس میں آجائے۔ پس عین مبدأ سے ہے کہ یہ حرف حلقی ہے اور لام وسط سے ہے اور فا منتہی سے کیونکہ یہ حرف شفوی ہے اور یہ مبدأ، وسط و منتہی باعتبار خروج صوت از صدر ہے۔

یا مزید فیہ کہ دراں در ماضی زیادت بر حروف اصلی باشد مثال ثلاثی مجرد نَصَرَ یَنْصُرُ مثال ثلاثی مزید فیہ اِجْتَنَبَ اَکْرَمَ مثال رباعی مجرد بَعْثَرَ مثال رباعی مزید فیہ تَسَرْبَلَ اِبْرَنْشَقَ و فعل

سوال :۔ مخارج ثلثہ سے ان تین حروف کو کیوں منتخب کیا گیا ؟

جواب :۔ اس لئے کہ ان کی ترکیب سے جو کلمہ بنتا ہے یعنی لفظ فعل وہ تمام افعال کے معانی کو شامل ہے مثلاً اَکَلَ اس کا معنی ہے فَعَلَ فعلَ الاکلِ اور قَتَلَ کا معنی ہے ، فَعَلَ فِعْلَ القَتْلِ ۔

سوال : جمیع افعال کو تو عَلِم اور عَمِلَ بھی شامل ہے پس انکو میزان کیوں نہیں قرار دیا ؟

جواب :۔ اس لئے کہ عَمِلَ افعال ظاہری سے خاص ہے اور عَلِمَ افعال باطنی سے برخلاف فَعَلَ کے کہ یہ عام ہے ۔

سوال :۔ سینہ سے خارج ہونے کے اعتبار سے فاء عین و لام کی ترکیب میں مقتضی قیاس یہ تھا کہ حرف حلقی پہلے ہوتا اور شفوی بعد میں یعنی مجموعہ عَلَفَ ہوتا نہ کہ فَعَلَ ۔ اور خروج من الفم کی صورت میں مجموعہ فَلَعَ ہوتا مگر اس ترتیب کو ترک کیا ۔ اس میں کیا نکتہ ہے ؟

جواب :۔ چونکہ وسط کا تعین ابتدا و انتہا کی معرفت پر موقوف ہے اس لئے لام حرف وسطی کو مؤخر کیا گیا اور باقی دو کو حسب ترتیب رکھا گیا ۔ بعض نظار نے یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ میــــزان کے دونوں پلڑے ہلکے اور مساوی ہوتے ہیں اور حرف شفوی و وسطی بھی خفیف ہیں اس لئے ان کو ہر دو جانب رکھا ۔ اور حرف حلقی ثقیل کو درمیان رکھا کہ ڈنڈی مستحکم و مضبوط ہوتی ہے ۔

فائدہ :۔ فعل ثلاثی ہوتا ہے یا رباعی خماسی نہیں ہوتا اس لئے کہ فعل اصطلاحی حدث ، نسبت الی الفاعل اور اقتران زمانہ کی وجہ سے ثقیل ہوتا ہے ۔ پس اگر فعل خماسی ہو تو ثقل بر ثقل لازم آئے گا جو کہ مستحسن نہیں ۔

فائدہ :۔ ثلاثی ثَلٰثَۃٌ کی طرف منسوب ہے اور ثلاثی کا ضمہ تغیرات نسبت سے ہے اور نسبت میں تغیر و تخالف کثیر ہے جیسے رَیٌّ کی طرف نسبت کرتے ہوئے رازی اور مرد کی طرف نسبت کرتے ہوئے مَرْوزِیْ کہتے ہیں اسی طرح رباعی اربعہ کی طرف اور خماسی خمسہ کی طرف منسوب ہے ۔

قولہ فعل باعتبار اقسام حروف بر چہار قسم است :۔ مشہور یہ ہے کہ اسم فعل کے سات اقسام ہیں مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے چار قسمیں بنائیں ۔ اقسام کو کم کرنے کے لئے ورنہ ان چار میں سے ایک قسم یعنی معتل مثال ، اجوف ، ناقص اور لفیف ہر چار پر مشتمل ہے یعنی عبارات کا اختلاف ہے مآل ایک ہے ۔

فائدہ : صحیح کی تفسیر میں تین قول ہیں (۱) جو کہ متن میں مذکور ہے اس قول کے پیش نظر صحیح ، مہموز معتل اور مضاعف میں مباینۃ کلیہ ہے ۔ (۲) صحیح وہ ہے جس میں حرف علت و تضعیف نہ ہو ۔ اس صورت میں صحیح اور مہموز کے درمیان عموم

باعتبار اقسام حروف بر چہار قسم است صحیح و مہموز و معتل و مضاعف صحیح آنست کہ در حروف اصلی وی ہمزہ و حروف علت و دو حرف یک جنس نباشد حرف علت واو و الف و یا را گویند کہ مجموعہ آں "وای" باشد امثلہ کہ گذشتہ ہمہ از صحیح بودہ۔ مہموز آنکہ در حروف اصلی وی ہمزہ باشد پس اگر بجای فا باشد آنرا مہموز فا گویند چوں اَمَرَ و اگر بجای عین باشد مہموز عین چوں سَأَلَ و اگر بجای لام باشد مہموز لام چون قَرَءَ معتل آنکہ در حروف اصلی وی حرف علت بود اگر یک باشد آنرا بر قسم ست معتل فا کہ آنرا مثال گویند چوں وَعَدَ وَیَسَرَ معتل عین کہ آنرا اجوف گویند چوں قَالَ وَبَاعَ و معتل لام کہ آنرا ناقص گویند چوں دَعَا وَرَمٰی

خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔ یعنی ایک مادہ اجتماع کا اور دو افتراق کے۔ مادہ افتراق از جانب صحیح جیسے ضرب۔ اور مادہ افتراق از جانب مہموز جیسے اَتَیٰ اور جآء اور مادہ اجتماع جیسے سَئَال (۳) صحیح وہ ہے جس میں حرف علت نہ ہو۔

قولہ و حرف علت آہ :۔ ان حروف کو اس نام سے یا تو اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ یہ ایک حال پر نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی دوسرے حرف سے تبدیل ہوتے ہیں کبھی ساکن ہوتے ہیں اور کبھی حذف ہو جاتے ہیں یا اس لئے کہ مرض اور تکلیف کے وقت یہ بولے جاتے ہیں۔ جیسا کہ شاعر ان کی وجہ تسمیہ بیان کرتا ہے۔

؎ حرف علت نام کردند واؤ و الف و یائے را — ہر کہ را درد ے رسد ناچار گوید وائے را

سوال :۔ صحیح کو باقی اقسام پر مقدم کیوں کیا؟

جواب :۔ اس لئے کہ صحیح کا مفہوم عدمی ہے اور باقی اقسام ثلثہ کا وجودی۔ چونکہ ممکنات میں عدم وجود پر مقدم ہے اس لئے صحیح کو مقدم کیا۔

قولہ مہموز آنکہ :۔ مہموز کا لغوی معنی ہے ہمزہ دیا ہوا۔ اصطلاحی معنی متن میں مذکور ہے۔ مہموز کو معتل پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اکثر احوال میں صحیح کی مثل ہوتا ہے۔

قولہ معتل آنکہ :۔ معتل بصیغہ اسم فاعل بمعنی بیمار ہے چونکہ اس کا ایک نہ ایک جز غیر صحیح یعنی حرف علت ہوتا ہے لہذا یہ اس مریض کے مشابہ ہوا جس کا کوئی ایک یا دو عضو صحیح نہ ہوں چونکہ اس میں مضاعف کی نسبت کم ثقل ہوتا ہے اس لئے مضاعف پر مقدم کیا گیا۔

قولہ آنرا مثال گویند :۔ مثال کا لغوی معنی ہے مانند۔ معتل الفاء کو اس لئے مثال کہتے ہیں۔ یہ حرف آخر کے صحیح

واگر دو حرف علت باشد آنرا لفیف گویند و آن بر دو قسم ست مقرون کہ ہر دو حرف علت متصل باشد چوں طوی و مفروق اگر منفصل باشد چوں وَقی مضاعف آنست کہ در حروف اصلی وی دو حرف یک جنس باشد چوں فَرَّ و زَلْزَلَ پس کل اقسام دہ باشد یک ؛ صحیح و سہ مہموز و پنج معتل دیک مضاعف صرفیان بسبب کثرت مباحث صرفیہ ہفت را اعتبار کردہ اند کہ دریں بیت مذکور اند بیت صحیح است و مثال است و مضاعف ؛ لفیف و ناقص و مہموز واجوف ؛ اسم بر سہ قسم است مصدر و مشتق و جامد مصدر آنکہ دلالت کند برکاری و در آخر معنی فارسیش دن یا تن باشد چون الضَّرْبُ زدن وَالْقَتْلُ کشتن

ہونے میں صحیح کی مانند و مثل ہوتا ہے اور اجوف کا لغوی معنی ہے خالی کر چونکہ معتل العین کے درمیان حرف علت ہوتا ہے جو کہ قابل تبدیلی ہے گویا کہ اس کی کر خالی ہے اس لئے اس کو اجوف کہتے ہیں اور ناقص لغت میں ناتمام کو کہتے ہیں چونکہ معتل اللام کے آخر میں حرف علت ہوتا ہے گویا کہ ناتمام ہے اس کو ذوالاربعہ بھی کہتے ہیں کیونکہ صیغہ واحد متکلم ماضی میں اس کے چار حرف ہوتے ہیں جیسے غزوت اور رمیت ۔

قولہ اگر دو حرف علت باشد آنرا لفیف گویند :- اگر معتل میں دو حرف علت کے ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں۔ لفیف لغت میں چند باہم ملے ہوئے قبیلوں کو کہتے ہیں معتل کی اس قسم کو حرف علت اور حرف صحیح کے اختلاط کی وجہ سے لفیف کہتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے لفیف کی تیسری قسم یعنی جس میں فا اور عین کے مقابلہ میں حرف علت ہوں جیسے یوم اور ویل ، کو ذکر نہیں کیا کیونکہ اس قسم سے کلام عرب میں کوئی فعل نہیں آیا۔

سوال :- مصنف علیہ الرحمۃ نے لفیف مقرون کو پہلے ذکر کیا ہے اور لفیف مفروق کو بعد میں مگر مناسب اس کے برعکس تھا کیونکہ لفیف مفروق میں اول حرف علت فا کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور مقرون میں پہلا عین کے مقابلہ میں اور فاء عین پر مقدم ہے لہذا لفیف مفروق کو مقدم کرنا چاہیے۔ ایسا کیوں نہیں کیا ؟

جواب :- لفیف مقرون کو اس لئے مقدم کیا کہ اس کی ابحاث بہت ہیں ۔

قولہ مضاعف آنست :- مضاعف مضاعف سے اسم مفعول ہے بمعنی دو چند کیا ہوا۔ چونکہ اس میں حرف مکرر ہوتا ہے گویا کہ دو چند کیا ہوا ہے۔ مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں کیونکہ ادغام کی وجہ سے اس میں شدت و سختی پائی جاتی ہے ۔

سوال :- رباعی میں تو ادغام کی وجہ سے شدت نہیں پائی جاتی۔ پھر مطلق مضاعف کو جس میں کہ مضاعف رباعی

ومشتق آنکہ برآوردہ شدہ باشد از فعل چوں ضارب و مَنصُورٌ وجامد آنکہ نہ مصدر باشد ونہ مشتق چوں رَجُلٌ و جَعْفَرٌ، مصدر ومشتق مثل فعل خود ثلاثی ورباعی مجرد ومزید فیہ می باشد وہم

بھی داخل ہے، اس علت کی وجہ سے اصم سے موسوم کرنا کیونکر صحیح ہوگا ؟

جواب:۔ مطلق مضاعف کو اصم اس لئے کہتے ہیں کہ ثلاثی مزید کی شل رباعی میں شدت پائی جاتی ہے کیونکہ ان میں مثلین کی تکرار ہوتی ہے جو کہ بمنزلہ ادغام کے ہے یا اصل یعنی ثلاثی مجرد پر حمل کرتے ہوئے اس کو اصم کہتے ہیں۔

صحیح تندرست و مثال مانند ۔ مہموز کوز لپشت و مضاعف دوچند

اجوف میان خالی لفیف بچند ۔ ناقص دم بریدہ ہمہ را ببند

قولہ مصدر آنکہ دلالت کند برکارے: مصدر وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرے اور اس کے معنی فارسی کے آخر میں دَن یا تَن آئے ۔ مصنف نے مصدر کی تعریف "آنکہ دلالت کند بر معنی" سے کی اور مشہور تعریف یعنی مصدر آنکہ در آخر معنی فارسیش دن یاتن باشد اس سے عدول کیا۔ اور مشہور تعریف کو ایک حکم قرار دیا کیونکہ مشہور تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ یہ دخول غیر سے مانع نہیں۔ اس لیے کہ لفظ عُنق درقبہ بمعنی گردن اور فی نفسہ بمعنی خویشتن پر صادق آتی ہے۔

فائدہ:۔ اسم کی اقسام ثلثہ یعنی مصدر، مشتق اور جامد کی طرف تقسیم دوسرے مصنفین کے اتباع میں بصریوں کے مذہب کے پیش نظر کی گئی ہے ورنہ مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہ ہے کہ کوفیوں کا مذہب صحیح ہے یعنی مصدر فعل سے مشتق ہے بنابریں مذہب اسم کی تقسیم ثنائی ہوگی اور مصدر مشتق میں داخل ہوگا۔

قولہ مشتق آنکہ: مشتق وہ اسم ہے جو فعل سے بنایا گیا ہو۔ ضَارِبٌ ایسے اسم مشتق کی مثال ہے جس کے چھ صیغے آتے ہیں اور مَنصُورٌ ایسے اسم کی جس کے صرف تین صیغے آتے ہیں۔

فائدہ: مشتق اشتقاق سے ہے جس کے معنی نکالنے کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کے معنی ہیں دو لفظوں کا تمام حروف یا اکثر حروف میں مشترک ہونا۔ اگر تمام حروف میں اشتراک کے ساتھ ترتیب میں بھی اشتراک ہو جیسے ضَرَبَ اور ضَرْبٌ تو اس کو اشتقاق صغیر کہتے ہیں اور اگر ترتیب میں اشتراک نہیں جیسے جَبَذَ اور جَذَبَ تو اس کو اشتقاق کبیر کہتے ہیں اور اگر اشتراک اکثر حروف اصلیہ میں ہے اور باقی مخرج میں متقارب ہیں جیسے نَعِقَ اور نَهَقَ تو اشتقاق اکبر کہلاتا ہے

قولہ رَجُلٌ وَجَعْفَرٌ:۔ رَجُلٌ ثلاثی مجرد کی مثال ہے اور جَعْفَرٌ رباعی مجرد کی مثال ہے ۔ جَعْفَرٌ کے معنی چھوٹی اور بڑی نہر کے ہوتے ہیں نیز بمعنی نہر پُر اور ناقہ فربہ کے آتا ہے اور متعدد اشخاص کا نام بھی ہے نوادر میں ہے کہ جعفر بمعنی خربوزہ وغیرہ جو کہ مشہور ہے۔ لغت کی معتبر کتب میں اس کا ذکر موجود نہیں۔

باقسام ده گانه صحیح وغیره منقسم میشود وجامد باعتبار تعداد حروف یا ثلاثی میباشد مجرد چون رَجُلٌ و مزید فیه چون حِمارٌ یا رباعی مجرد چون جَعْفَرٌ و مزید فیه چون قِرْطَاسٌ یا خماسی مجرد چون سَفَرْجَلٌ و مزید فیه چون قَبَعْثَرِیٰ و باعتبار انواع حروف باقسام ده گانه منقسم میشود چون فعل تصرفات بسیار میدارد و اسم کم و حرف مطلقا ندارد و لهذا نظر صرفی بیشتر متعلق بفعل ست باب اول در بیان صیغ مشتمل بر دو فصل .

فصل اول در گردانهای افعال فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد بر سه وزن آید فَعَلَ چون ضَرَبَ

قولہ چون فعل :۔ یہ بیان اسم پر بیان فعل کی تقدیم کی وجہ ہے مصنف فرماتے ہیں کہ اگرچہ اسم کی شرافت اس کی مقتضی تھی کہ اس کی بحث پہلے ہو مگر چونکہ فعل میں تصریفات کی کثرت ہے بایں معنی کہ ماضی سے مضارع اور اس سے نفی وغیرہ بنتے ہیں اس لئے صرفی کی نظر زیادہ تر فعل سے متعلق ہوتی ہے۔ تصریفات بسیار سے مراد یہ نہیں کہ فعل تثنیہ و جمع، مذکر و مؤنث اور متکلم وغیرہ ہوتا ہے کیونکہ یہ تمام اسم کے احوال ہیں جو کہ باعتبار حال متعلق کے فعل کے لئے ثابت کئے جاتے ہیں یعنی اصل میں یہ احوال فاعل کے ہیں ۔

قولہ و اسم کم :۔ اسم میں صرف تثنیہ، جمع، مصغر، منسوب کی طرف تغیر ہوتا ہے جیسے رَجُلٌ سے رَجُلَانِ رِجَالٌ، رُجَیْلٌ یا مکہ سے مکی اور ضَارِبٌ سے ضَارِبَانِ الخ

قولہ و حرف :۔ اور حرف میں بالکل تصریف نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے حرف کا بیان نہیں کیا اور نہ اس کی قسمیں بیان کیں ۔

قولہ در بیان صیغ :۔ صیغ صیغہ کی جمع ہے۔ صِیْغَۃٌ بروزن فِعْلَۃٌ اصل میں صِوْغَۃٌ تھا واؤ یا ہو گیا صِیْغَۃٌ ہوا ۔

قولہ فعل ماضی معروف :۔ فعل ماضی کو اس لئے مقدم کیا کہ اس میں جو زمانہ ہوتا ہے وہ حال و استقبال پر مقدم ہوتا ہے یا اس لئے کہ یہ مضارع کے لئے اصل ہے کیونکہ ماضی میں حروف اَتین سے ایک حرف کے اضافہ سے مضارع بنتا ہے ۔

قولہ بر سہ وزن آید :۔ اقسام ثلثہ میں انحصار اس وجہ سے ہے کہ حرکت فتح، کسرہ اور ضمہ میں منحصر ہے لہذا عین کلمہ کا فتح ہوگا یا کسرہ یا ضمہ اور عین کو ساکن کرکے چوتھا وزن اس لئے نہیں بناتے کہ ضَرْبْنَ وَضَرْبْتَ میں اجتماع ساکنین لازم آتا ہے اور فا و لام کلمہ کا اعتبار اس لئے نہیں کرتے کہ یہ ہر دو ہمیشہ مفتوح ہوتے ہیں ۔

قولہ فعل چون ضرب :۔ فَعَلَ کو مقدم کیا کیونکہ یہ اخف الحرکات پر مشتمل ہے۔ نیز اس کا مضارع عین کی حرکات

وفَعِلَ چوں سَمِعَ وفَعُلَ چوں کَرُمَ و مضارع معروف فَعَلَ گاہی یَفْعُلُ آید چوں نَصَرَ یَنْصُرُ و ۲
گاہی یَفْعِلُ چوں ضَرَبَ یَضْرِبُ و گاہے یَفْعَلُ چوں فَتَحَ یَفْتَحُ و مضارع فَعِلَ یَفْعَلُ آید
چوں سَمِعَ یَسْمَعُ و گاہی یَفْعِلُ چوں حَسِبَ یَحْسِبُ و مضارع فَعُلَ یَفْعُلُ آید ولس چوں
کَرُمَ یَکْرُمُ و ماضی مجہول از ہر سہ وزن بر وزن فُعِلَ آید و مضارع مجہول مطلقاً بر وزن یُفْعَلُ
پس ثلاثی مجرد را شش باب حاصل شدہ اولا بیان صیغ افعال و مشتقات کردہ میشود بعد ازیں
تفصیل ابواب نمودہ خواہد شد ماضی را سیزدہ صیغہ آید۔

ثلاثہ کے ساتھ آتا ہے۔

قولہ و ماضی مجہول از ہر سہ وزن :۔ ماضی مجہول حرف اوّل کے ضمہ اور ماقبل آخر کے کسرہ کے ساتھ ہر تین وزن سے آتی ہے کیونکہ اس کے معنی یعنی فعل کا اسناد مفعول کی طرف غیر معقول ہے لہٰذا اس کا صیغہ بھی غیر معقول لایا گیا اور اس وزن پر کلام عرب میں صرف دُعِلَ اور دُئِلَ آیا ہے۔

قولہ پس ثلاثی مجرد را شش باب حاصل شدہ :۔ بمقتضاء قیاس ثلاثی مجرد کے نو باب ہونے تھے مگر صرف چھ مستعمل ہیں۔ ماضی مفتوح العین کے تین مضارع یَفْعَلُ یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ آتے ہیں اس لئے کہ یہ ماضی خفیف حرکت پر مشتمل ہے اور ماضی مکسور العین کے دو مضارع آتے ہیں یَفْعَلُ اور یَفْعِلُ کیونکہ اس ماضی میں فی الجملہ ثقل ہے۔ اسی وجہ سے اس کا مضارع مضموم العین نہیں آتا اور ماضی مضموم العین کا صرف ایک مضارع یعنی مضموم العین آتا ہے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ ثقل ہے اس لئے احتمالات ثلثہ عقلیہ سے دو کم کر دیئے گئے۔

قولہ ماضی را سیزدہ صیغہ آید :۔ اقسام فاعل کے اعتبار سے فعل ماضی کے اٹھارہ صیغے بنتے ہیں مگر استعمال تیرہ ہوتے ہیں جن میں سے تثنیہ مخاطب اور دو صیغے متکلم کے مشترک ہوتے ہیں اور باقی ہر ایک صیغہ ایک معنی کے لئے آتا ہے۔

سوال : تین صیغوں کے مشترک ہونے کی کیا وجہ ہے جبکہ اصل یہ ہے کہ ایک صیغہ ایک معنی ادا کرے تاکہ التباس نہ آئے؟

جواب : متکلم زیادہ تر مخاطب کے سامنے ہوتا ہے اور بوجہ رویت کے التباس نہیں ہوتا اور اگر متکلم سامنے نہ بھی ہو تو بھی آواز سے تذکیر و تانیث کے مابین امتیاز ہو جاتا ہے اسی لئے متکلم کے بوجہ اختصار صرف دو صیغے آتے ہیں اور چھ کا معنی ادا کرتے ہیں اور چونکہ فی الجملہ التباس کا احتمال ہے اس لئے دو صیغے آتے ہیں ورنہ ایک کافی تھا اور مخاطب عموماً متکلم کے سامنے ہوتا ہے اس لئے اس میں نسبتاً التباس کا احتمال کم ہوتا ہے لہٰذا اس کا ایک صیغہ مشترک رکھا۔

اثبات فعل ماضی معروف فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا فَعَلَتْ فَعَلَتَا فَعَلْنَ فَعَلْتَ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُنَّ فَعَلْتُ فَعَلْنَا بحرکات ثلثہ عین سہ صیغہ اولی برای مذکر غائب ست اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع بعدازاں سہ صیغہ مونث غائب ست بہمون وضع بعدازاں سہ صیغہ مذکر حاضر است لیکن تثنیہ آن برای مؤنث حاضر نیز آید بعدازاں دو صیغہ مؤنث حاضر است اول واحد و دوم جمع بعدازاں دو صیغہ متکلم ست اول برای واحد مذکر و مؤنث ہردو و دوم برای تثنیہ مذکر و مؤنث و جمع مذکر و مؤنث اثبات۔

قولہ اثبات فعل ماضی :۔ اثبات اور نفی ہر دو مصدر بمعنی مفعول ہیں یعنی مثبت و منفی۔ مثبت وہ فعل ہے جس میں معنی مصدری کا ثبوت ہو جیسے ضرب زید (زید نے مارا) چونکہ ماضی اصل ہے اس لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے ماضی کو مضارع پر مقدم کیا ہے۔

سوال :۔ فعل معلوم کو مقدم کیوں کیا گیا ہے؟

جواب :۔ اس لئے کہ یہ فعل عمدہ یعنی فاعل کی جانب منسوب ہونیکی وجہ سے اصل ہے جس کا مقدم کرنا اصل ہوتا ہے۔

فائدہ :۔ نحوی کلمات کی گردان کا متکلم سے آغاز کرتے ہیں اور غائب پر اختتام مگر صرفی اس کے برعکس کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نحوی حدوث کلام کا اعتبار کرتے ہیں اور چونکہ کلام کی ابتدا متکلم سے ہوتی ہے اور اس کا اختتام غائب پر اس لئے نحوی گردان بھی حدوث کلام کے مطابق کرتے ہیں۔

اور صرفی غائب سے شروع کرتے ہیں کیونکہ اس کا مفرد مذکر زوائد سے خالی ہوتا ہے اور مجرد مزید پر مقدم ہوا کرتا ہے یا اس لئے غائب کو مقدم کرتے ہیں کہ غائب عدم ہے اور مخاطب و متکلم وجود اور عدم وجود پر مقدم ہے اور متکلم کو مخاطب سے مؤخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کے صیغے کثیر ہیں۔ والعبرۃ للکثرۃ اور مضارع کے واحد غائب میں اگرچہ علامت مضارع کی زیادتی موجود ہے مگر چونکہ مضارع ماضی کی فرع ہے اس لئے مضارع اور اس سے بننے والے دیگر افعال کی گردان ماضی پر حمل کرتے ہوئے غائب سے شروع کرتے ہیں۔

قولہ دوم تثنیہ سوم جمع :۔ فعل تثنیہ و جمع نہیں ہوتا کیونکہ فعل میں تثنیہ و جمع کی ضمیر متصل ہوتی ہے پس اگر فعل بھی تثنیہ یا جمع ہو جائے تو کلمہ واحدہ میں تثنیہ و جمع کی دو علامتوں کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ ممنوع ہے یا اس لئے کہ

فعل ماضی مجہول فُعِلَ فُعِلَا فُعِلُوْا فُعِلَتْ فُعِلَتَا فُعِلْنَ فُعِلْتَ فُعِلْتُمَا فُعِلْتُمْ فُعِلْتِ فُعِلْتُنَّ فُعِلْتُ فُعِلْنَا ما ولا بر ماضی برای نفی می آید مگر شرط دخول لا بر ماضی این ست کہ بی تکرار نمی آید چوں فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی نفی فعل ماضی معروف مَا فَعَلَ مَا فَعَلَا تا آخر ایضاً لَا فَعَلَ لَا فَعَلَا تا آخر نفی فعل ماضی مجہول مَا فُعِلَ تا آخر لَا فُعِلَ تا آخر

مفہوم فعل ثقیل ہے کیونکہ حدث و زمان سے مرکب ہے پس اگر فعل تثنیہ یا جمع ہو تو ثقل علی الثقل لازم آئے گا۔ لیکن اس جگہ مصنف علیہ الرحمۃ نے مجازاً صیغہ تثنیہ و جمع فرمایا ہے۔ حقیقت میں تثنیہ و جمع یہاں فاعل ہے۔

سوال :۔ فعل معلوم اصل ہے اور مجہول فرع اس اعتبار سے مناسب تھا کہ مضارع معلوم کی بحث ماضی مجہول پر مقدم کی جاتی ؟

جواب :۔ ماضی مجہول و مضارع معلوم ہر دو کے لئے ماضی معلوم اصل ہے چونکہ مضارع کی بنا ماضی میں حرف زائد کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ماضی مجہول کی بنا حرکات کے تغیر سے اس لئے ماضی مجہول کو مقدم کیا۔

قولہ ما ولا بر ماضی برائے نفی می آید :۔ مَا اور لَا ماضی پر داخل ہو کر نفی کا معنی ادا کرتے ہیں اور لا کی نسبت ما زیادہ آتا ہے۔

لَا کا ماضی پر داخل ہونا شروط ثلثہ سے ایک کے ساتھ مشروط ہے۔ شرط اول خود مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمائی ہے کہ بغیر تکرار کے نہیں آتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ لا ماضی پر اس وقت آئے گا۔ جب وہ محل دعا میں واقع ہو اور تیسری شرط یہ ہے کہ لا ماضی پر اس وقت آئے گا جب وہ قسم کے جواب میں واقع ہو۔

غالباً مصنف کے ان دو شرطوں کو اس لئے ذکر نہیں فرمایا کہ ہر دو مقام یعنی دعا و قسم میں بظاہر لا ماضی پر داخل ہوتا ہے مگر معنی کے اعتبار سے مضارع پر کیونکہ ان مواضع میں ماضی بمعنی مضارع ہوتی ہے۔

فائدہ :۔ ما اور لا ہر دو نفی کے لئے موضوع ہیں ان میں صرف یہ فرق ہے کہ ما نفی حال کے لئے آتا ہے اور مضارع میں اس کا استعمال قلیل ہے لیکن لا عام ہے یعنی حال و استقبال ہر دو کی نفی کے لئے آتا ہے۔

قولہ مضارع معروف :۔ ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب کا پہلا حرف ساکن کر کے حروف اتین میں سے ایک حرف برائے دلالت بر خصوصیت فاعل اول میں لگانے اور آخر میں رفع دینے سے ماضی سے مضارع بن جاتا ہے۔

سوال :۔ حرف کی زیادتی کے لئے مضارع کو کیوں خاص کیا ہے ؟

جواب :۔ اس لئے کہ ماضی باعتبار زمانہ کے مضارع سے مقدم ہے اور تجرد زوائد پر مقدم ہے لہٰذا اول، اول کو اور ثانی، ثانی کو دیا گیا۔

مضارع رایازده صیغہ است اثبات فعل مضارع معروف یَفْعَلُ یَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُ تَفْعَلَانِ یَفْعَلْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ تَفْعَلْنَ اَفْعَلُ نَفْعَلُ بحرکات ثلثہ عین سہ صیغہ اولی برای مذکر غائب است اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع بعد ازاں سہ صیغہ مؤنث غائب ست بہمون وضع مگر دران تَفْعَلُ برای واحد مذکر حاضر نیز آید پس آن بجای دو صیغہ وَتَفْعَلَانِ برای تثنیہ مذکر حاضر ومؤنث حاضر نیز آید پس آن بجای سہ صیغہ است وَتَفْعَلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر است وَتَفْعَلِیْنَ واحد مؤنث حاضر وَتَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر وَاَفْعَلُ واحد مذکر ومؤنث متکلم وَنَفْعَلُ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم مع الغیر اثبات مضارع مجہول یُفْعَلُ یُفْعَلَانِ یُفْعَلُوْنَ تُفْعَلُ تُفْعَلَانِ یُفْعَلْنَ تُفْعَلُوْنَ تُفْعَلِیْنَ تُفْعَلْنَ اُفْعَلُ نُفْعَلُ نفی مضارع معروف لَایَفْعَلُ الخ مَایَفْعَلُ الخ نفی مضارع مجہول لَایُفْعَلُ الخ مَایُفْعَلُ الخ چوں لن بر مضارع داخل شود در یَفْعَلُ وتَفْعَلُ واَفْعَلُ ونَفْعَلُ

سوال:۔ ماضی کے اوّل میں حرف زائد کر کے مضارع بنانے کی کیا وجہ ہے؟ جب کہ اصل یہ ہے کہ حرف کی زیادتی آخر میں ہو کیونکہ آخر محل تغیر ہے؟

جواب:۔ اگر آخر میں حروف اَتَین سے کوئی حرف بڑھایا جائے تو مضارع کا ماضی سے التباس لازم آتا ہے مثلاً الف سے ضربا، نون سے ضربن، تا سے ضربت سے التباس لازم آتا ہے اور یا زیادہ کرنے کی صورت میں اگرچہ ماضی کے ساتھ التباس نہیں ہوتا مگر یا اپنے اخوات پر محمول کی گئی ہے پس یا سے التباس حکما لازم آئے گا۔

فائدہ:۔ حروف اَتَین کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اگر کہیں حرف کی زیادتی تضعیف اور الحاق کے علاوہ مطلوب ہو تو حروف زوائد سے بالخصوص حروف مدولین سے کوئی حرف بڑھاتے ہیں کیونکہ یہ حروف اور ان کے ابعاض یعنی حرکات ثلثہ کلام میں کثیر الورود ہیں۔

قولہ چوں لن بر مضارع داخل شود:۔ لن حرف ناصب ہے اور فعل مضارع پر داخل ہو کر دو عمل کرتا ہے اول لفظی یعنی مضارع کے آخر میں نصب کرتا ہے جہاں ضمہ اعرابی ہوتا ہے ان صیغ میں علامت نصبی ظہور فتح ہوتا ہے اور جن

نصب کند واز یَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ نون اعرابی را ساقط کند و در یَفْعَلْنَ و تَفْعَلْنَ ہیچ عمل نکند و مضارع مثبت را بمعنی نفی تاکید مستقبل گرداند۔

صیغوں میں ضمہ کی بجائے نون اعرابی ہوتا ہے وہاں سے نون اعـــرابی کا سقوط علامت نصبی ہوتا ہے۔ دوسرا عمل معنوی کرتا ہے یعنی مضارع کو نفی مؤکد مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَنْ یَّضْرِبَ ہرگز نہ مارے گا وہ ایک مرد۔ اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے صیغہ میں لفظی عمل نہیں کرتا کیونکہ ان میں نون ضمیری ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں صیغے کسی قسم کا تغیر لفظی قبول نہیں کرتے۔

فائدہ :- حرف لَنْ کے معنی میں تین قول ہیں (۱) یہ نفی تاکید مستقبل کے لئے ہے۔ (۲) نفی تابید کے لئے ہے۔ (۳) نہ تاکید کے لئے ہے نہ تابید کے لئے بلکہ صرف نفی مستقبل کے لئے۔ مصنف کا مختار قول اول ہے اس لئے کہ نفی تابید کے لئے ہو تو ارشاد باری لَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ میں تناقض لازم آئے گا کیونکہ الیوم کے ہوتے ہوئے تابید مراد لینا دو نقیضوں کو جمع کرنا ہے جو کہ باطل ہے یا تکرار لازم آئے گی کیونکہ قــرآن حکیم میں ہے لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا۔ اور صرف نفی مستقبل کے لئے بھی نہیں کیونکہ اس کے لئے لَا آیا ہے۔

قولہ نون اعرابی را :- لن مضارع پر داخل ہو کر نون اعرابی ساقط کر دیتا ہے۔

سوال :- لن مضارع سے نون اعـــرابی کیوں ساقط کرتا ہے؟

جواب :- فعل مضارع اسم کے ساتھ مشابہت تامہ رکھنے یا عامل لفظی سے خالی ہونے کی وجہ سے معرب ہوتا ہے اور حرف ناصب داخل ہونے کی صورت میں رفع نصب سے تبدیل ہو جاتا ہے اور مضارع کے جن صیغوں میں رفع (اعراب) نہیں آسکتا بلکہ اس رفع کے بدلے نون آتا ہے مثلاً یَضْرِبَانِ صیغہ تثنیہ جس کے آخر میں الف ہونے کی وجہ سے ضمہ نہیں آسکتا کہ الف حرکت قبول نہیں کرتا پس اس جگہ ضمہ کے بدلہ میں نون آیا۔ چونکہ یہ نون اعراب کے بدلے آتا ہے اس لئے اس کو نون اعرابی کہتے ہیں تو جس طرح لن کے داخل ہونے سے مضارع میں جہاں ضمہ ہو ساقط ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی نون اعرابی جو کہ اس کے عوض ہے ساقط ہو جاتا ہے۔

سوال :- حرکت اعرابی کے عوض نون کیوں لاتے ہیں؟ نون کی وجہ تخصیص کیا ہے؟

جواب :- زیادتی اور تصرف دراصل حروف علت میں ہوتا ہے مگر مضارع کے چند صیغوں میں حرف علت نہیں آسکتا کہ وہاں پہلے سے حرف علت موجود ہے لہٰذا حرف علت کے بجائے نون لائے کہ اس کو حرف علت کے ساتھ مناسبت تامہ ہے اور اس لئے کہ اسماء متمکنہ کے آخر میں یہ نون بلباس تنوین اعراب کے تابع ہو کر واقع ہوتا ہے۔

فائدہ :- اصل حرف ناصب اَنْ ہے یہ اَنْ مخففہ کی مشابہت کی وجہ سے فعل کو نصب کرتا ہے جس طرح کہ اَنْ

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّفْعَلَ لَنْ یَّفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلَ لَنْ تَفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلْنَ لَنْ تَفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلِیْ لَنْ تَفْعَلْنَ لَنْ اَفْعَلَ لَنْ نَفْعَلَ۔ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول لَنْ یُّفْعَلَ لَنْ یُّفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلَ لَنْ تُفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلْنَ لَنْ تُفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلِیْ لَنْ تُفْعَلْنَ لَنْ اُفْعَلَ لَنْ نُفْعَلَ اَنْ وَکَیْ وَ اِذَنْ ہم مثل لن عمل کند اَنْ یَّفْعَلَ وَکَیْ یَفْعَلَ وَ اِذَنْ یَفْعَلَ را معروف و مجہول باید گردانید لم در یَفْعَلُ وَتَفْعَلُ وَ اَفْعَلُ وَنَفْعَلُ

اسم کو نصب کرتا ہے اور باقی حروف اَنْ ناصبہ کے تابع ہوکر فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں مگر خلیل سے یہ منقول ہے کہ عامل اَنْ ہے اور باقی حروف ناصبہ عامل نہیں بلکہ ان کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اس لئے وہ نصب کرتے ہیں۔

قولہ اَنْ وَکَیْ وَ اِذَنْ ہم مثل لن عمل کند:۔ اَنْ، کَیْ اور اِذَنْ لفظی عمل لَنْ جیسا کرتے ہیں۔

سوال:۔ اگر حروف ناصبہ میں اَنْ اصل ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ کو یہ مناسب تھا کہ اس کا بالاستقلال ذکر فرماتے یعنی اس طرح فرماتے۔ چوں اَنْ بر مضارع داخل شود الخ اور اس کے بعد یوں فرماتے وَلَنْ وَکَیْ وَ اِذَنْ ہم مثل اَنْ عمل کند۔

جواب:۔ چونکہ لَنْ کثیر الاستعمال ہے اس لئے اس کا بالاستقلال ذکر فرمایا اور اس طرح نفی کی ایک قسم بھی ذکر ہو جائیگی جو کہ لَنْ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ نفی کی تین صورتیں ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں یہ حرف لَمْ سے حاصل ہوتی ہے۔ حال و استقبال میں یہ لَا سے حاصل ہوتی ہے۔ استقبال میں یہ لَنْ سے حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ حروف نواصب مضارع کے آخر سے نون اعرابی جازم پر محمول ہونے کی وجہ سے ساقط کرتے ہیں اس لئے کہ جزم افعال میں بمنزلہ جر کے ہے اسماء میں تو جس طرح کہ اسم تثنیہ و جمع میں نصب جر پر محمول اور اس کے تابع ہوتا ہے فعل میں بھی نصب کو جر پر حمل کرتے ہوئے بصورت نصب تثنیہ و جمع سے نون اعرابی ساقط کر دیتے۔

جزم کند واز يَفْعَلَانِ وتَفْعَلَانِ ويَفْعَلُوْنَ وتَفْعَلُوْنَ وتَفْعَلِيْنَ نون اعرابی را ساقط گرداند ويَفْعَلْنَ وتَفْعَلْنَ جمع مونث غائب وحاضر را بحال خود دارد ومضارع رامعنی ماضی منفی میگرداند بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَفْعَلَا لَمْ يَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلْ لَمْ تَفْعَلَا لَمْ يَفْعَلْنَ لَمْ تَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلِيْ لَمْ تَفْعَلْنَ لَمْ اَفْعَلْ لَمْ نَفْعَلْ نفی جحد بلم در فعل مضارع مجهول لَمْ يُفْعَلْ لَمْ يُفْعَلَا تا آخر لمّا ہم مثل لم عمل کند لفظاً ومعنیً چوں لَمَّا يَفْعَلْ لَمَّا يَفْعَلَا تا آخر مگر معنے لَمْ يَفْعَلْ نکرد ومعنی لَمَّا يَفْعَلْ ہنوز نکرد وان ولام امر ولای نہی ہم مثل لم عمل کند اِنْ يَفْعَلْ اِنْ يَفْعَلَا تا آخر معروف ومجہول باید گردانید۔

قولہ لم در فعل الخ:۔ لم فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور لفظی ومعنوی عمل کرتا ہے۔ لفظی یہ کہ مضارع کے پانچ صیغوں میں بصورت اسقاط حرکت جزم کرتا ہے۔ اگر آخر میں حرف علت نہ ہو ورنہ حرف علت کو ساقط کر دیتا ہے اور سات جگہ سے نون اعرابی ساقط کر دینے کی صورت میں جزم کرتا ہے اور دو صیغوں جمع مونث غائب وحاضر میں کوئی عمل نہیں کرتا اور معنوی عمل یہ کہ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔

قولہ جزم کند:۔ جزم کے لغوی معنی ہیں قطع (کاٹنا) لم کو حرف جازم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فعل سے حرکت یا حرف دُور کر دیتا ہے۔

قولہ بحث نفی جحد بلم:۔ جحد بالفتح بمعنی جحود ہے۔ یعنی دانستہ کسی چیز کا انکار کر دینا چونکہ ماضی متحقق الوقوع ہوتی ہے لہٰذا اس کی نفی دانستہ نفی کے مترادف ہے۔

قولہ ولما ہم مثل لم عمل کند:۔ یعنی لما مثل لم کے عمل کرتا ہے خواہ لفظی ہو یا معنوی مگر اتنا فرق ہے کہ لَمْ يَفْعَلْ کا معنی ہے کہ گزشتہ زمانہ میں نہیں کیا یعنی لم یفعل فعل کی مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے اور نفی کا استمرار وقت تکلم تک اس کے مدلول میں داخل نہیں اگرچہ کبھی لم میں بھی استغراق ہوتا ہے جیسے لَمْ يلد اور لم اکن بدعائك رب شقيا۔ برخلاف لَمَّا کے

لام امر در جمیع صیغ مجہول می آید و در معروف در غیر صیغ حاضر و لای نہی در ہمہ صیغہا آید حسب بیان محققین صیغہائے امر مجہول بالام را دہم صیغہای نہی را متفرق کردان پسندیدہ نیست

کہ اس میں استغراق ہوتا ہے لما یفعل کا معنی ہے ابھی تک نہیں کیا یعنی وقت انتفاء سے وقت تکلم تک ہر زمانہ میں فعل منتفی رہا۔

خلاصہ یہ کہ لم اور لمّا حرف ہونے، مضارع پر داخل ہونے، نفی کرنے، مضارع کو معنی ماضی کرنے اور جزم دینے میں مشترک ہیں لیکن لمّا اس بات میں لم سے منفرد ہے کہ اس سے تمام گزرے ہوئے زمانہ میں فعل کی نفی مراد ہوتی ہے اور لما کے علاوہ دیگر حروف صرف عمل لفظی لم بیا کرتے ہیں پھر انْ اور لم کے عمل لفظی میں بھی یہ فرق ہے کہ اوّل دو فعلوں کو جزم دیتا ہے اور دوم صرف ایک فعل کو۔

قولہ وان ولام امر ولائے نہی الخ:۔ اِنْ ۔ مناسب یہ تھا کہ ان کو شرطیہ کے ساتھ مقید کرتے تاکہ ان نافیہ، زائدہ اور مخففہ من المثقلہ خارج ہو جاتا۔

لام کو امر کے ساتھ مقید کیا تاکہ لام جارہ اور لام کی خارج ہو جائے۔ لا کو نہی سے مقید کیا تاکہ لا نافیہ اور مؤکدہ خارج ہو جائے۔

قولہ لام امر:۔ یعنی لام امر مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور معروف میں حاضر کے صیغوں کے علاوہ باقی میں آتا ہے یعنی امر حاضر میں لام نہیں آتا۔ اس جگہ مصنف نے بصریوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ جن کے نزدیک امر حاضر معروف میں لام امر نہ لفظاً ہوتا ہے نہ تقدیراً کیونکہ بصریوں کے نزدیک امر حاضر مبنی اور موقوف ہوتا ہے اس کے برعکس کوفیوں کا مذہب ہے کہ امر حاضر معروف لام امر مقدرہ کی وجہ سے مجزوم ہوتا ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلْتَفْرَحُوْا کو جو کہ ایک قرأت ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لِتَاخُذُوْا مَصَافَّكُمْ کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ یعنی ان ارشادات سے ثابت کرتے ہیں کہ امر حاضر میں بھی لام ہوتا ہے مگر عموماً کثرت استعمال کی وجہ سے مقدر ہوتا ہے اور لام کے اتباع میں تائے مخاطب بھی حذف کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمزہ وصل کی بعض مواضع میں ضرورت پڑتی ہے۔ بصریوں کے نزدیک امر حاضر معروف کا لام کے ساتھ استعمال خلاف قیاس ہے۔

قولہ حسب بیان الخ:۔ اس عبارت میں مصنف علیہ الرحمۃ بحث فعل جحد کے بعد بحث فعل نہی لانے کی وجہ بیان کرتے ہیں یعنی محققین کے بیان کے مطابق امر مجہول بالام اور نہی کے صیغوں کو علیحدہ کرنا پسندیدہ نہیں بلکہ "لم" کی بحث کی مثل امر مجہول بالام و نہی کی بحث بھی مضارع کے ساتھ ہونی چاہئے البتہ امر معروف کی گردان کا جدا کرنا ضروری ہے کیونکہ امر معروف میں سے امر حاضر بغیر لام کے آتا ہے اور فعل کی قسم ثالث ہے لہذا امر کے صیغے علیحدہ ذکر کئے جائیں گے اور

مثل بحث لم الجاات اینهارا ہم باید داشت البتہ تفریق گردان امر معروف نیز درست چہ امر حاضر از ان بی لام آید قسم ثالث فعل است پس صیغ امر علیحدہ نوشتہ خواہد شد امر بالام ہمون جا بمعرض نگارش خواہد آمد للمنا سبتہ صیغ نہی اینجا نوشتہ میشود بحث نہی معروف

لَا یَفْعَلُ لَا یَفْعَلَا لَا یَفْعَلُوْا لَا تَفْعَلُ لَا تَفْعَلَا لَا یَفْعَلْنَ لَا تَفْعَلُوْا لَا تَفْعَلِیْ لَا تَفْعَلْنَ لَا اَفْعَلُ لَا نَفْعَلُ۔

بحث نہی مجہول لَا یُفْعَلُ لَا یُفْعَلَا الی آخرہ در فعل مضارع مجزوم بلم و دیگر جوازم اگر لام کلمہ حرف علت باشد بیفتد چون لَمْ یَدْعُ وَلَمْ یَرْمِ وَلَمْ یَخْشَ وَلَمَّا یَدْعُ وَاِنْ یَدْعُ وَلِیَدْعُ وَلَا یَدْعُ وَھٰکَذَا برائے تاکید در فعل مضارع لام تاکید مفتوحہ

برائے مناسبت امر بالام بھی وہیں ذکر کیا جائے گا لیکن نہی کے صیغے یہاں لکھے جاتے ہیں کیونکہ ان کو مضارع سے جُدا کرنے کا مقتضی موجود نہیں۔

قولہ در فعل مضارع مجزوم بلم الخ:۔ یعنی فعل مضارع جو لم یا دیگر جوازم سے مجزوم ہو۔ اگر اس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو تو ساقط ہو جاتا ہے۔ مثلاً لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ اور لَمْ یَخْشَ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مضارع یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ میں واو اور یا ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے ساکن ہو گئی ہیں اور یَخْشٰی میں یا الف ہو گئی ہے۔ یعنی ہر سہ مضارع کے آخر میں حرکت باقی نہیں رہی۔ جب حروف جازم مضارع پر آتے اور انہوں نے اپنا عمل یعنی مضارع کے آخر سے حرکت ساقط کرنا چاہا جو کہ پہلے ساقط ہو چکی تھی لہٰذا حرکت کی بجائے جوازم نے حرکت کی فرع یعنی واو، یا اور الف کو ساقط کر دیا۔

قولہ برائے تاکید در فعل مضارع الخ:۔ برائے افادہ تاکید فعل مضارع کے اول میں لام تاکید مفتوحہ اور آخر میں نون ثقیلہ و خفیفہ آتا ہے۔ نون ثقیلہ نون مشدد کو کہتے ہیں جو کہ فعل مضارع کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون خفیفہ ساکن کو کہتے ہیں جو کہ تثنیہ و جمع مؤنث کے علاوہ دیگر تمام صیغوں میں آتا ہے۔

سوال:۔ لام تاکید زمانہ حال کے ساتھ خاص ہے اور نون تاکید زمانہ استقبال کے ساتھ پس مضارع میں ان دونوں کے بیک وقت آنے کا یہ مطلب ہوا کہ مضارع میں متنافیین جمع ہو گئے ہیں یعنی بیک وقت مضارع حال اور استقبال پر دلالت کر رہا ہے جو کہ صحیح نہیں۔

ونون تاکید ثقیلہ وخفیفہ می آید لام در اول ونون در آخر داخل میشود وثقیلہ مشدد باشد و در ہمہ صیغ می آید وخفیفہ ساکن و در تثنیہ وجمع مؤنث نمی آید و در باقی صیغ می آید۔

جواب:۔ لام تاکید دو معنی کا فائدہ دیتا ہے تاکید کا اور دوسرا زمانہ حال کا لیکن نون کے ساتھ صرف مفید تاکید ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ نون ثقیلہ وخفیفہ افادۂ تاکید میں برابر ہیں مگر خلیل کے نزدیک ثقیلہ افادۂ تاکید میں ابلغ ہے کیونکہ اس میں دو حرف ہوتے ہیں اور زیادتی بنا غالباً معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ہے۔ لَیُسۡجَنَنَّ وَلَیَکُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِیۡنَ۔ اس آیت میں مضارع مؤکد بنون ثقیلہ وخفیفہ مذکور ہے کیونکہ لیکونًا کا الف نون خفیفہ سے تبدیل شدہ ہے۔ مگر اول کے معنی میں دوسرے کی نسبت زیادہ شدت وتاکید ہے اس لئے کہ امرأۃ عزیز حضرت یوسف علیہ السلام کے صاغر ہونے کی نسبت آپ کے قید ہونے پر زیادہ حریص تھی۔ بایں امید کہ میرے گھر میں مقید ہوں گے تو باسانی زیارت کرسکوں گی۔

قولہ ودر تثنیہ وجمع مؤنث نمی آید: یعنی نون خفیفہ تثنیہ وجمع مؤنث میں نہیں آتا۔ بصریوں کے نزدیک تو اس لئے نہیں آتا کہ اس کی نظیر یعنی نون ثقیلہ کے جمع مؤنث کے صیغہ میں برائے ضرورت الف فاصل آتا ہے جو کہ نون خفیفہ کے لحوق کے وقت بھی آئے گا حملا للنظیر علی النظیر پس اس صورت میں الف تثنیہ والف فاصل کے بعد نون خفیفہ آئے تو التقاء ساکنین علی غیرہ حدہ لازم آئے گا اور الف حذف کرنے سے واحد سے التباس لازم آئے گا۔ اس لئے ان صیغ میں الف کے بعد نون خفیفہ نہیں آتا۔ کوفیوں کے نزدیک چونکہ نون خفیفہ ثقیلہ کی فرع ہے لہذا جس طرح کہ صیغہ جمع میں بوقت دخول نون ثقیلہ الف فاصل آتا ہے۔ اس کی اتباع میں فرع یعنی نون خفیفہ کی صورت میں بھی آئے گا پس اگر نون خفیفہ صیغہ تثنیہ وجمع مؤنث میں آئے تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا۔

فائدہ:۔ کوفیوں کے نزدیک نون خفیفہ ثقیلہ کی فرع ہے کیونکہ یہ ثقیلہ سے مخفف ہے مگر بصریوں کے نزدیک چونکہ نون ثقیلہ وخفیفہ بعض احکام میں ایک دوسرے کے متباین ہیں مثلاً کبھی خفیفہ حذف ہوجاتا ہے جیسے لَا تُہِیۡنَ الۡفَقِیۡرَ میں۔ اور وقف کی حالت میں الف ہوجاتا ہے۔ جیسے ولیکونًا میں اور یہ دونوں امر ثقیلہ میں ممتنع ہیں اسی طرح ثقیلہ تو الف کے بعد آتا ہے مگر خفیفہ نہیں آتا لہذا ان میں سے کوئی دوسرے کی فرع نہیں۔

ماقبل نون ثقیلہ در یَفْعَلُ و تَفْتَلُ و اَفْعَلُ و نَفْعَلُ مفتوح میشود و نون اعرابی در صیغ تثنیہ و جمع مذکر و واحد مؤنث حاضر مے افتد پس الف تثنیہ باقی میماند و نون ثقیلہ بعد آن مکسور میگردد چون لَیَفْعَلاَنِّ و واؤ جمع مذکر و یائے مؤنث حاضر می افتد و ضمہ ماقبل واو و کسرۂ ماقبل یا باقی میماند چوں لَیَفْعَلُنَّ لَتَفْعَلِنَّ ۔

قولہ ماقبل نون ثقیلہ در یفعل و تفعل :۔ نون ثقیلہ کا ماقبل ان صیغوں میں مضارع کی جانب فعلیت قوی ہو جانے کی وجہ سے مفتوح ہوتا ہے اس لئے کہ اصل افعال میں بنا ہے اور فعل مضارع اسم فاعل کی مشابہت کی وجہ سے خلاف اصل یعنی معرب ہوتا ہے مگر جب اس کے آخر میں نون ثقیلہ آئے تو نون تاکید کے فعل کے خواص سے ہونے کی وجہ سے مضارع کی جانب فعلیت قوی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے مضارع مبنی بر فتح ہو جاتا ہے کیونکہ فتح خفیف ہے۔

قولہ و نون اعرابی در صیغ تثنیہ و جمع مذکر الخ :۔ تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے نون اعرابی ساقط ہو جاتے ہیں اس لئے کہ نون ثقیلہ کے شدت اتصال سے مضارع کے آخر کو وسط کا حکم حاصل ہو جاتا ہے پس اعراب اور نون اعرابی ساقط ہو جاتے ہیں کہ ان کا محل وسط نہیں ہوتا بلکہ آخر ہوتا ہے اور نون اعرابی نون ثقیلہ کے بعد بھی نہیں آسکتے کیونکہ اس سے تین نونات کا اجتماع لازم آتا ہے۔

قولہ الف تثنیہ باقی میماند :۔ اگرچہ الف کے حذف کا مقتضی موجود ہے یعنی التقاء ساکنین علی غیر حدہ مگر الف باقی رہتا ہے تاکہ واحد کے ساتھ التباس نہ ہو۔

سوال :۔ التباس تو نون کی حرکت سے رفع ہو سکتا ہے کیونکہ صیغہ واحد میں نون ثقیلہ مفتوح ہوتا ہے اور تثنیہ میں مکسور جب مانع التباس موجود ہے تو الف حذف کرنا چاہیئے۔

جواب :۔ صیغہ تثنیہ میں نون کا کسرہ الف کی وجہ سے ہوتا ہے جب الف مقتضئ کسرہ حذف ہو جائے گا تو نون کی حرکت مانع التباس نہیں ہوگی کیونکہ اصل حرکت فتح واپس آجائے گی۔

قولہ و نون ثقیلہ بعد آں مکسور میگردد :۔ الف تثنیہ کے بعد نون ثقیلہ نون تثنیہ کی مشابہت کی وجہ سے مکسور ہوتا ہے کیونکہ یہ نون تثنیہ کی مثل الف کے بعد واقع ہوتا ہے۔

سوال :۔ نون تثنیہ کیوں مکسور ہوتا ہے ؟

جواب :۔ حرکت کسرہ متوسط ہے یعنی ضمہ و فتح کے مابین ہے ایسے ہی تثنیہ، جمع اور واحد کے مابین (درمیان) ہے پس متوسط کو حرکت متوسط دیکر تثنیہ کے نون کو مکسور کیا۔

ودر جمع مؤنث غائب وحاضر میان نون جمع ونون ثقیلہ الف می آرند تا اجتماع سہ نون لازم نیاید چون لَیَفْعَلْنَانِّ و لَتَفْعَلْنَانِّ ودریں ہر دو ہم نون ثقیلہ مکسور می باشد بالجملہ بعد الف نون ثقیلہ مکسور میباشد ودر دیگر جاہا مفتوح ونون خفیفہ در غیر تثنیہ وجمع مؤنث حال مثل نون ثقیلہ دارد ومضارع بدر آمدن نون ثقیلہ وخفیفہ خاص بمستقبل میگردد لام تاکید

قولہ واو جمع مذکر:۔ نون ثقیلہ کے لاحق ہونے سے جمع مذکر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یا حذف ہو جاتی ہے۔

سوال: ان صیغوں میں التقاء ساکنین علی حدہ ہے جو کہ جائز ہے تو واو اور یا کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ واؤ و یا کے ماقبل کی حرکت ان کے حذف پر دلالت کرتی ہے جس سے مافات کی تلافی ہو جاتی ہے اور کلمہ بھی ثقل سے نکل جاتا ہے۔

قولہ در جمع مؤنث:۔ جمع مؤنث غائب وحاضر میں نون جمع و نون ثقیلہ کے درمیان الف فاصل لاتے ہیں تاکہ تین نون جمع نہ ہوں اور الف کی تخصیص اس کی خفت کی وجہ سے ہے۔

سوال:۔ اجتماعِ سہ نون تَنْكُوْنَنَّ میں بلکہ چہار نون یَمْنَنَّنَّ میں موجود ہے مگر الف نہیں آیا؟

جواب:۔ تین نون زائدہ کا جمع ہونا مکروہ ہے اور امثلہ مذکورہ میں ہر تین نون زائدہ نہیں۔

سوال:۔ لَنَ تَنْصُرَنَّ میں تو ہر سہ نون زائدہ ہیں الف فاصل کیوں نہ لایا گیا؟

جواب:۔ اس کا تیسرا نون علامت انفعال ہونے اور تمام منصرفات میں پائے جانے کی وجہ سے گویا کہ اصلی ہے۔

سوال:۔ قرآن کریم میں تین نون یکجا آئے ہیں جیسے لَتُفْتِنُنَّنِي اگر یہ اجتماع مکروہ ہوتا تو کلام فصیح میں نہ ہوتا؟

جواب:۔ ایسے نونات کا اجتماع مکروہ ہے جن میں سے ہر ایک مفید معنی ہو اور لَتُفْتِنُنَّنِي میں تیسرا نون مفید معنی نہیں بلکہ نون وقایہ ہے۔

قولہ نون خفیفہ در غیر تثنیہ وجمع الخ:۔ نون خفیفہ تثنیہ وجمع مؤنث کے علاوہ دیگر تمام صیغوں میں ثقیلہ کی طرح ہے اور تثنیہ و جمع کے صیغوں میں نہیں آتا تاکہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم نہ آئے۔

قولہ مضارع بدر آمدن الخ:۔ فعل مضارع نون ثقیلہ وخفیفہ داخل ہونے سے زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے یعنی زمانہ حال کے معنی اس میں باقی نہیں رہتے۔

فائدہ: مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف مضارع کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ بحث مضارع کی ہے ورنہ نون ثقیلہ وخفیفہ مضارع کے علاوہ امر نہی اور دعا وغیرہ پر بھی آتا ہے اور یہی افادہ کرتا ہے اور کبھی نون ثقیلہ ماضی پر بھی آتا ہے جس سے ماضی بمعنی استقبال ہو جاتی ہے مثل قول علیہ السلام فَاِمَّا اَدْرَكَنَّ مِنْكُمُ الدَّجَّالَ۔

بانون ثقیلہ درفعل مستقبل معروف لَیَفْعِلَنَّ لَیَفْعِلَانِّ لَیَفْعِلُنَّ لَتَفْعِلَنَّ لَتَفْعِلَانِّ لَیَفْعِلْنَانِّ لَتَفْعِلُنَّ لَتَفْعِلِنَّ لَتَفْعِلْنَانِّ لَاَفْعِلَنَّ لَنَفْعِلَنَّ مجہول لَیُفْعَلَنَّ تا آخر۔

لام تاکید بانون خفیفہ درفعل مستقبل معروف لَیَفْعِلَنْ لَیَفْعِلُنْ لَتَفْعِلَنْ لَتَفْعِلُنْ لَتَفْعِلِنْ لَاَفْعِلَنْ لَنَفْعِلَنْ مجہول لَیُفْعَلَنْ تا آخر در امر و نہی ہم نون ثقیلہ و نون خفیفہ می آید ذکر امر بعد ازیں خواہد آمد نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَفْعِلَنَّ لَایَفْعِلَانِّ لَایَفْعِلُنَّ لَاتَفْعِلَنَّ لَاتَفْعِلَانِّ لَایَفْعِلْنَانِّ لَاتَفْعِلُنَّ لَاتَفْعِلِنَّ لَاتَفْعِلْنَانِّ لَاَفْعِلَنَّ لَانَفْعِلَنَّ مجہول لَایُفْعَلَنَّ تا آخر نون ثقیلہ و خفیفہ درفعل مضارع بعد اَمّا شرطیہ ہم مے آید بطریقہ خود چوں اِمَّا یَفْعِلَنَّ تا آخر و اِمَّا یَفْعِلَنْ تا آخر و امر حاضر از فعل مضارع میگیرند بایں وضع کہ علامت مضارع را حذف می کنند پس اگر مابعد علامت مضارع متحرک ست در آخر وقف میکنند چوں عِدْ از تَعِدُ و اگر ساکن است ہمزۂ وصل در اول می آرند مضموم اگر عین مضموم باشد چوں اُنْصُرْ از تَنْصُرُ و مکسور اگر عین مکسور باشد یا مفتوح چوں اِضْرِبْ از تَضْرِبُ و اِفْتَحْ از تَفْتَحُ و در آخر وقف میکنند و نون اعرابی ساقط شود و نون جمع بحال خود ماند و حرف علت ہم از آخر حذف شود چوں اُدْعُ از تَدْعُوْ و اِرْمِ از تَرْمِیْ و اِخْشَ از تَخْشٰی امر حاضر معروف اِفْعِلْ اِفْعِلَا

قولہ بعد اما شرطیہ ہم می آید:۔ نون ثقیلہ و خفیفہ اما شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے یعنی ماقبل سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نون لام تاکید کے ساتھ خاص ہے بلکہ اما شرطیہ کے بعد بھی مضارع میں آتا ہے جیسے اِمّا یفعلنَّ اور قرآن کریم میں ہے فاما ترین من البشر احدا۔

اِفْعَلُوْا اِفْعَلِیْ اِفْعَلْنَ امر غائب و متکلم معروف لِیَفْعَلْ لِیَفْعَلَا لِیَفْعَلُوْا

قولہ امر حاضر :۔ امر حاضر فعل مضارع حاضر سے بناتے ہیں ۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد اگر پہلا حرف متحرک ہو تو صرف آخر میں وقف کرتے ہیں جیسے تَعِدُ سے عِدْ ۔ اگر پہلا حرف ساکن ہو تو اوّل میں ہمزۂ وصلی مضموم لاتے ہیں اگر عین کلمہ مضموم ہو جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ مکسور لاتے ہیں جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ اور آخر میں وقف کرتے ہیں اور آخر میں حرف علت ہو تو گر جاتا ہے جیسے تَقِیْ سے قِ ۔

قولہ علامت مضارع :۔ تاکہ مضارع اور امر میں فرق ہو جائے اور یہ حذف صرف امر حاضر میں ہے کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہے ۔

قولہ ہمزہ وصل در اول می آرند :۔ تاکہ ابتدا بالساکن لازم نہ آئے چونکہ ہمزہ مبدأ مخارج سے ہے اس لئے ابتداً میں لایا جاتا ہے اور حروف علت کے ساتھ مشابہت بھی رکھتا ہے جو کہ عموماً زائد کئے جاتے ہیں ۔

فائدہ :۔ وصل کا معنی ہے ملانا چونکہ یہ ہمزہ حرف ساکن کو اپنے ۔ سے ملا دیتا ہے یا قرأت میں ساقط ہو کر اپنے مابعد کو ماقبل سے ملا دیتا ہے یا ابتدا بالساکن کی وجہ سے متکلم ہو کر اپنے مطلوب یعنی تکلم تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس کو پہنچا دیتا ہے اس لئے اس کو ہمزۂ وصل کہتے ہیں ۔

قولہ و مکسور اگر عین :۔ **اگر عین مسکور** ہو تو اوّل میں ہمزہ مکسور لایا جاتا ہے کیونکہ یہ حرف ہے جو کہ ساکن الاصل ہے اور ساکن کو حرکت کسرہ کی دی جاتی ہے ۔ نظر براں ہمزہ میں کسرہ اصل ہے اور اُنْصُرْ وغیرہ میں ہمزہ کو ضمہ دیا جاتا ہے تاکہ کسرہ سے بسوئے ضمہ خروج لازم نہ آئے ۔

سوال :۔ اگر اُنْصُرْ میں ہمزۂ وصل کو حرکت کسرہ دی جائے تو خروج الی الضمہ لازم نہیں آتا بلکہ خروج الی الساکن لازم آتا ہے جو کہ ثقیل نہیں ۔

جواب :۔ فاء کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار اور حاجز ضعیف ہے لہٰذا خروج الی الضمہ لازم آئے گا ۔

فائدہ :۔ بعض کے نزدیک ہمزۂ وصل کی حرکت عین کلمہ کے تابع ہوتی ہے اس لئے اُنْصُرْ میں مضموم اور اِضْرِبْ میں مکسور آتا ہے اور اِفْتَحْ میں ہمزہ کو فتح نہیں دیتے تاکہ مضارع معلوم سے بحالت وقف ملتبس نہ ہو ۔ اسی کو مصنف نے اختیار فرمایا ہے ۔

قولہ و در آخر وقف میکنند :۔ اور آخر میں وقف کرتے ہیں ۔ بصریوں کے نزدیک امر کے آخر سے حرکت، نون اعرابی اور حرف علت وقف کی وجہ سے ساقط ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک لام امر مقدر کی وجہ سے ۔

لِتَفْعَلْ لِتَفْعَلا لِيَفْعَلْنَ لَا أُفْعَلْ لِنُفْعَلْ امر مجہول لِيُفْعَلْ لِيُفْعَلَا لِيُفْعَلُوا لِتُفْعَلْ لِتُفْعَلَا لِيُفْعَلْنَ

لِتُفْعَلُوا لِتُفْعَلِي لِتُفْعَلْنَ لِأُفْعَلْ لِنُفْعَلْ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اِفْعَلَنَّ اِفْعَلَانِّ اِفْعَلُنَّ اِفْعَلِنَّ اِفْعَلْنَانِّ بانون خفیفہ اِفْعَلَنْ اِفْعَلُنْ اِفْعَلِنْ امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لِيَفْعَلَنَّ لِيَفْعَلَانِّ لِيَفْعَلُنَّ لِتَفْعَلَنَّ لِتَفْعَلَانِّ لِيَفْعَلْنَانِّ لِأَفْعَلَنَّ لِنَفْعَلَنَّ بانون خفیفہ لِيَفْعَلَنْ لِيَفْعَلُنْ لِتَفْعَلَنْ لِأَفْعَلَنْ لِنَفْعَلَنْ امر مجہول بانون ثقیلہ لِيُفْعَلَنَّ لِيُفْعَلَانِّ لِيُفْعَلُنَّ تا آخر مضارع مجہول جز اینکہ لامش مکسور ست امر مجہول بانون خفیفہ لِيُفْعَلَنْ تا آخر مثل مضارع فصل دوم در بیان اسمائے مشتقہ شش اسم از فعل مشتق میشوند اسم فاعل، اسم مفعول اسم تفضیل صفت مشبہ اسم آلہ اسم ظرف فاعل کہ دلالت کند بر کنندۂ کار از ثلاثی مجرد مطلقاً بر وزن فَاعِلٌ آید بحث اسم فاعل

قولہ شش اسم: مصنف علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر مذہب بصریین کو اختیار کیا ہے جن کے نزدیک فعل سے چھ اسم مشتق ہوتے ہیں اور فعل مصدر سے مشتق ہے مگر کوفیوں کے نزدیک فعل اشتقاق میں اصل ہے اور فعل سے مصدر وغیرہ بنتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک اسمائے مشتقہ سات ہیں۔

قولہ فاعل کہ دلالت کند الخ: اسم فاعل وہ ہے جو کام کرنے والے پر دلالت کرے مصنف کے نزدیک ثلاثی مجرد سے مطلقاً فاعلٌ کے وزن پر آتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس وزن کے علاوہ دیگر اوزان اسم فاعل جو ثلاثی مجرد سے آتے ہیں وہ حقیقۃً اسم فاعل نہیں بلکہ مجازاً بمعنی اسم فاعل ہیں۔

فائدہ: فَاعِلٌ واحد مذکر کے لئے ہے اور فَاعِلَانِ تثنیہ مذکر کے لئے مگر بصریوں کے نزدیک ہر دو وزن مؤنث کے لئے بھی آتے ہیں جیسے حَائِضٌ حَائِضَانِ حَامِلٌ حَامِلَانِ لیکن کوفیوں کے نزدیک ہر دو وزن مذکر کے ساتھ خاص ہیں اور حائض حائضان میں ان کے نزدیک تا مقدر ہے مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ حَامِلَةٌ تا کے ساتھ

فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلَيْنِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلِيْنَ فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَتَيْنِ فَاعِلَاتٌ تثنیہ بحالت رفع بالف آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مفتوح بود و نون تثنیہ مکسور باشد و جمع بحالت رفع بواو آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مکسور باشد و نون جمع مفتوح بود اسم مفعول کہ دلالت کند بر ذاتیکہ فعل برو واقع شدہ باشد از ثلاثی مجرد

بھی آیا ہے تو تا مقدر کرنے میں کیا نکتہ ہے۔ خلیل کے نزدیک یہ دونوں اسم فاعل نہیں بلکہ اسم فاعل کے ملحقات سے ہیں یعنی حامل بمعنی صاحب حمل اور حائض بمعنی صاحب حیض۔

سوال:۔ ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کیوں زیادہ کرتے ہیں؟

جواب:۔ تاکہ مضارع کے تغیر پر دلالت کرے اور برائے زیادت اختصاص الف کی وجہ یہ ہے کہ الف حروف علت سے (جو کہ مستحق زیادتی ہوتے ہیں) خفیف ہے اور الف آخر میں زیادہ نہیں کیا تاکہ صیغہ اسم فاعل صیغہ تثنیہ ماضی سے ملتبس نہ ہو جائے۔ نیز آخر کلمہ محل اعراب ہوتا ہے اور الف ساکن الوضع ہے۔

فائدہ:۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل اس باب کے مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے۔ اتنی تبدیلی کے ساتھ کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور آخر میں تنوین تمکن علامتِ اسم ہوتی ہے اگر مضارع کے ماقبل آخر کا کسرہ ہو جیسے مُکْرِمٌ یُکْرِمُ سے اور مُجْتَنِبٌ یَجْتَنِبُ سے ورنہ ماقبل آخر کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے یَتَقَبَّلُ سے مُتَقَبِّلٌ۔

قولہ فَاعِلٌ فَاعِلَانِ الخ:۔ یہ گردان اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسم فاعل کے صرف چھ صیغے آتے ہیں کیونکہ یہ فعل کی فرع ہے اور فرع کا مرتبہ اپنے اصل سے کم ہوتا ہے لہذا اسم فاعل میں صرف صفات لازمہ یعنی وحدت، تثنیہ و جمع اور تذکیر و تانیث کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے چھ صیغے لائے تاکہ فرع و اصل میں برابری نہ ہو اور فعل میں صفات غیر لازمہ یعنی غیبت، خطاب اور تکلم کا بھی اعتبار کیا تاکہ اس کو فرع پر فوقیت حاصل ہو۔

فائدہ:۔ مصنف نے تثنیہ اسم فاعل کی حالت رفعی اور نصبی و جری۔ ایسے ہی جمع کی حالت رفعی اور نصبی و جری بیان کر کے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ تثنیہ کا الف اور جمع کا واؤ صرف علامت تثنیہ و جمع ہیں ضمیر فاعل نہیں اس لئے کہ ہر دو حالت نصبی و جری میں یا سے تبدیل ہو جاتے ہیں اور فاعل تبدیل نہیں ہوا کرتا۔ جیسے تثنیہ و جمع فعل میں الف اور واؤ علامت کے ساتھ ضمیر فاعل بھی ہیں اور نصبی و جزمی حالت میں الف اور واؤ ہی رہتے ہیں مثلاً هُمَا يَضْرِبَانِ، هُمْ يَضْرِبُوْنَ لَنْ يَضْرِبَا۔ لَنْ يَضْرِبُوْا، لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَضْرِبُوْا۔

قولہ اسم مفعول کہ دلالت کند الخ:۔ اسم مفعول جو اس چیز کو بتائے جس پر کام واقع ہوا ہو ثلاثی مجرد سے

بروزن مفعول آید بحث اسم مفعول مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ مَفْعُوْلِیْنَ مَفْعُوْلُوْنَ مَفْعُوْلِیْنَ مَفْعُوْلَۃٌ مَفْعُوْلَتَانِ مَفْعُوْلَتَیْنِ مَفْعُوْلَاتٌ۔

اسم تفضیل کہ دلالت کند بر زیادت معنی فاعلیت نسبت بدیگر بر وزن اَفْعَلُ آید مگر از لون وعیب نمی آید چہ دریں ہر دو اَفْعَلُ برای صفت مشبہ می آید چوں اَحْمَرُ و اَعْمٰی و از

مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ غالبًا کی قید اس لئے نہیں لگائی کہ فَعِیْلٌ اور فَعُوْلٌ کے وزن پر آنا قلیل ہے والقلیل کالمعدوم۔

فائدہ:۔ اسم مفعول کے بھی چھ صیغے آتے ہیں اور اس کے صیغہ تثنیہ وجمع میں بھی الف اور واؤ صرف علامت ہیں جس کی وجہ اسم فاعل میں مذکور ہو چکی ہے۔

سوال:۔ اسم فاعل ثلاثی مجرد سے حرکات، سکنات اور تعداد حروف میں مضارع معروف کی مثل ہوتا ہے لہذا اسم مفعول کو مضارع مجہول کی مثل ہونا چاہیئے؟

جواب:۔ اگر اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مضارع مجہول کے وزن پر آئے تو باب افعال کے اسم مفعول سے ملتبس ہوگا اور التباس سے بچنا ضروری ہے۔

قولہ اسم تفضیل کہ دلالت کند الخ:۔ اسم تفضیل وہ ہے جو فاعل کے معنی میں زیادتی بتائے۔ دوسرے کی نسبت یہ اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔

قولہ مگر از لون وعیب نمی آید:۔ جن اسماء صفت کے معنی رنگ یا عیب کے ہوں ان سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آتا بلکہ ان سے اسم تفضیل بنانا ہو تو مصدر پر لفظ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ لگا کر بناتے ہیں جیسے اَشَدُّ حُمْرَۃً و اشد صَمَمًا۔ لون وعیب سے اسم تفضیل کے اس وزن پر نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ جو مادے رنگ یا عیب پر دلالت کریں ان سے اس وزن پر افعل صفت (صفت مشبہ) آتا ہے جیسے اَحْمَرُ اَعْوَرُ پس اگر ان سے افعل تفضیل کے لئے بھی آئے تو التباس لازم آئے گا۔ مثلاً هُوَ اَحْمَرُ میں معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ افعل صفتی بمعنی ذو حُمْرَۃ یا افعل تفضیل بمعنی زائدا لحُمْرَۃ ہے۔

سوال:۔ افعل تفضیل اور افعل صفت میں رفع التباس اس طرح ممکن ہے کہ جو افعل اضافت یا لام یا من سے کسی کے ساتھ مستعمل ہو وہ برائے تفضیل ہو اور جو وجوہ ثلثہ سے کسی کے ساتھ استعمال نہ ہو وہ برائے صفت قرار پائے۔

جواب ۱:۔ جب مفضل علیہ کسی قرینہ سے معلوم ہو جاتے تو افعل تفضیل وجوہ ثلثہ کے بغیر مستعمل ہوتا ہے ایسی صورت میں التباس لازم آئے گا جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

جواب ۲:۔ افعل تفضیل کا استعمال وجوہ ثلثہ سے کسی کے ساتھ اس وقت ضروری ہوتا ہے جب وہ معنی تفضیل پر باقی ہو ورنہ ضروری نہیں ہوتا جیسے آخَرُ بمعنی غیر۔

غیر ثلاثی مجرد نمی آید بحث اسم تفضیل اَفْعَلُ اَفْعَلاَنِ اَفْعَلِیْنَ اَفْعَلُوْنَ اَفْعَلِیْنَ اَفَاعِلُ فُعْلٰی فُعْلَیَانِ فُعْلَیَیْنِ فُعْلَیَاتُ فُعَلُ اَفَاعِلُ جمع تکسیر مذکرست و فُعَلُ جمع تکسیر مؤنث اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَیَاتُ جمع سالم جمع سالم آنرا گویند کہ بنای واحد دران سلامت ماند در مذکر بواو و نون آید و در مؤنث بالف و تا آید و جمع تکسیر آنکہ بنای واحد دراں سلامت نماند اسم تفضیل گاہی برای زیادت معنی مفعولیت ہم می آید چوں اشہر بمعنی مشہور تر

سوال :۔ لون وعیب سے افعل تفضیل نہ آنے کی علت لزوم التباس سے بچنا اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ لون وعیب سے افعل صفت کی بنا پہلے ہے۔ ایسی صورت میں تو بلاشبہ التباس لازم آئے گا ورنہ التباس سے بچنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ اس وزن پر افعل تفضیل آئے اور افعل صفت نہ آئے۔

جواب :۔ افعل صفت کی بنا اول ہونے پر یہ دلیل ہے کہ یہ مطلق صفت پر دلالت کرتا ہے اور افعل تفضیل صفت مع الزیادت پر اور مطلق مقید پر مقدم ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ لون یا عیب کے مادے سے افعل صفت کی بنا پہلے ہے لہٰذا اگر افعل تفضیل بنائیں تو التباس لازم آئے گا۔

قولہ واز غیر ثلاثی مجرد نمی آید :۔ اَفْعَلُ کا وزن تفضیل کے لئے صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے کیونکہ غیر ثلاثی مجرد سے یہ وزن کوئی حرف حذف کئے بغیر نہیں بن سکتا اور حذف سے لفظ ومعنی میں خلل واقع ہوگا۔ لفظ میں خلل واقع ہونا تو ظاہر ہے اور معنی میں اس طرح کہ اگر اَخْرَجَ اِسْتَخْرَجَ سے اسم تفضیل قرار دیں تو استعمال میں یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ اِسْتَخْرَجَ سے بمعنی کثیر الاستخراج ہے یا خرج سے بمعنی کثیر الخروج ہے۔

فائدہ :۔ جس عیب سے افعل صفت آتا ہے اور افعل تفضیل نہیں آتا وہ عیب ظاہری ہے جیسے اَعْوَرُ اور اَعْمٰی، اَجْهَلُ جو کہ عیب باطنی ہے یہ وزن برائے تفضیل ہے۔

قولہ افاعل جمع تکسیر مذکرست :۔ یعنی افاعل افعل کی جمع تکسیر ہے۔ جمع تکسیر وہ ہے کہ جس میں بنائے واحد یعنی حرکات، سکنات اور حروف کی ترتیب باقی نہ رہے اور فُعَلُ فُعْلٰی کی جمع تکسیر ہے اور اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَیَاتُ جمع سالم ہیں اول برائے اَفْعَلُ اور دوم برائے فُعْلٰی، جمع سالم وہ ہے کہ جس میں بنائے واحد باقی رہے۔

قولہ اسم تفضیل گاہی برائے زیادت معنی مفعولیت ہم می آید :۔ یعنی اسم تفضیل عموماً معنی فاعل کی زیادتی بیان کرتا ہے مگر کبھی مفعول کے معنی کی زیادتی بھی بتاتا ہے جیسے اشهر بمعنی بہت مشہور لہٰذا اسم تفضیل کی تعریف میں "یا بر زیادت معنی مفعول" کے اضافہ کی ضرورت نہیں کیونکہ القلیل کالمعدوم۔

صفت مشبہ آنکہ دلالت کند بر اتصاف ذاتی بمعنی مصدرے بوضع ثبوت و اسم فاعل دلالت میکند بر اتصاف بطور حدوث و لہذا صفت مشبہ ہمیشہ لازم باشد اگرچہ از فعل متعدی آید پس فرق در سَامِعٌ و سَمِیْعٌ اینست کہ سامع دلالت میکند بر ذاتی کہ موصوف باشد بشنیدن چیزی بالفعل ولہذا بعد آن مفعول آمدن میتواند چوں سَامِعٌ کَلَامَکَ و سَمِیْعٌ دلالت میکند بر ذاتی کہ موصوف بسمع باشد بطور ثبوت اعتبار تعلق بچیزی دراں ملحوظ نیست بلکہ عدم اعتبار تعلق بچیزی ملحوظ پس سَمِیْعٌ کَلَامَکَ نمیتواں گفت۔

قولہ صفت مشبہ آنکہ الخ۔ صفت مشبہ وہ ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جو معنی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہو اور اسم فاعل وہ ہے جو کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ بطریقہ حدوث متصف ہونے پر دلالت کرے۔

فائدہ: صفت مشبہ کی تعریف میں مذکور لفظ ثبوت سے مراد مقابل حدوث ہے یعنی وہ تحقق و وجود شئ جس میں کسی زمانہ کا لحاظ نہ ہو پس صفت مشبہ میں معنی مصدری کا ثبوت (وجود) تین زمانوں سے کسی کے ساتھ مقید نہیں ہوتا یعنی زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ میں یہ نہیں مراد لیا جا سکتا کہ زید کے لئے حسن ایک وقت میں ثابت ہے اور دوسرے وقت میں ثابت نہیں بلکہ زید ہمیشہ کے لئے صفت حسن سے متصف ہے۔ اسی لئے صفت مشبہ کے عمل کے لئے زمانہ شرط نہیں کیونکہ زمانہ حدوث کو مستلزم ہے اور صفت مشبہ ثبوت کے لئے موضوع ہے اور ثبوت و حدوث دو ضدیں ہیں جو کہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اسم فاعل میں کسی ذات کے لئے معنی مصدری کا ثبوت (وجود) بطور حدوث یعنی کسی زمانہ کے ساتھ مقید ہوتا ہے مثلاً زید ضاربٌ میں زید سے ضرب کا صدور ایک زمانہ میں ہے۔ دوسرے میں نہیں یعنی زید صرف صدور ضرب کے زمانہ میں ضارب ہے۔

قولہ ولہذا صفت مشبہ الخ۔ چونکہ صفت مشبہ ثبوت پر دلالت کرتی ہے اس لئے یہ ہمیشہ لازم آتی ہے۔ عام ازیں کہ جس فعل سے صفت مشبہ مشتق ہے وہ ابتداءً لازم ہو جیسے حَسُنَ یا وہ فعل ابتداءً متعدی ہو مگر لازم کی طرف نقل کرنے کے بعد اس سے صفت مشبہ بنائی گئی ہو جیسے سَمِیْعٌ اور رَحِیْمٌ جو کہ سَمِعَ و رَحِمَ سے بعد النقل الی سَمُعَ و رَحُمَ مشتق ہیں۔ پس رَحِیْم وہ ہے جس کی طبیعت میں رحم ہو۔ اُسے رحیم نہیں کہہ سکتے جس میں یہ صفت کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

قولہ پس فرق در سامع و سمیع: سامع (اسم فاعل) اور سمیع (صفت مشبہ) میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ فاعل صفت سمع کے ساتھ فی الحال متصف ہے اور اسکے ساتھ یہ صفت ہر وقت لازم نہیں بلکہ جبتک کوئی بولنے والا بولتا رہے گا یہ سامع ہوگا اور جب وہ خاموش ہو جائیگا تو یہ سامع نہ رہے گا اور سمیع سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ صفت سمع کسی موصوف کیساتھ لازم و ثابت ہے اور اس کا تعلق کسی بولنے والے کے کلام کے ساتھ نہیں بلکہ سمیع میں کلام کرنیوالے کے ساتھ عدم تعلق ملحوظ ہوتا ہے اسلئے سمیع کلامک نہیں کہہ سکتے۔

اوزان صفت مشبہ بسیار ست چوں صَعْبٌ صِفْرٌ صُلْبٌ حَسَنٌ خَشِنٌ نَدُسٌ زَئِمٌ بِلِزٌ حُطَمٌ جُنُبٌ اَحْمَرُ کَابِرٌ کَبِیْرٌ غَفُوْرٌ جَیِّدٌ جَبَانٌ هِجَانٌ شُجَاعٌ عَطْشَانُ عَطْشٰی حُبْلٰی حَمْرَاءُ عُشَرَاءُ بحث صفت مشبہ حَسَنٌ حَسَنَانِ حَسَنَیْنِ حَسَنُوْنَ حَسَنِیْنَ حَسَنَةٌ حَسَنَتَانِ حَسَنَتَیْنِ حَسَنَاتٌ اسم آلہ کہ دلالت کند برآلہ صدور فعل بر سہ وزن آید مِفْعَلٌ مِفْعَلَةٌ مِفْعَالٌ بحث اسم آلہ مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مِنْصَرَیْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مِنْصَرَتَیْنِ

قولہ اوزان:۔ صفت کے مشبہ کے وزن بہت ہیں مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف ثلاثی مجرد سے چند اوزانِ صفت مشبہ ذکر کئے ہیں۔

صَعْبٌ ۔ دشوار۔ صِفْرٌ ۔ خالی ۔ صُلْبٌ ۔ سخت ۔ حَسَنٌ ۔ اچھا ۔ خَشِنٌ ۔ سخت کھردرا نَدُسٌ ۔ ذہین ۔ زَئِمٌ ۔ پراگندہ ۔ بِلِزٌ ۔ موٹا ۔ حُطَمٌ ۔ پراگندہ ۔ جُنُبٌ ۔ ناپاک اَحْمَرُ ۔ سرخ ۔ کَابِرٌ ۔ بزرگ ۔ کَبِیْرٌ ۔ بزرگ ۔ غَفُوْرٌ ۔ معاف کرنیوالا ۔ جَیِّدٌ ۔ عمدہ جَبَانٌ ۔ بزدل ۔ هِجَانٌ ۔ سفید اونٹ ۔ شُجَاعٌ ۔ دلیر ۔ عَطْشَانُ ۔ پیاسا ۔ عَطْشٰی ۔ پیاسی عورت ۔ حُبْلٰی ۔ حاملہ عورت ۔ حَمْرَاءُ ۔ سرخ عورت ۔ عُشَرَاءُ ۔ اونٹنی جس کے حمل کو دس ماہ ہو گئے ہوں ۔

قولہ اسم آلہ کہ دلالت کند الخ:۔ اسم آلہ جو فاعل سے فعل صادر ہونے کے ذریعے اور واسطہ پر دلالت کرتا ہے تین وزن پر آتا ہے۔ ان تین وزنوں کے علاوہ جو بضم المیم والعین آتے ہیں جیسے مُدْهُنٌ اور مُسْقُطٌ سیبویہ کے نزدیک یہ اسم آلہ مشتق من الفعل نہیں بلکہ خاص برتنوں کے نام ہیں ۔ یعنی مُدْهُنٌ تیل کے برتن کو کہتے ہیں اور مُسْقُطٌ اس کو جس میں ناک میں ڈالی جانے والی دوائی رکھی جاتی ہے ۔

سوال:۔ مُدْهُنٌ کو اگر اسم آلہ نہ بنائیں بلکہ ایک خاص برتن کا نام قرار دیں تو معنی کے اعتبار سے کیا فرق ہوگا ؟

جواب:۔ مُدْهُنٌ جب تیل کے برتن کا نام ہوگا تو اس کا اطلاق ہر اس برتن پر ہو سکے گا جس کو تیل کے لئے بنایا گیا ہو اور ایسے برتن پر مُدْهُنٌ کا اطلاق نہیں ہوگا جس میں تیل ہو مگر وہ تیل کے لئے بنایا نہ گیا ہو۔ مثلاً پانی کے برتن میں تیل ڈال دیا جائے تو وہ برتن مُدْهُنٌ نہیں کہلائے گا۔ لیکن اگر مدهن کو آلہ قرار دیں تو اس کا اطلاق ہر اس برتن پر ہوگا جس میں کہ تیل

مَنَاصِرُ مُنصَارٌ مِنصَارَانِ مِنصَارِیْنِ مَنَاصِیْرُ وگاہی بروزن فَاعَل آید چوں خاتم آلۂ ختم یعنی مہر کردن وعالم آلہ دانستن مگر دریں قسم معنی اسمی غالب آمدہ علی الاطلاق بمعنی اشتقاقی مستعمل نیست ہر آلۂ ختم را خَاتَمْ و ہر آلۂ علم را عالم نتوان گفت ۔

ہو۔ حتیٰ کہ اگر مشکیزہ میں تیل ڈال دیا جائے تو اس کو بھی مدھن کہہ سکیں گے جس طرح کہ مفتاح کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعے تالا کھولا جائے خواہ وہ لوہے کی ہو یا لکڑی وغیرہ کی ۔

فائدہ :۔ علامہ تفتازانی کہتے ہیں کہ آلہ صرف فعل متعدی سے آئے گا کیونکہ وہ فاعل کے فعل کا اثر مفعول تک پہنچانے کا فائدہ دیتا ہے اور فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا ۔ لیکن جن کے نزدیک اسم آلہ وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ فعل کیا جائے یا جس میں فعل حاصل ہو ان کے نزدیک لازم سے بھی اسم آلہ آتا ہے جیسے مفتاح (چابی) اور مِحلَبٌ (دودھ کا برتن)

قولہ بر سہ وزن آید :۔ اسم آلہ کے تین وزن آتے ہیں ۔ مِفْعَلٌ ، مِفْعَلَۃٌ اور مِفْعَالٌ ۔ لیکن حقیقت میں اسم آلہ کا وزن صرف ایک مِفْعَالٌ ہے اور مِفْعَلٌ بحذف الف مِفْعَالٌ سے مقصود ہے اور اسی طرح مِفْعَلَۃٌ مِفْعَالٌ سے مقصود ہے مگر اس میں الف حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تا لائی گئی ہے ۔

سوال :۔ اگر اسم آلہ کے اوزان ثلثہ میں مفعال اصل ہے تو اس کو مؤخر کیوں ذکر کیا جاتا ہے ؟

جواب :۔ اس لیے کہ مِفْعَلٌ مختصر ہے اور مِفْعَلَۃٌ کو اس کے ساتھ قصر میں مشابہت ہے ۔

سوال :۔ اسم آلہ میں میم کو کسرہ کیوں دیا گیا ہے ؟

جواب :۔ تاکہ اسم آلہ اور اسم ظرف میں فرق ہو جائے ۔ اسم ظرف میں میم مفتوح ہوتی ہے اور آلہ میں مکسور ۔

سوال :۔ برعکس کیوں نہیں کیا یعنی اگر اسم آلہ کی میم کو فتح اور اسم ظرف کی میم کو کسرہ دیا جاتا تو فرق ہو جاتا ۔ ایسا کیوں نہیں کیا ؟

جواب :۔ اسم ظرف کثیر الاستعمال ہے کیونکہ ہر فعل سے آتا ہے بر خلاف اسم آلہ کے وہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور وہ بھی سماع پر موقوف ہے یعنی ہر ثلاثی مجرد سے اس کا اشتقاق نہیں کیا جا سکتا ۔ لہٰذا میم کا فتح ظرف میں مناسب ہوا اور آلہ میں کسرہ ۔ اور صیغہ مِفْعَالٌ میں اگرچہ الف کی وجہ سے اسم آلہ اور اسم ظرف میں امتیاز ہو جاتا ہے تاہم اس میں بھی مِفْعَلٌ و مِفْعَلَۃٌ کی تبعیت میں میم کو کسرہ دیدیا گیا ۔

قولہ وگاہی بروزن ۔ یعنی کبھی اسم آلہ فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے خَاتَمْ بمعنی مہر کرنے کا آلہ اور عَالَمْ بمعنی جاننے کا آلہ مگر اس قسم میں معنیٰ اسمی غالب آگیا ہے اور یہ قسم مطلقاً معنی اشتقاقی میں مستعمل نہیں ہوتی یعنی ختم کرنے کے ہر آلہ کو خاتم نہیں کہتے اور ہر آلۂ علم کو عالم نہیں کہتے ۔

اسم ظرف دلالت میکند بر جائے صدور فعل یا وقت صدور فعل از مفتوح العین ومضموم العین وناقص مطلقاً بروزن مَفْعَلٌ آید بفتح عین چوں مَفْتَحٌ ومَنْصَرٌ ومَرْمیٌ واز مکسور

فائدہ: اسم آلہ غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا کیونکہ اس کے اوزان کا غیر ثلاثی مجرد سے بنانا ممکن نہیں اور اس کے صرف تین صیغے واحد، تثنیہ و جمع اس لئے ہیں کہ اس میں اور اسم ظرف میں تذکیر و تانیث نہیں کیونکہ تذکیر و تانیث فاعل کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ دونوں فاعل نہیں چاہتے لہٰذا ان میں صفات لازمہ سے صرف وحدت، تثنیہ و جمعیت کا اعتبار کیا گیا اس لئے ان کے صرف تین صیغے بنے۔

قولہ اسم ظرف: اسم ظرف صدور فعل کی جگہ یا صدور فعل کے وقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے اور ناقص سے مطلقاً خواہ ناقص کا عین کلمہ مفتوح ہو یا مضموم یا مکسور مَفْعَلٌ کے وزن پر عین کے فتح کے ساتھ آتا ہے جیسے مَفْتَحٌ اور مَنْصَرٌ اور مَرْمیٌ۔ مضارع مفتوح العین کا اسم ظرف مفتوح العین ہوتا ہے تاکہ مشتق و مشتق منہ میں موافقت ہو جائے اور مضموم العین کا اسم ظرف مضارع کی موافقت میں مضموم العین اس لئے نہیں آتا کہ ضمۂ عین کے ثقل کی وجہ سے مَفْعُلٌ کا وزن کلام عرب میں قلیل و نادر ہے اور فتح چونکہ خفیف ہے اس لئے مضارع مضموم العین کا اسم ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور باب ناقص مکسور العین سے اسم ظرف عین کے فتح کے ساتھ اس لئے آتا ہے کہ یا بمنزلہ دو کسرہ کے ہے اگر عین بھی مکسور ہو جاتے تو مسلسل تین کسرے آئیں گے جو کہ پسندیدہ نہیں۔

قولہ واز مکسور العین: اور مضارع مکسور العین سے اور مثال واوی سے مطلقاً خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر عین کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے مَضْرِبٌ اور مَوْقِعٌ۔

سوال: مثال واوی سے اسم ظرف عین کے فتح کے ساتھ کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب ۱: اگر مثال واوی سے اسم ظرف عین کے فتح کے ساتھ آئے تو واؤ دو فتحہ کے درمیان واقع ہوگا جس کی نسبت واؤ کا فتح و کسرہ کے درمیان واقع ہونا خفیف ہے۔

جواب ۲: اگر اسم ظرف مفتوح العین آئے تو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اس کا وزن فَوْعَلٌ ہے مثل جَوْرَبٌ کے حالانکہ یہ وزن اسم ظرف کا نہیں۔ پس ایسی صورت میں ظرف کا غیر ظرف سے التباس لازم آئے گا لیکن عین کے کسرہ کی صورت میں میم کو اصلی گمان کر کے مثلاً مَوْجِلٌ بکسر عین کے متعلق یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ اس کا وزن فَوْعِلٌ ہے کیونکہ یہ وزن کلام عرب میں نہیں آیا۔

العین و از مثال مطلقاً بروزن مَفعِلٌ آید بکسر عین چوں مَضرِبٌ و مَوقِعٌ و آنکہ بعضی صرفیان گفتہ اند کہ از مضاعف ہم مطلقاً بفتح عین آید صحیح نیست و استدلال کردہ اند بلفظ مَفَرٌّ کہ از یَفِر بکسر عین ست و در قرآن مجید واقع اَیْنَ الْمَفَرّ و صحیح اینست کہ از مضاعف مکسور العین بکسر عین آید چنانچہ ۲

مَحِلٌّ از حَلَّ یَحِلُّ و لفظ مَحِلٌّ ہم در قرآن مجید واقع حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّهٗ و لفظ مَفَرّ را جواب دادہ اند کہ ظرف نیست بلکہ مصدر میمی ست صیغۂ ظرف کہ بر معنی

قولہ و آنکہ بعض صرفیاں:۔ یعنی بعض صرفیوں نے جو یہ کہا ہے کہ مضاعف سے بھی اسم ظرف ہر حال میں مفتوح العین آتا ہے۔ اور لفظ مَفَرٌّ سے استدلال کیا ہے کہ یہ یَفِرُّ بکسر العین سے اسم ظرف ہے اور قرآن مجید میں آیا ہے "اَیْنَ الْمَفَرّ"۔ یہ اطلاق کا قول صحیح نہیں بلکہ مضاعف مکسور العین سے اسم ظرف مکسور العین آتا ہے۔ چنانچہ مَحِلٌّ حَلَّ یَحِلُّ سے ہے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں آیا ہے "حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّهٗ" اور لفظ مَفَرٌّ کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔ ۳

فائدہ:۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض متاخرین کی تصانیف میں دیکھا ہے کہ لفیف مفروق کا اسم ظرف بھی ناقص کی شکل آئے گا جیسے مَوْقًی۔

قولہ مصدر میمی:۔ مصدر کی دو قسمیں ہیں۔ اول میمی دوم غیر میمی۔ مصدر میمی وہ ہوتا ہے جس کے ابتدا میں میم ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے عموماً مَفْعَلٌ (بفتح عین) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَخْرَج بمعنی خُرُوْج۔ مَدْخَل بمعنی دُخُول مَقَالٌ بمعنی قَوْلٌ۔ صرف سات مصدر مَفْعِلٌ (بکسر عین) کے وزن پر آتے ہیں جیسے اَلْمَرْجِعُ (لوٹنا) اَلْمَوْفِقُ (نرمی کرنا) اَلْمَجِیْءُ (آنا) اَلْمَقِیْلُ (قیلولہ کرنا) اَلْمَشِیْبُ (بوڑھا ہونا) اَلْمَسِیْرُ (سیر کرنا) اَلْمَصِیْرُ (لوٹ کر آنا) اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مُخْرَجٌ۔ مُدَحْرَجٌ۔

قولہ صیغۂ ظرف:۔ صیغۂ ظرف جو کام کرنے کے وقت پر دلالت کرے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں اور جو کام کرنے کی جگہ پر دلالت کرے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔ ۷

سوال:۔ ظرف زمان و مکان کے لئے صیغہ مشترک کیوں ہے؟

جواب ۱:۔ ماقبل میں مذکور ہو چکا ہے کہ اسم ظرف مضارع کے تابع ہوتا ہے اور چونکہ مضارع حال و استقبال

وقت دلالت کند آن را ظرف زمان گویند و آنکہ بمعنی جائے دلالت کند آن را ظرف مکان گویند بحث اسم ظرف مَضْرِبٌ مَضْرِبَانِ مَضْرِبَيْنِ مَضَارِبُ گاہی ظرف بر وزن مُفْعُلَةٌ ہم آید چوں مُكْحُلَةٌ وبعضے اوزان ظرف از غیر مکسور العین ہم مکسور آید چون مَسْجِدٌ مَنْسِكٌ مَطْلِعٌ مَشْرِقٌ مَغْرِبٌ مَجْزِرٌ مگر دریں اوزان موافق قیاس بر وزن مَفْعَلٌ ہم می آید فائدہ برائے جائیکہ چیزی درانجا بکثرت باشد وزن مَفْعَلَةٌ آید چوں مَقْبَرَةٌ ومَأْسَدَةٌ ووزن

میں مشترک ہوتا ہے اسس لئے اس کی مطابقت سے صیغۂ ظرف کو زمان ومکان میں مشترک رکھا ہے۔

جواب:۔ زمان ومکان میں تلازم ہے۔ بندہ کے ہر فعل میں یہ دونوں ہوتے ہیں اگرچہ نمایاں کوئی ایک ہوتا ہے اس لئے دونوں کے لئے ایک صیغہ رکھا۔

سوال:۔ اسم ظرف کے تین صیغے کیوں ہیں؟

جواب:۔ ظرف مذکر ومؤنث اور متکلم، مخاطب وغائب نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے صرف تین صیغے آتے ہیں۔

قولہ مُكْحُلَةٌ:۔ اس لفظ میں اختلاف ہے بعض نے اس کو اسم آلہ قرار دیا ہے اور اس کا بضم المیم والعین مستعمل ہونا شاذ قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو ظرف بنایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخصوص برتن کا نام ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسی کو اختیار کیا ہے اسس لئے فرمایا کہ ظرف کبھی مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُكْحُلَةٌ (دُرِّ مردانی)

قولہ وبعضے اوزان:۔ ظرف کے کچھ وزن غیر مکسور سے مکسور آتے ہیں مثلاً مَسْجِدٌ مَنْسِكٌ وغیرہ۔ سیبویہ کہتا ہے کہ یہ تمام اسم جامد ہیں کوئی بھی مضارع سے برائے ظرف نہیں بنا۔ کیونکہ مضارع سے جب اسم ظرف بنایا جائے تو اس سے کوئی خاص جگہ مراد نہیں ہوتی۔ جیسا کہ مَقْتَلٌ (اسم ظرف) سے مراد ہر موضع قتل ہے کوئی خاص موضع قتل مراد نہیں لیکن مسجد وغیرہ ایسے نہیں بلکہ ان سے مکان مخصوص مراد ہوتا ہے۔ ہاں اگر مسجد سے مطلق موضع سجدہ مراد ہو تو اس کو ظرف بنایا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی منسک مکان مخصوص یعنی ارکان حج ادا کرنے اور قربانی کرنے کی جگہ کا نام ہے اور مطلع جائے طلوع و مَشْرِقٌ ومَغْرِبٌ جائے طلوع وغروب اور مَجْزِرٌ اونٹ ذبح کرنے کے مکان کا نام ہے۔

قولہ برائے جائیکہ:۔ جس جگہ کوئی چیز بکثرت پائی جاتی ہو اس جگہ کے لئے مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ ومَأْسَدَةٌ بہت سی قبروں کی جگہ اور بہت سے شیروں کی جگہ۔ اور ان میں تا کی زیادتی مقصور علی السماع ہے اور فَعَّالَةٌ کا وزن اس چیز کے لئے آتا ہے جو بوقت کام کرتی ہے جیسے غَسَّالَةٌ اس پانی کو کہتے ہیں جو بوقت غسل گرتا

فُعَالَۃٌ برای چیزیکہ بوقت فعل بیفتد چوں غُسَالَۃٌ آبیکہ وقت غسل بیفتد و کُنَاسَۃٌ چیزیکہ وقت جاروب کشیدن از جاروب بیفتد فائدہ نزد کوفیان مصدر ہم از مشتقات فعل ست الیشان اسمای مشتقہ بصفت میگویند وتحقیق حق دریں باب در فصل افادات خواہد آمد اوزان مصدر ثلاثی مجرد قاعدہ منضبطہ ندارد واز غیر آن وزنی مقرر ست چنانچہ خواہد آمد جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ اکثر اوزان مصادر ثلاثی مجرد را بوضعی فرمودہ اند کہ برضبط حرکات وامثلہ مشتملست برای افادہ می نویسیم وآن اینست نظم

از ثلاثی مجرد چہل و چار	وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
فَعْلٌ و فَعْلَی فَعْلَۃٌ فَعْلَانٌ بفتح	قَتْلٌ و دَعْوَی رَحْمَۃٌ لَیَّانٌ بفتح
ہم نخوان در چار میں فتح دوم	عین ثالث دان بفتح و کسر ہم

ہے اور کُنَاسَۃٌ اس کوڑے کو کہتے ہیں جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرتا ہے۔

فائدہ :- چونکہ مقبرۃ وغیرہ میں معنی ظرفیت پایا جاتا ہے اور ظرف کے وزن یعنی مَفْعَلٌ یا مَفْعِلٌ پر نہیں اس لئے ان کو فائدہ کے ضمن میں ذکر فرمایا۔

قولہ از ثلاثی مجرد :- اس نظم میں غالب الاستعمال مصادر کو بیان کیا گیا ہے اور چوالیس میں حصر بھی اسی کے پیش نظر ہے یعنی کثیر الاستعمال مصادر چوالیس ہیں نہ کہ کل مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے قول (اکثر اوزان ثلاثی مجرد) سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے۔

قَتْلٌ بروزن فَعْلٌ بمعنی قتل کرنا از باب نصر —— دَعْوَی۔ بلانا از باب نصر —— رَحْمَۃٌ بمعنی مہربانی کرنا از باب سمع —— لَیَّانٌ بمعنی قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا از باب ضرب اصل میں لَوْیَانٌ تھا واو یا ہو کر مدغم ہو کر لَیَّانٌ ہوا۔ ابوحیان نے ارتشاف میں کہا ہے کہ اس مصدر میں کسرۂ فا بھی منقول ہے یعنی لِیَّانٌ۔ اور مبرد کہتا ہے کہ یہ اصل میں بکسر لام ہی تھا پھر کسرہ ثقل کی وجہ سے فتح ہو گیا۔ اور واو یا کی مقارنت کی وجہ سے یا ہو گیا۔

قولہ ہم نخوان الخ :- یعنی چوتھے وزن (فَعْلَانٌ) کو دوسرے حرف کے فتح کے ساتھ (فَعَلَانٌ) بھی پڑھ سکتا ہے۔ تیسرے یعنی فَعْلَۃٌ کے عین کا فتحہ فَعَلَۃٌ اور کسرہ فَعِلَۃٌ بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے غَلَبَۃٌ بمعنی غلبہ کرنا اور سَرِقَۃٌ بمعنی چوری کرنا۔

فِعْل و فِعْلیٰ فِعْلَۃ فِعْلَان بکسر	فِسْقٌ و ذِکْریٰ نِشْدَۃ حِرْمَان بکسر
فُعْل و فُعْلیٰ و فُعْلَۃ فُعْلَان بضم	شُغْل بُشْریٰ کُدْرَۃ غُفْرَان بضم
مَفْعَلَۃ مَفْعَل فَعَل فَعْلُوْلَۃ ست	مَنْقَبَۃ مَدْخَل طَلَب قَیْلُوْلَۃ ست
فَیْعَلُوْلَۃ ہم فَعَالَۃ ہم فَعَال	نحو کَیْنُوْنَۃ شَہَادَۃ ہم کَمَال
ہم فَعَالِیَۃ ازین اوزان بدان	پس کَرَاہِیَۃ شدہ موزون آن
عین واول درہمہ مفتوح خوان	عین رابع گشت مستثنیٰ ازان

فِسْقٌ بمعنی نافرمانی کرنا از باب نصر ـــ ذِکْریٰ بمعنی یاد کرنا از باب نصر ـــ نِشْدَۃ بمعنی گمشدہ کو تلاش کرنا از باب نصر حِرْمَانٌ بمعنی محروم ہونا از باب ضرب ـــ شُغْلٌ بمعنی باز رکھنا از باب فتح ـــ بُشْریٰ بمعنی خوشخبری دینا از باب نصر ـــ کُدْرَۃٌ بمعنی میلا ہونا از باب سمع ـــ غُفْرَانٌ بمعنی بخشنا از باب ضرب ـــ مَنْقَبَۃٌ بمعنی تعریف کرنا ـ مَدْخَلٌ بمعنی اندر آنا از باب نصر ـــ طَلَبٌ بمعنی طلب کرنا از باب نصر ـــ قَیْلُوْلَۃٌ بمعنی دوپہر کو سونا از باب ضرب ـ کَیْنُوْنَۃٌ بمعنی ہونا از باب نصر اصل میں کَیْوَنُوْنَۃٌ تھا۔ واؤ کو یا کرکے یا میں ادغام کیا کَیَّنُوْنَۃٌ ہوا۔ پھر ایک یا تخفیفاً حذف کردی کینونۃ ہوا۔ شَہَادَۃٌ بمعنی گواہی دینا از باب سمع ـ کَمَالٌ بمعنی کامل ہونا از باب سمع ـ نصر ـ کرم ـ

قولہ عین و اول :ـ علم الصیغہ مطبوعہ شرکت علمیہ میں لفظ عین اور اول کے درمیان واؤ ہے اور یہی صحیح ہے۔ مذکورہ بالا تمام مصادر کو اول وعین کے فتحہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے مگر چوتھے وزن (فَعْلُوْلَۃٌ) کی عین ساکن ہے۔

مَحْمِدَۃٌ بمعنی تعریف کرنا از باب سمع ـــ مَرْجِعٌ بمعنی واپس ہونا از باب ضرب ـــ خَنِقٌ بمعنی گلا گھونٹنا از باب نصر جَبْرُوْتَۃٌ بمعنی تکبر کرنا از باب نصر ـــ قَطِیْعَۃٌ بمعنی قطع رحمی کرنا از باب فتح ـــ وَمِیْضٌ بمعنی بجلی کا چمکنا از باب ضرب ـــ کَاذِبَۃٌ بمعنی جھوٹ بولنا از باب ضرب ـ

قولہ ایں ہمہ :ـ یعنی مذکورہ بالا مصادر اول کے فتحہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ ہیں مگر چوتھے مصدر (جَبُّوْدَۃٌ) کی عین ساکن ہے ـــ مَمْلَکَۃٌ بمعنی مالک ہونا از باب ضرب ـــ مَکْذُوْبٌ و مَکْذُوْبَۃٌ بمعنی جھوٹ بولنا از باب ضرب قَبُوْلٌ بمعنی قبول کرنا از باب سمع ـــ مَھُوْبَۃٌ بمعنی سرخ وسفید ہونا ـــ دَخُوْلٌ بمعنی اندر آنا از باب نصر

قولہ ایں ہمہ ـ یعنی یہ تمام مصادر اول کے فتحہ اور عین کے ضمہ کے ساتھ ہیں۔ مگر پانچواں مصدر (مُھُوْبَۃٌ) اور چھٹا (دُخُوْلٌ) اول وعین کے ضمہ کے ساتھ ہیں ـ

مَفعِلَة مَفعِل فَعِل فَعلُوَة ست ... مَحمِدَة مَرجِع خَنِق جَبرُوَة ست

هم فَعِیلَة هم فَعِیل و فاعِلَة ... چوں قَطِیعَة هم و مَرِیض و کاذِبَة

ایں ہمہ با فتح اول کسر عین ... عین رابع ساکن ست ای نور عین

مَفعُلَةٌ مَفعُولٌ هم مَفعُولَة ست ... مَملُکَةٌ مَکذُوبٌ هم مَکذُوبَة ست

هم فَعُول هم فَعُولَة هم فُعُول ... چوں قَبُول هم مَعُونَة هم دُخُول

ایں ہمہ با فتح اول ضم عین ... خامس و سادس بداں با ضمتین

هم فِعَل دیگر فِعَالَة هم فِعَال ... چوں صِغَر دیگر دِرَایَة هم فِصَال

هم فُعَل دیگر فُعَالَة هم فُعَال ... چوں هُدیً دیگر بُغَایَة هم سُؤَال

اندریں ہا فتح عین و کسر فا ... در سہ وزن و ضمہ فا در سہ جا

بعد ازاں فَعلَاءُ و فَعُّولَة بفتح ... وزن آں رَغبَاءُ و جَبُّورَةٌ بفتح

در دوم تشدید و ضمہ مر عین را ... وزنہا شد ختم از فضل خدا

فَعلَةٌ در ثلاثی مجرد برای مرة آید چوں ضَربَة یکبار زدن و فِعلَة برای نوع چوں صِبغَة یک نوع رنگ کردن و فُعلَةٌ برای مقدار چوں اُکلَةٌ و لُقمَةٌ فائدہ برای مبالغہ صیغہ فَعَّالٌ آید

قولہ چوں صغر:۔ صِغَر بمعنی ذلیل ہونا، چھوٹا ہونا۔ ازکرم۔ دِرَایَةٌ بمعنی پالینا ازضرب۔ فِصَالٌ۔ بچے کا دودھ چھڑانا۔ ازضرب۔ هُدیً بمعنی راہ دکھانا ازضرب۔ بُغَایَةٌ بمعنی طلب کرنا ازضرب۔ سُؤَالٌ۔ پوچھنا، چاہنا ازفتح۔ اصمعی کہتے ہیں کہ سوال بفتح اول بمعنی خواستن سے اور بضم اول بمعنی پرسیدن ہے۔

قولہ اندریں ہا:۔ ان اوزان میں سے تین اول فاء کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ ہیں اور تین بعد کے فاء کے ضمہ کے ساتھ۔

قولہ رغباء:۔ رَغبَاءُ بمعنی خواہش کرنا ازسمع۔ جَبُّورَةٌ بمعنی تکبر کرنا ازنصر۔

قولہ فَعلَةٌ:۔ فَعلَةٌ کا وزن ثلاثی مجرد میں ایک بار کام کرنے کے واسطے آتا ہے جیسے ضَربَةٌ بمعنی ایک مرتبہ مارنا

چوں ضَرَّابٌ و فُعَّالٌ چوں طُوَّالٌ و فَعِلٌ چوں حَذِرٌ و فَعِيلٌ چوں عَلِيمٌ و فرق در معنی صیغہ مبالغہ و اسم تفضیل اینست کہ در صیغہ مبالغہ منظور زیادت میباشد در معنی فاعلیت فی حد ذاتہ نہ نظر بدیگرے و در اسم تفضیل زیادت منظور میباشد نظر بدیگری اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ خواہند گفت زنندہ ترست از زید یا زنندہ ترست از قوم و اگر صرف لفظ اَضْرَبُ یا اَكْبَرُ آید معنی نسبت مقدر

اور قَوْمَةٌ ایکبار کھڑا ہونا اور فِعْلَةٌ کا وزن نوع کے لئے۔ جیسے صِبْغَةٌ ایک قسم کا رنگ کرنا اور فُعْلَةٌ کا وزن مقدار کے واسطے آتا ہے جیسے اُكْلَةٌ یہ کھانے کی ایک مقدار بتا رہا ہے۔

فائدہ :- ثلاثی مجرد میں مرۃ یا نوع کیلئے مذکورہ وزن اس وقت آتے ہیں جب مصدر مجرد عن التاء ہو۔ کیونکہ مصدر مطلق بمنزلہ اسم جنس کے ہوتا ہے پس جسطرح کہ جنس اور وحدۃ میں تاء کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے مصدر مطلق اور مرۃ میں بھی تاء کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے اور اگر مصدر میں تاء ہو تو پھی مصدر مرۃ اور نوع کیلئے آئیگا اور فرق قرائن سے کیا جائیگا جیسے نِشْدَةٌ اور رَحْمَةٌ یہ ابن حاجب کا مذہب ہے۔ سیبویہ کے نزدیک ثلاثی مجرد میں مرۃ کیلئے فَعْلَةٌ بفتح فاء آئیگا خواہ مصدر بالتاء ہو یا تاء سے مجرد ہو کیونکہ سیبویہ کے نزدیک ثلاثی مجرد کے مصادر کا اصل فَعْلٌ ہے لہذا مرۃ کے معنی ادا کرنے کیلئے بھی وزن آئیگا خلاصہ یہ کہ ابن حاجب کے نزدیک مرۃ کیلئے نِشْدَةٌ بکسر اول ہی آئیگا اور سیبویہ کے نزدیک مرۃ کیلئے بفتح اول آئیگا۔

قولہ برائے مبالغہ :- مصنف علیہ الرحمۃ نے مبالغہ کے صرف چار وزن ذکر کئے ہیں کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہیں ورنہ مبالغہ کے دیگر اوزان بھی ہیں۔ ضَرَّابٌ۔ بہت مارنیوالا۔ طُوَّالٌ۔ بہت طویل۔ حَذِرٌ۔ خوب بچنا۔ بہت بچنے والا۔ عَلِيمٌ۔ بہت جاننے والا۔

قولہ و فرق در معنی :- یہ اس اعتراض مقدر کا جواب ہے کہ جب زیادتی معنی فاعلیت پر اسم تفضیل دلالت کرتا ہے تو صیغہ مبالغہ کی ضرورت نہ رہی۔ جواب یہ ہے کہ معنی فاعلیت میں زیادتی کی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ فی حد ذاتہ ہو۔ اس پر مبالغہ دلالت کرتا ہے یعنی صیغہ مبالغہ میں معنیٰ فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے نہ بنسبت دوسرے کے۔ دوسری قسم یہ کہ معنی فاعلیت میں زیادتی دوسرے کی نسبت ہو اس پر اسم تفضیل دلالت کرتا ہے جیسے اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ (زید سے زیادہ مارنے والا) یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ (قوم سے زیادہ مارنے والا) اول مثال اسم تفضیل مستعمل بمن کی ہے اور دوسری مستعمل باضافت کی ان دونوں مثالوں میں اسم تفضیل اپنے موصوف کے لئے معنی کی زیادتی ثابت کر رہا ہے زید اور قوم (مفضل علیہ) کی نسبت۔ اول مثال میں اسم تفضیل مستعمل بمن تفضیل لبعض کے لئے ہے اور دوم میں تفضیل کل کے لئے۔

قولہ و اگر صرف :- مصنف علیہ الرحمۃ نے صیغہ مبالغہ و اسم تفضیل کے معنی میں جو فرق بیان کیا ہے اس پر یہ شبہ وارد ہو سکتا تھا کہ کبھی اسم تفضیل بھی دوسری چیز کی طرف نسبت کے بغیر آتا ہے جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لہذا مذکورہ بالا فرق

میباشد مثلاً در اَللّٰهُ اَکْبَرُ مراد اینست کہ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ بزرگتر ست از ہر شئی و معنی ضَرَّابٌ زیادہ زنندہ است و بس نسبت بجئی ملحوظ نیست ۔ فائدہ صیغہ فاعل در اعداد برای مرتبہ می آید خَامِسٌ بمعنی پنجم و عَاشِرٌ بمعنی دہم یعنی انچہ در شمار باین مرتبہ باشد مگر در مرکبات جزء اوّل را بوزن فاعل سازند و ثانی را بحال خود گذارند چون حَادِیْ عَشَرَ ثَانِیْ عَشَرَ حَادِیْ وَعِشْرُوْنَ رَابِعٌ وثَلٰثُوْنَ و در عقود بعد عشرہ ہمون عدد اسم برای مرتبہ ہم باشد مثلاً عِشْرُوْنَ بست ہم باشد و بستم ہم و صیغہ فاعل برای نسبت ہم می آید این را فاعل ذیکذا گویند چون تَامِرٌ و لَابِنٌ بمعنی صاحب تمر و صاحب لبن و ہمچنین تَمَّارٌ و لَبَّانٌ باب دوم در بیان ابواب

صحیح نہ ہوا۔ مصنف نے جواب دیا کہ اگر صرف اَضْرَبُ یا اَکْبَرُ آتے تو معنی نسبت مقدر ہوتے ہیں مثلاً اللّٰہُ اَکْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ " اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ " ہر چیز سے بڑا ہے ۔

قولہ صیغہ فاعل :۔ اعداد میں فَاعِلٌ کا وزن مرتبہ کے لئے آتا ہے اور تذکیر و تانیث میں اس کا حکم اسم فاعل جیسا ہوتا ہے ۔ مثلاً خَامِس کا معنی پانچواں اور عَاشِر کا معنی دسواں یعنی جو گنتی میں اس مرتبہ پر ہو ۔ مرکبات میں صرف پہلی جز فاعل کے وزن پر آتی ہے جیسے حادی عشر، ثانی عشر۔ حادی اصل میں واحد تھا۔ قلب مکانی کر کے فا کو لام اور عین کو فا کیا حادِوٌ ہوا۔ واو طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے یا ہو گیا حادی ہوا ۔

قولہ و در عقود بعد عشرہ الخ ۔ اور دس کے بعد کی دہائیوں میں عدد اور مرتبہ کے لئے ایک ہی عدد آتا ہے مثلاً عشرون اس کے معنی بیس اور بیسواں دونوں ہوتے ہیں ۔

قولہ صیغہ فاعل :۔ یہاں مصنف فاعل کی ایک اور قسم بیان فرماتے ہیں یعنی کبھی فاعل کا وزن نسبت کے لئے آتا ہے یعنی بمعنی صاحب چیز اس کو فاعل ذیکذا (ذی صفت) کہتے ہیں جیسے لَابِنٌ بمعنی صاحب لبن اور تامر بمعنی صاحب تمر۔ اور صیغہ مبالغہ بھی برائے نسبت آتا ہے جیسے تَمَّارٌ بہت کھجور والا اور لَبَّانٌ بہت دودھ والا ۔

فائدہ :۔ فاعل جو مبالغہ کے لئے آتا ہے اس میں اور فاعل نسبتی میں چند وجوہ سے فرق کیا جا سکتا ہے ۔

(۱) فاعل نسبتی کا فعل اور مصدر نہیں ہوتا جیسے نَابِلٌ بمعنی تیر والا۔ اس کا مصدر ہے اور نہ فعل ۔

مشتمل بر چہار فصل فصل اوّل در ابواب ثلاثی مجرد چوں از بیان صیغ افعال مشتقات فارغ شدیم حالا بیان ابواب میکنیم از بیان سابق دانستی کہ ثلاثی مجرد را شش باب ست باب اوّل فَعَلَ يَفْعُلُ بفتح عين ماضی وضم عين غابر یعنی مضارع غابر بمعنی باقی ست بعد زماں ماضی حال استقبال کہ مضارع براں دلالت دارد باقی میماند لہذا مضارع را غابر گویند اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ یاری کردن تصریفہ نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا

---

(۲) فاعل نسبتی کی مونث تائے تانیث کے بغیر آتی ہے جیسے حائض بمعنی حیض والی عورت۔

سوال:۔ راضیۃ فی عیشۃٍ راضیۃٍ میں فاعل نسبتی ہے مگر تائے تانیث موجود ہے ؟

جواب:۔ یہ تا مبالغہ کی ہے تانیث کی نہیں۔

قولہ باب اول فعل یفعل:۔ پہلا باب ماضی میں عین کے فتحہ اور غابر میں عین کے ضمہ کے ساتھ۔ غابر کا معنی باقی ہے چونکہ زمانہ ماضی کے بعد حال و استقبال جو کہ مضارع کا مدلول ہے باقی رہ جاتا ہے اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس باب کو اس لئے مقدم کیا کہ اس کے مضارع کا عین کلمہ حرکت قوی یعنی ضمہ پر مشتمل ہے۔

قولہ تصریفہ:۔ مصنف کا قول تصریفہ، مبتدا اور مابعد تمام اس کی خبر ہے۔ فھو نَاصِرٌ میں فاء یا تو برائے تفریع ہے اور ھو ناصر، ماقبل پر متفرع ہے یا فائے فصیحیہ ہے جو کہ شرط محذوف کی جزا پر آتی ہے۔ اس صورت میں تقدیر عبارت ہوگی۔ نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا اِذَا كَانَ الامر كَذٰلِكَ فَهُوَ نَاصِرٌ۔ ھو ضمیر کا مرجع وہی ہے جو کہ نَصَرَ اور يَنْصُرُ کی ضمیر کا مرجع ہے۔

سوال:۔ صیغہ اسم فاعل و اسم مفعول کے اول ضمیر ھو کیوں لائے ؟

جواب:۔ اس لئے کہ اسم فاعل و اسم مفعول مستحق اعراب ہیں لہذا مصنف علیہ الرحمۃ نے ان سے پہلے ھو ضمیر کو ذکر کیا تاکہ وہ مبتدا بن جائے اور اسم فاعل و اسم مفعول اس کی خبر۔

سوال:۔ ضمیر غائب کیوں منتخب کی اور دیگر ضمائر کو نظر انداز کیا ؟

جواب:۔ اسم فاعل و اسم مفعول اسمائے ظواہر میں سے ہیں۔ وَالْاَسْمَاءُ الظَّوَاهِرُ كُلُّهَا غَائِبٌ (اسماء ظواہر غائب ہیں) اس لئے ضمیر غائب لائے۔

سوال:۔ مصدر جب اصل ہے اور فعل اس سے مشتق اور اس کی فرع تو مصدر کو ماخذ فعل ہونے کی وجہ سے مقدم کرنا چاہیے تھا صرف صغیر میں فعل سے مؤخر کیوں کیا گیا ؟

ونُصْرَةً فَهُوَ نَاصِرٌ و نُصِرَ يُنْصَرُ نَصْرًا و نُصْرَةً فَهُوَ مَنْصُوْرٌ
اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُنْصُرْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَنْصُرْ الظرف مِنْهُ مَنْصَرٌ وَالْاٰلَةُ
مِنْهُ مِنْصَرٌ و مِنْصَرَةٌ و مِنْصَارٌ و تثنيتهما مَنْصَرَانِ و مِنْصَرَانِ
والجمع منهما مَنَاصِرُ و مَنَاصِيْرُ افعل التفضيل منه اَنْصَرُ و المؤنث منه
نُصْرٰى و تثنيتهما اَنْصَرَانِ و نُصْرَيَانِ والجمع منهما اَنْصَرُوْنَ وَاَنَاصِرُ

جواب:- فعل عمل میں اصل ہونے کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے۔ یا بنا بر مذہب کوفیین کہ ان کے نزدیک فعل اصل ہے یا اس لئے کہ ماضی و مضارع ایک ساتھ اور ہر دو اسم یعنی مصدر و اسم فاعل ایک ساتھ مذکور ہوں۔ یہ مقصد اگرچہ اسم فاعل و مصدر کو فعل پر مقدم کرنے کی صورت میں بھی حاصل ہو سکتا تھا لیکن مؤخر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اسم فاعل مضارع سے مشتق ہے

فائدہ:- قول مصنف نَصَرَ يَنْصُرُ تا نُصْرَيَاتٌ۔ اس کو صرف صغیر کہتے ہیں جس کی تعریف میں متقدمین و متاخرین میں اختلاف ہے۔ متقدمین کے نزدیک ہر گردان سے ایک صیغہ لیکر ان کو ایک ساتھ ذکر کرنے کا نام صرف صغیر ہے متاخرین کے نزدیک بعض گردانوں کا ایک ایک صیغہ اور بعض کے تمام صیغے ایک ساتھ ذکر کرنے کا نام صرف صغیر ہے۔ متاخرین پر یہ اعتراض ہوگا کہ اس کا نام صرف صغیر و کبیر ہونا چاہیئے نہ کہ صغیر اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ گردان میں جو اصل ہے یعنی فعل اس کا ایک ایک صیغہ مذکور ہے اس لئے اس کو صرف صغیر کہتے ہیں۔

سوال:- اگر فعل کی وجہ سے اس کو صرف صغیر کہا جاتا ہے تو پھر اسم فاعل و اسم مفعول کے تمام صیغے ذکر کرنے چاہئیں؟

جواب:- چونکہ یہ دونوں عمل میں فعل کے مثل ہیں اس لئے ان پر فعل کا حکم جاری کیا گیا اور اختصاراً ایک ایک صیغہ لایا گیا۔

سوال:- عمل میں تو اسم تفضیل بھی فعل کی مثل ہے پھر اس کا صرف صغیر میں ایک صیغہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا؟

جواب:- اسم تفضیل عمل میں فعل کی مثل نہیں کیونکہ اس کا عمل وجوہ ثلثہ میں سے کسی ایک کے ساتھ مشروط ہوتا ہے نیز اس میں معنی کی زیادتی ہوتی ہے جس سے فعل خالی ہوتا ہے۔

قولہ و نُصِرَ يُنْصَرُ نَصْرًا و نُصْرَةً:- نصرا و نصرۃ مصدر مجہول ہیں۔ مصدر بھی فعل کی مثل معروف و مجہول ہوتا ہے اسی لئے مصنف نے فعل معلوم و مجہول کے ساتھ مصدر کا ذکر کیا ہے۔ مصدر معلوم کا معنی ہے مدد کرنا اور مجہول کا مدد کیا جانا۔

فائدہ۔ مصدر ساذج کی چند قسمیں ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ مصدر فاعل کی طرف منسوب ہوگا یا مفعول کی طرف۔ اگر فاعل کی طرف منسوب ہو اور یہ نسبت بالفعل ہو تو ایسا مصدر مبنی للفاعل کہلائے گا جیسے ستودن زید یعنی حامدیۃ زید اور اگر

نَصُرَ و نُصُرِيَاتٌ باب دوم فَعَلَ يَفْعِلُ بفتح عين ماضی و کسر عین غابر اَلضَّرْبُ زدن در فتن بر روی زمین و پدید کردن مثل ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا الخ باب سوم فَعِلَ يَفْعَلُ بکسر عین ماضی و فتح عین غابر اَلسَّمْعُ شنیدن سَمِعَ يَسْمَعُ سَمْعًا الخ باب چہارم فَعَلَ يَفْعَلُ بفتح العین فیہما اَلْفَتْحُ کشادن فَتَحَ يَفْتَحُ فَتْحًا الخ شرط ایں باب اینست کہ ہر کلمۂ صحیح کہ ازیں باب آید در عین فعل یا لام فعل او حرف حلق باشد شعر

فاعل کی طرف مصدر کی نسبت بالقوہ ہو تو وہ مصدر معلوم کہلائے گا جیسے ستودن۔ ایسے ہی مصدر کی نسبت مفعول کی طرف بالفعل ہو تو وہ مبنی للمفعول جیسے ستودہ شدن زید یعنی محمودیۃ زید۔ اور بالقوہ ہو تو مصدر مجہول کہلائے گا جیسے ستودہ شدن اور اگر مصدر میں نسبت تو ہو مگر اس نسبت کی تخصیص فاعل یا مفعول کے ساتھ نہ ہو تو اس کو قدر مشترک کہیں گے پس اگر یہ مصدر معلوم سے حاصل ہو تو اس کو حاصل بالمصدر المعلوم کہیں گے جیسے ستائش اور مصدر مجہول سے حاصل ہو تو اس کو حاصل بالمصدر المجہول کہیں گے جیسے ستودگی۔ مصدر مطلق اور قدر مشترک میں یہ فرق ہوتا ہے کہ اول میں نسبت ملحوظ نہیں ہوتی اور ثانی میں نسبت ملحوظ تو ہوتی ہے مگر اس کی تخصیص فاعل یا مفعول کے ساتھ نہیں ہوتی۔

قولہ باب سوم فَعِلَ يَفْعَلُ الخ: مناسب یہ تھا کہ تیسرا باب بھی ماضی مفتوح العین کا ہوتا یعنی سَمِعَ کی بجائے فَتَحَ۔ لیکن مصنف نے سَمِعَ کو مقدم کیا کیونکہ ثلاثی مجرد کے ابواب کی دو قسمیں ہیں۔ اصول اور فروع۔ جن ابواب میں ماضی و مضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی نہیں ان کو ابواب اصول کہتے ہیں۔ کیونکہ ماضی و مضارع کے معنی میں اختلاف ہے۔ اگر ماضی و مضارع کے لفظوں میں بھی اختلاف ہو تو یہ لفظ اور معنی کے اختلاف میں متفق ہو جائیں گے اور یہ موافقت اصل ہے اس لئے ان کو ابواب اصول کہتے ہیں اور اگر ماضی و مضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی ہو تو ماضی و مضارع معنی میں ایک دوسرے کے مخالف ہوئے۔ مگر لفظوں میں نہیں تو یہ لفظ و معنی کا اختلاف فرع ہے لہذا ان ابواب کو ابواب فروع کہتے ہیں چونکہ باب سَمِعَ يَسْمَعُ ابواب اصول سے ہے اس لئے اس کو فتح پر مقدم کیا۔

قولہ باب چہارم: ابواب فروع میں سے باب فتح کو مقدم کیا کیونکہ یہ اخف الحرکات پر مشتمل ہے۔

قولہ شرط ایں باب: صرفیوں نے باب فَتَحَ يَفْتَحُ کے لئے یہ شرط بیان کی کہ "جو کلمہ اس باب سے آئے اس کے عین یا لام میں کوئی حرف حلقی ہونا ضروری ہے" اس پر یہ اعتراض ہوا کہ اَبیٰ یَابیٰ باب فَتَحَ سے ہے اور اس میں حرف حلقی موجود نہیں جس سے معلوم ہوا کہ باب فتح کے لئے حرف حلقی کی شرط ضروری نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اَبیٰ

حرف حلقی شش بود ای نورعین ٭ ہمزہ ہا، و حا، و خا، و عین و غین.

باب پنجم فَعُلَ یَفْعُلُ بضم العین فیہما اَلْکَرَمُ وَالْکَرَامَۃُ گرامی شدن

کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا وَکَرَامَۃً فَھُوَ کَرِیْمٌ الامر منہ اُکْرُمْ الخ ایں باب لازم

ست ازان مجہول ومفعول نمی آید

فعل بر دو قسم ست لازم ومتعدی لازم فعلی را گویند کہ بر فاعل تمام شود و اثر آن بر دیگری

ظاہر نشود چوں کَرُمَ زَیْدٌ وَجَلَسَ زَیْدٌ ومتعدی آنکہ اثر آن از فاعل بدیگری رسد مثل

یابیٰ کا حرف حلقی کے بغیر باب فتح سے آنا شاذ ہے اس جواب پر یہ اعتراض کیا گیا کہ شاذ تو افصح کلام میں نہیں آسکتا اور یابیٰ تو قرآن مجید میں آیا ہے۔ "وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ" اس کا جواب دیا گیا کہ شاذ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) موافق قانون ومخالف استعمال، جیسے یَسْجُدُ مضارع مضموم العین) کا اسم ظرف مسجد (بفتح العین) یہ قانون کے موافق ہے کیونکہ مضارع مضموم العین کا ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے مگر استعمال بکسر عین ہوا ہے۔

(۲) مخالف قانون وموافق استعمال جیسے یَسْجُدُ (مضموم العین) کا اسم ظرف مسجد (بکسر العین) یہ دونوں قسمیں شاذ مقبول کہلاتی ہیں اور کلام افصح میں آتی ہیں اور اَبیٰ یابیٰ قسم ثانی سے ہے۔

۳۔ مخالف قانون واستعمال جیسے یَنْبُتُ سے مَنْبُتٌ (بضم العین) یہ قسم شاذ مردود ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں" اس باب میں شرط یہ ہے کہ ہر کلمہ صحیح جو اس باب سے آئے اسکے عین یا لام کی جگہ حرف حلقی ہوگا یعنی باب فتح سے فعل صحیح صرف وہ آئیگا جس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہو اور فعل ناقص یا مضاعف کے لئے یہ شرط نہیں لہذا ابیٰ یابیٰ اور عَضَّ یَعَضُّ شاذ نہیں کیونکہ صحیح نہیں۔

سوال:۔ مصنف نے ثلاثی مجرد کے ابواب سے صرف باب فتح کا خاصہ بیان کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ یہ خاصہ لفظیہ ہے جو اس باب کے ساتھ خاص ہے یعنی دیگر ابواب کا خاصہ لفظیہ کوئی نہیں اسلئے ان میں بیان نہیں کیا۔

فائدہ:۔ کتاب میں مذکور شعر کے اندر حروف حلقی کو ذکر کیا گیا ہے مگر یہ ذکر ترتیب مخارج کے لحاظ سے نہیں البتہ مندرجہ ذیل شعر میں حرف کا ذکر ترتیب مخارج کے موافق ہے ؎ حرف حلقی شش بود ای دلبرا ٭ ہمزہ، ہاؤ عین، حاؤ غین خا۔

قولہ فعل بر دو قسم:۔ باب کَرُمَ میں مصنف نے یہ بیان کیا کہ یہ باب لازم ہے اس لئے فعل کی لازم و متعدی کی طرف تقسیم اور ہر قسم کی تعریف کی ضرورت پڑی۔ لازم وہ فعل ہے جو فاعل پر تمام ہو جاتے اور اس کا اثر کسی دُوسرے پر ظاہر

ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرو اُوْ اَکْرَمَ بَکْرٌ خَالِدًا ابہمین جہت کہ اثر فعل لازم بر دیگری ظاہر نمیشود و مفعول ہمون می باشد کہ بران اثر ظاہر میشود از فعل لازم مفعول نمی آید و فعل مجہول منسوب بمفعول می باشد لہذا آن ہم از لازم نمی آید مگر ہرگاہ کہ فعل لازم را بحرف جر متعدی کنند مجہول و مفعول ازان می آید چون کُرِمَ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِہٖ باب ششم فَعِلَ یَفْعِلُ بکسر العین فیہما اَلْحَسَبُ وَالْحِسْبَانُ پنداشتن حَسِبَ یَحْسِبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَھُوَ حَاسِبٌ وحُسِبَ یُحْسَبُ حَسْبًا وحِسْبَانًا فَھُوَ مَحْسُوْبٌ الخ صحیح ازین باب بجز حَسِبَ یَحْسِبُ نیامدہ ودران ہم در مضارع فتح عین نیز آمدہ است دیگر چند کلمہ مثال ولفیف ازین باب آمدہ اند فصل

نہ ہو جیسے کَرُمَ زَیْدٌ وَجَلَسَ زَیْدٌ۔ اور متعدی وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل سے دوسرے پر پہنچے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وَاَکْرَمَ بَکْرٌ خَالِدًا۔

قولہ بہمین جہت: یہ فعل لازم سے مجہول و مفعول نہ آنے کی وجہ کا بیان ہے یعنی فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول وہی ہوتا ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لئے فعل لازم سے مفعول نہیں آتا اور چونکہ فعل مجہول مفعول کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے وہ بھی لازم سے نہیں آتا۔

قولہ ہرگاہ: یعنی جب فعل لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو اس سے مجہول و مفعول آتا ہے اور لزوم کا معنی مسلوب ہو جاتا ہے۔ جیسے کُرِمَ بِہٖ اور مَکْرُوْمٌ بِہٖ اور جب فعل لازم کو حرف جر کے ساتھ متعدی کیا جائے تو صیغہ مفرد مذکر رہتا ہے یعنی فعل مجہول میں یا اسم مفعول میں تثنیہ و جمع یا مؤنث کے صیغے نہیں آئیں گے بلکہ ان کا معنی ادا کرنے کے لئے صیغہ مذکر اور حرف جر کے بعد ضمیر تثنیہ یا جمع یا مؤنث کی آئے گی۔ مثلاً کُرِمَ بِہٖ، کُرِمَ بِھِمَا، کُرِمَ بِھِمْ کُرِمَ بِھَا، مَکْرُوْمٌ بِہٖ۔ مَکْرُوْمٌ بِھِمَا، مَکْرُوْمٌ بِھِمْ، مَکْرُوْمٌ بِھَا۔ صیغہ مفرد اس لئے رہتا ہے کہ جار مجرور لفظ کے اعتبار سے فاعل کے قائم مقام ہوتا ہے اور معنی کے اعتبار سے ضمیر مجرور قائم مقام ہوتی ہے اور قاعدہ ہے کہ فاعل اسم ظاہر کا فعل واحد ہوتا ہے اور اس لئے کہ جار مجرور ترکیب کے بعد مؤنث یا تثنیہ و جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مفردات کے خواص سے ہیں لہذا عامل کو مؤنث وغیرہ لانے کی ضرورت نہ رہی۔ اور مذکر اس لئے ہوتا ہے کہ تذکیر اصل ہے۔

دوم در ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق ثلاثی مزید فیہ دو قسم ست ملحق و غیر ملحق کہ مطلقش نامند ملحق آنرا گویند کہ بزیادت حرف بروزن رباعی گردد و جز معنی باب ملحق بہ معنی دیگر دراں نباشد چوں جَلْبَبَ و مطلق آنکہ چنیں نباشد یعنی بروزن رباعی نگردد و اگر گردد باب

فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے تعدیہ کے طریقوں سے صرف ایک (تعدیہ بحرف جر) کا ذکر کیا ہے کیونکہ قیاسی صرف یہی ایک ہے اور دیگر طرق سے حرف جر کے ساتھ متعدی کرنے کا طریقہ سہل بھی ہے۔

ابواب ثلاثی مجرد کے بیان میں تعدیہ بحرف جر کو ذکر کرنے اور دوسرے طریقوں کا ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تعدیہ بحرف جر سے فعل مجرد رہتا ہے مگر حرف جر کے علاوہ جس طریقہ سے بھی فعل لازم کو متعدی کیا جائے تو فعل ثلاثی مجرد نہیں رہتا۔ مثلاً کَرُمَ لازم کو ہمزۂ افعال سے متعدی کریں تو اَکْرَمَ ہو جائے جو کہ ثلاثی مزید ہے۔

قولہ باب ششم فَعِلَ یَفْعِلُ:۔ اس باب کو قلت مواد کے سبب ابواب فروع کے آخر میں ذکر کیا ہے اور قلت مواد کا ذکر خود مصنف کے کلام میں موجود ہے۔

قولہ ملحق و غیر ملحق:۔ ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں. ملحق اور غیر ملحق جس کو مطلق کہتے ہیں. ملحق وہ ہے جو حرف کے زائد ہونے کے بعد رباعی کے وزن پر ہوجائے اور باب ملحق بہ (جس کے ساتھ یہ مجرد ملحق ہو رہا ہے) کے معنی کے علاوہ اس میں کوئی دوسرے معنی (از قبیل خواص) نہ ہوں. جیسے جَلْبَبَ جو زیادتی حرف سے پہلے جَلَبَ تھا ایک باء کے زائد کرنے سے رباعی مجرد (دَحْرَجَ) کے ہم وزن ہوگیا چونکہ باب دَحْرَجَ کے خواص میں سے ایک خاصیت الباس ماخذ (ماخذ پہنانا) ہے تو جَلْبَبَ میں دَحْرَجَ کے ہم وزن ہونے کے علاوہ اس کے معنی و خاصیت بھی پائی گئی کہ اس کے معنی چادر پہنانے کے ہوگئے لہذا جَلْبَبَ ملحق برباعی ٹھہرا۔

قولہ و مطلق آنکہ:۔ ثلاثی مزید فیہ مطلق (غیر ملحق) وہ ہے جو اس طرح نہ ہو یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو جیسے اِجْتَنَبَ یا رباعی کے ہم وزن تو ہو مگر باب ملحق بہ کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو۔ جیسے اَکْرَمَ کہ اس میں رباعی کے معنی و خاصیت کے علاوہ بھی ہے جیسے باب اِفْعَال کی خاصیت تعدیہ۔

فائدہ:۔ الحاق کی بحث میں سات چیزوں کا جاننا ضروری ہے ۱۔ الحاق کے لغوی معنی ۲۔ اصطلاحی معنی ؛ ۳۔ ملحق و مزید فیہ میں فرق ۴۔ الحاق میں تقسیم ۵۔ الحاق کے دو قاعدے ۶۔ دلیلِ الحاق ۷۔ غرضِ الحاق۔

الحاق کے لغوی معنی ہیں ایک شے کو دوسری سے ملانا۔

الحاق کے اصطلاحی معنی ہیں، ثلاثی میں ایک یا زیادہ حرف بڑھا کر اس کو رباعی مجرد یا مزید کے ہم وزن کردینا۔

آن معنی دیگر ہم داشتہ باشد چوں اِجْتَنَبَ و اَکْرَمَ چونکہ ذکر ملحق بعد ذکر رباعی مے آید چہ فہم آن بر فہم رباعی موقوف ست لہٰذا اولاً ذکر مطلق کردہ میشود و آن بر دو قسم ست باہمزہ وصل و بے ہمزہ وصل اول را بصفت باب ست باب اوّل ۔

ملحق و مزید فیہ میں فرق یہ ہے کہ مزید فیہ میں حرف زائد مفید معنی ہوتا ہے جیسے ذَهَبَ میں ہمزہ بڑھا کر اَذْهَبَ بنایا گیا۔ اس میں ہمزہ مفید معنیٔ تعدیہ ہے لیکن ملحق میں جو حرف زائد ہوتا ہے وہ معنی کا افادہ نہیں کرتا بلکہ اسکے بڑھانے سے مقصود اس کلمہ مزید فیہ کو ملحق بہ کے ہم وزن کرنا ہوتا ہے جیسے جَلَبَ اور جَلْبَبَ معنی دونوں کے ایک ہیں مگر اول ثلاثی مجرد ہے اور دوم ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مجرد۔

الحاق میں تقسیم۔ ملحق دو قسم پر ہے۔ اوّل وہ کہ جس میں موزون و وزن ہر دو میں حرف کی زیادتی جنس کلمہ سے ہو جیسے شَمْلَلَ بروزن فَعْلَلَ۔ قسم دوم اس کے برعکس جیسے حَوْقَلَ بروزن فَوْعَلَ۔

الحاق میں قاعدہ اول یہ ہے کہ ملحقات میں قاعدہ ادغام پائے جانے کے باوجود ادغام نہیں کیا جاتا۔ تاکہ مقصود (رباعی کے ہم وزن بنانا) فوت نہ ہو جائے جیسے شَمْلَلَ میں۔ لیکن ملحقات کے آخر میں حرف علت ہو تو اعلال بالابدال جیسے قَلْسٰی اعلال بالحذف جیسے قَلْسَوْا اور اعلال بالاسکان جیسے یُقَلْسِیُ، ہر تین صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر حرف علت وسط میں ہو جیسے جَهْوَرَ تو تعلیل نہیں کرتے۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ملحق اصل میں ثلاثی مجرد ہوتا ہے اور حروف کی زیادتی سے ملحق برباعی بن جاتا ہے۔

مشتقات میں الحاق کی دلیل اتحاد مصدر ہے جیسے دَحْرَجَ (ملحق بہ) اور شَمْلَلَ (ملحق) دونوں کا مصدر بروزن فَعْلَلَةً ہے اور جوامد میں دلیل الحاق تکسیر و تصغیر کا اتحاد ہے جیسے قَرْدَدٌ ملحق بجَعْفَرٌ۔ اس کی تکسیر جَعَافِرُ کی مثل قَرَادِدُ ہے اور تصغیر جُعَیْفِرُ کی مثل قُرَیْدِدٌ۔

الحاق کی غرض امر لفظی ہے یعنی رعایت وزن و سجع۔

قولہ چونکہ ذکر ملحق: یعنی ملحق برباعی کا فہم رباعی کے فہم پر موقوف ہے چونکہ موقوف علیہ بالطبع مقدم ہوتا ہے جبکہ موقوف علیہ موقوف کے لیے علت تامہ نہ ہو۔ اس لئے ذکر میں بھی مقدم کیا گیا اور ملحق برباعی کا بیان رباعی کے بعد آئے گا۔ لہٰذا پہلے مطلق (غیر ملحق) کا بیان کیا جاتا ہے۔

اِفْتِعَال علامت ایں باب تای زائد است بعد فا کلمہ چوں اِلْاِجْتِنَابُ پرہیز کردن تصریفہ اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَاباً فَھُوَ مُجْتَنِبٌ اُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَاباً فَھُوَ مُجْتَنَبٌ الامر منہ اِجْتَنِبْ والنَّھی عَنْہُ لَاتَجْتَنِبْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُجْتَنَبٌ دریں باب وجملہ ابواب ثلاثی مزید فیہ و رباعی مجرد و مزید فیہ در فعل ماضی مجہول سوائے ماقبل آخر کہ مکسور می باشد ہر حرف متحرک مضموم میشود و ساکن بحال خود مے ماند پس در اُجْتُنِبَ ہمزہ و تا ہر دو مضموم ست و ہمچنیں در اُسْتُنْصِرَ و در نفی ماضی ایں باب و جملہ ابواب ہمزہ وصل چوں ہمزہ وصل بسبب درآمدن ما و لا بفید الف ما و لا ہم ساقط شود پس مَا اجْتَنَبَ لَا اجْتَنَبَ مَا انْفَطَرَ لَا انْفَطَرَ مَا اسْتَنْصَرَ۔

فائدہ:۔ ہمزہ زائدہ جو اول کلمہ میں آتا ہے ایک وصلی ہوتا ہے جو درج کلام میں واقع ہونے یا اپنے مابعد کے متحرک ہوجانے پر گر جاتا ہے کیونکہ یہ ہمزہ مفید معنی نہیں ہوتا بلکہ ابتدا بالساکن متعذر ہونے کی وجہ سے لایا جاتا ہے لہذا جب اس کا مابعد متحرک ہوجائے یا اپنے سے پہلے کلمہ کے ساتھ مل جائے تو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوسرا ہمزہ قطعی ہوتا ہے جو مفید معنی ہونے کی وجہ سے باقی رہتا ہے تاکہ اس کے حذف سے معنی میں خلل نہ واقع ہو۔ یہ کل آٹھ ہیں۔

ہمزہ قطعی آٹھ بھائی ہور تمامی وصلی ٭ استفہام ندا تکلم افعالی تے اصلی
فعل تعجب ہور جمع تفضیلی آکھے شاہ ولایت ٭ درج نہ تھاندے آکھ سنائے کیتی رب عنایت

قولہ علامت ایں باب:۔ اس باب کی علامت فاء کلمہ کے بعد تاء زائد ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے حرف تاء کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ ہمزہ بھی زائد ہے۔ یا تو اس لئے کہ سابق میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ باب افتعال اور اس کے بعد کے چند ابواب میں ہمزہ وصل زائد ہے اس لئے بار ثانی اس کو نہیں ذکر کیا۔ یا اس لئے کہ اس مقام پر مقصود علامات ابواب کا بیان کرنا ہے تاکہ ہر ایک باب دوسرے سے ممتاز ہوجائے اور علامت باب صرف تا ہے کیونکہ علامت باب کا تمام گردانوں میں پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن ہمزہ مضارع میں نہیں ہوتا لہذا یہ علامت باب نہیں۔

لَا اُسْتُنْصِرَ گویند اسم فاعل دریں باب وجملہ ابواب ثلاثی مزید و رباعی بر وزن مضارع معروف آید جز اینکہ میم مضموم بجائے علامت مضارع می آرند و ماقبل آخر را کسرہ میدہند اگر مکسور نباشد و اسم مفعول مثل اسم فاعل میباشد مگر ماقبل آخر دراں مفتوح میباشد و اسم ظرف بر وزن اسم مفعول آن باب آید و آلہ و اسم تفضیل

سوال: صاحب منشعب نے ثلاثی مزید مطلق با ہمزہ وصل کے نو باب ذکر کئے ہیں مگر مصنف نے صرف سات۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب: صاحب منشعب نے باب اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُلٌ کو شمار کیا ہے اور مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ سے بنے ہیں علیحدہ اور مستقل باب نہیں۔

قولہ دریں باب: باب افتعال اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ کے تمام ابواب میں فعل ماضی مجہول کا ہر حرف متحرک مضموم ہوتا ہے سوائے ماقبل آخر کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے اور ساکن اپنی حالت پر باقی رہتا ہے پس اُجْتُنِبَ میں ہمزہ اور تاء ہر دو مضموم ہیں اور اُسْتُنْصِرَ میں بھی۔

فائدہ: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے اور یہ نہیں کہا کہ عین کلمہ مکسور ہوتا ہے تاکہ رباعی نہ نکلے۔ اس لئے کہ رباعی میں عین کلمہ ماضی مجہول میں ساکن ہوتا ہے مکسور نہیں ہوتا جیسے دُحْرِجَ البتہ ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے جیسا کہ مثال سے ظاہر ہے۔

قولہ در نفی ماضی: باب افتعال اور دیگر ابواب ہمزہ وصل کی ماضی منفی میں جب ہمزہ وصلی درمیان میں آنے کی وجہ سے گر جاتا ہے تو ما اور لا کا الف بھی ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا مَا اجْتُنِبَ لَا جْتُنِبَ وغیرہ کہا جائیگا۔ یعنی ہمزہ وصلی کو درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے اور مَا و لَا کے الف کو التقاء ساکنین کی وجہ سے پڑھنے میں ساقط کر کے مثلاً جیم کو میم یا لام سے ملا کر پڑھتے ہیں۔

قولہ بروزن مضارع معروف: اسم فاعل باب انفعال کا اور دیگر ابواب ثلاثی مزید اور ابواب رباعی کا اس باب کے مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے یہاں پر وزن مضارع سے وزن عروضی مراد ہے۔

قولہ ماقبل آخر: اسم فاعل و اسم مفعول میں صرف ماقبل آخر کی حرکت سے فرق کیا جا سکتا ہے۔ اسم فاعل میں فعل مضارع معلوم کی مثل ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے اور اسم مفعول میں فعل مضارع مجہول کی مثل ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے۔

قولہ و اسم ظرف: غیر ثلاثی مجرد سے اسم ظرف اپنے باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے کیونکہ اسم مفعول ماقبل

ازیں ابواب نیاید اگر اداے معنی آلہ منظور باشد لفظ ما بہ بر لفظ مصدر بیفزایند مثلاً
مَابِهِ الْاِجْتِنَابُ گویند و اگر ادای معنی تفضیل منظور باشد لفظ اَشَدُّ بر مصدر
منصوب بیفزایند مثلاً اَشَدُّ اِجْتِنَاباً گویند و در لون و عیب کہ در ثلاثی مجرد ہم اسم
تفضیل ازاں نیاید ہم ادای معنی تفضیل ہمیں وضع کنند مثلاً اَشَدُّ حُمْرَةً
وَاَشَدُّ صَمَماً گویند قاعدہ اگر
فای افتعال دال یا ذال یا زا باشد تای افتعال بدال بدل شود و دران دال فا کلمہ وجوباً

آخر کے فتح کی وجہ سے اسم فاعل سے اخف ہے یا اس لئے کہ اسماء زمان و مکان من حیث المعنی مفعول فیہ ہیں لہذا ظرف کا مفعول کے ہم وزن ہونا انسب ہے۔

قولہ و آلہ و اسم تفضیل:۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ اور اسم تفضیل بتمامہ نہیں آتے اور اسم ظرف کا صیغہ تکسیر و تصغیر نہیں آتا تاکہ ثلاثی مجرد و غیر ثلاثی مجرد میں تعادُل اور برابری ہو جائے۔ یعنی ثلاثی مجرد کے الفاظ قلیل ہیں اور اس کے غیر کے کثیر لہذا قلیل الالفاظ میں کثرت صیغہ کا لحاظ کیا گیا اور کثیر الالفاظ میں قلت صیغہ کو ملحوظ رکھا گیا تاکہ برابری ہو جائے۔

سوال:۔ غیر ثلاثی مجرد اور ثلاثی مجرد کے مابین تعادل کے لئے بالخصوص آلہ و تفضیل کے تمام صیغے اور ظرف کے بعض صیغے کیوں ترک کئے گئے؟

جواب:۔ اس لئے کہ یہ سب مقصود اصلی سے زائد ہیں۔ اسم آلہ فاعل و مفعول میں واسطہ ہونے کی وجہ سے زائد علی المقصود ہے۔ اور اسم تفضیل کی دلالت ہی زیادتی پر ہوتی ہے۔ اور اسم ظرف کے صیغہ تکسیر و تصغیر میں قلت و کثرت کا بیان ہوتا ہے جو کہ مقصود اصلی نہیں۔

قولہ اگر اداے:۔ اگر غیر ثلاثی مجرد یا ثلاثی مجرد بمعنی لون و عیب سے اسم تفضیل کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو ثلاثی مجرد کا ایسا اسم تفضیل جو قوت و شدت کے معنی پر دلالت کرتا ہو اس کو ذکر کر کے اس کے بعد جس باب سے معنی تفضیل کا بیان مقصود ہو اس کا مصدر منصوب ذکر کرتے ہیں جیسے اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجاً وَاَقْوىٰ حُمْرَةً اور یہ مصدر منصوب حقیقت میں تمیز ہوتا ہے۔

قولہ اگر فای افتعال:۔ اگر باب افتعال کے فا کلمہ میں دال یا ذال یا زا واقع ہو تو تائے افتعال کو دال کر کے اس میں فا کلمہ کو وجوبا ادغام کر دیا جاتا ہے کیونکہ حروف ثلثہ جہریہ ہیں اور تا مہموسہ ان دو صفتوں والے حروف کا منافات کی وجہ سے کلمہ واحدہ میں اجتماع مکروہ ہے اس لئے تائے مہموسہ کو قرب مخرج کی وجہ سے دال کر دیا جاتا ہے اور فا کلمہ دال

مدغم شود چون اِدَّعیٰ و ذال سہ حالت دارد گاہی بدال بدل شدہ در دال مدغم شود چوں اِدَّکَرَ

گاہی دال را ذال کردہ فاکلمہ را دران ادغام کنند چون اِذَّکَرَ وگاہی بی ادغام دارند چوں

اِذْدَکَرَ و زا دو حالت دارد گاہی بی ادغام دارند چوں اِزْدَجَرَ و گاہی دال را زا کردہ زای فاکلمہ

را دران ادغام کنند چوں اِزَّجَرَ قاعدہ اگر فای افتعال صاد و ضاد و طا و ظا باشد تای

افتعال بطا بدل شود پس ظا مدغم شود وجوباً چوں اِطَّلَبَ و ظا گاہی طا شدہ مدغم شود

چوں اِطَّلَمَ و گاہی بے ادغام ماند چوں اِظْطَلَمَ و گاہے طا را ظا کردہ ادغام کنند چوں

اِظَّلَمَ وصاد و ضاد بے ادغام مے ماند چوں اِصْطَبَرَ و اِضْطَرَبَ و

گاہے طا را صاد یا ضاد کردہ ادغام مے کنند چوں اِصَّبَرَ۔

ہو تو ادغام وجوباً کیا جاتا ہے جیسے اِدَّعیٰ۔ اصل میں اِدْتَعیٰ تھا۔

قولہ و ذال سہ حالت دارد :۔ باب افتعال کے فاکلمہ میں ذال ہو تو تائے افتعال کے دال ہو جانے کے بعد کبھی ذال کو دال کر دیتے ہیں اور ادغام کرتے ہیں جیسے اِدَّکَرَ میں جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ کبھی دال کو ذال کر کے فا کلمہ کو اس میں ادغام کرتے ہیں جیسے اِذَّکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا اور کبھی تائے افتعال دال کر کے بغیر ادغام کے رہنے دیتے ہیں جیسے اِذْدَکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ زآ، کے دو حال ہیں۔ ایک تائے افتعال کو دال کر کے بغیر ادغام کے پڑھنا جیسے اِزْدَجَرَ جو اصل میں اِزْتَجَرَ تھا۔ دوم یہ کہ دال کو زا کر کے ادغام کرنا جیسے اِزَّجَرَ جو اصل میں اِزْتَجَرَ تھا۔

قولہ اگر فای افتعال صاد ضاد :۔ اگر باب افتعال کے فاکلمہ میں ان حروف سے کوئی ایک واقع ہو تو تائے افتعال کو طا سے تبدیل کرتے ہیں کیونکہ ان حروف کے بعد تا متعسر النطق ہوتی ہے لہٰذا قرب مخرج کی وجہ سے طا کر دی جاتی ہے۔ اگر فاکلمہ طا ہو تو ادغام کرتے ہیں وجوباً اگر ظا ہو ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔ اِظَّلَمَ میں طا کو ظا کر کے اور اِطَّلَمَ میں ظا کو طا کر کے ادغام کیا گیا ہے۔ اگر فا کلمہ میں صاد ہو یا ضاد ہو تو ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں مگر ادغام صرف طا کو صاد یا ضاد کر کے جیسے اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ اور ترک ادغام جیسے اِصْطَبَرَ و اِضْطَرَبَ۔

سوال :۔ اِصْطَبَرَ اور اِضْطَرَبَ میں صاد و ضاد کو طا کر کے ادغام کیوں نہیں کیا جاتا ؟

جواب :۔ یہ حروف صفیریہ ہیں جو صرف اپنی مثل میں ادغام ہو سکتے ہیں۔ مثلاً صاد، صاد میں اور ضاد، ضاد میں۔

واِضَّرَبَ قاعدہ اگر فاء افتعال ثا باشد رواست کہ تا ثا شود پس ادغام یابد چوں
اِثَّارَ قاعدہ عین افتعال اگر تا و ثا و جیم و را و دال و ذال و سین و شین و صاد و ضاد و طا و
ظا باشد چنانچہ در اختصم و اہتدی تاء افتعال را ہم جنس عین کردہ حرکتش بما قبل دادہ
ادغام کنند و ہمزۂ وصل بیفتد پس خَصَّمَ و ھَدّٰی شود و مضارع یَخَصِّمُ و یَھَدِّی و
کسرۂ فا ہم جائز ست چوں خِصَّمَ یَخِصِّمُ وَھِدّٰی یَھِدِّیْ یَخِصِّمُوْنَ و یَھِدِّی کہ
در قرآن مجید آمدہ ازہمیں باب است و در اسم فاعل ضم فا ہم آمدہ مُخَصِّمٌ مُخِصِّمٌ مُخُصِّمٌ ہر
سہ جائز ست **باب دوم** استفعال علامت آن زیادت سین و تا ست قبل فا چوں

قولہ اگر فائی افتعال ثا باشد :- اگر باب افتعال کے فا کلمہ میں ثا ہو تو تائے افتعال کو ثا کر کے ادغام کرتے ہیں ۔ جیسے اِثَّارَ جو اصل میں اِثْتَارَ تھا۔ یہ ادغام عند المصنف جائز ہے ۔ اسی کو جاربردی اور محمد طاہر نے اختیار کیا ہے۔ اَلْاِدْغَامُ اَحْسَنُ مِنَ الْاِظْهَارِ (جاربردی) ھٰذَا الْاِدْغَامُ اَحْسَنُ لَا وَاجِبٌ فَیَجُوْزُ الْاِظْهَارُ (کفایہ) لیکن ابن حاجب اور زمخشری کے نزدیک یہ ادغام واجب ہے۔ عِنْدَهُمَا تُدْغَمُ التَّاءُ فِیْهَا وُجُوْبًا عَلٰی وَجْهَیْنِ اِثَّارَ وَاِتَّارَ مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے تاء کو ثا کر کے ادغام کرنے کا ذکر کیا ہے کیونکہ یہ اولیٰ و افصح ہے ۔

قولہ چنانچہ در اِخْتَصَمَ :- اِخْتَصَمَ وغیرہ میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ ادغام جائز نہیں کیونکہ اس سے باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئے گا۔ وَالْاِلْتِبَاسُ اَشَدُّ فَسَادًا فَلَا یُصَارُ اِلَیْهِ ۔ قول دوم یہ ہے کہ ادغام جائز ہے کیونکہ ادغام کے بعد اس باب میں اور باب تفعیل کی ماضی میں فرق اعتباری موجود ہے ۔

قولہ و ہمزۂ وصل بیفتد :- یہ اس صورت میں ہے کہ تائے افتعال کی حرکت ماقبل کو دیکر تاء کو عین کے ہم جنس کر کے ادغام کیا جائے ۔

قولہ و کسرۂ فا ہم جائز ست :- یہ اس صورت میں کہ تاء کو ہم جنس عین کرنے کے بعد اس کی حرکت سلب کر کے ادغام کیا جائے اور بعد الادغام بقاعدہ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ ، فا کلمہ کو کسرہ دیا جائے ۔ پس خِصَّمَ اور ھِدّٰی ہو جائیگا ۔

قولہ و در اسم فاعل :- اسم فاعل میں فا کے فتح و کسرہ کے علاوہ ضمہ بھی باتباع میم آیا ہے جو کہ نادر ہے ۔

باب دوم استفعال :- اس باب کو انفعال پر مقدم کیا غالباً اسلئے کہ ابواب متعدی ایک ساتھ مذکور ہو جائیں ورنہ

اَلْاِسْتِنْصَارُ طلب مدد کردن تصریفہ اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا فَھُوَ مُسْتَنْصِرٌ
وَاُسْتُنْصِرَ یُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا فَھُوَ مُسْتَنْصَرٌ الامر منه اِسْتَنْصِرْ والنهی عنه
لَا تَسْتَنْصِرْ الظرف منه مُسْتَنْصَرٌ **فائدہ** در اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ جائزست کہ
تای استفعال حذف کنند فَمَا اسْطَاعُوْا مَا لَمْ تَسْطِعْ در قرآن مجید از ہمیں باب ست
باب سوم انفعال علامت آن زیادت نون ست قبل فا و این باب ہمیشہ لازم آید چوں
اَلْاِنْفِطَارُ شگافتہ شدن تصریفہ اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا فَھُوَ مُنْفَطِرٌ الامر منه اِنْفَطِرْ
والنهی عنه لَا تَنْفَطِرْ الظرف منه مُنْفَطَرٌ **قاعدہ** ہر لفظیکہ فای او نون باشد

افتعال کے بعد انفعال کا ذکر مناسب تھا کیونکہ ہر دو میں حرف زائد دو ہیں اور استفعال میں تین۔

قولہ در استطاع:- اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کر دی جائے۔ قرآن مجید میں فَمَا اسْطَاعُوْا مَا لَمْ تَسْطِعْ اسی باب سے ہے۔ یہ قاعدہ پہلے قاعدہ سے بمنزلہ استثناء کے ہے۔ یعنی اِسْتَطَاعَ میں اگرچہ تائے استفعال کے بعد طاء ہے مگر تاء کو طاء کر کے ادغام نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ بصورتِ ادغام احد المحذورین لازم آتا ہے۔ (۱) بیین علامتِ باب و ساکن الاصل کو متحرک کرنا (۲) سکون کے باوجود ادغام کی صورت میں التقاء ساکنین علی غیر حدہ کا لزوم۔ یا اس لئے ادغام نہیں کیا جائے گا کہ طاء تقدیراً ساکن ہے۔ لہٰذا تاء کو اس قاعدہ سے حذف کر دیتے ہیں کہ جب متجانسین میں سکون حرف ثانی یا کسی دیگر وجہ سے ادغام نہ ہو سکتا ہو تو برائے تخفیف ایک حرف کو حذف کرنا جائز ہے۔

فائدہ:- اِستطاع میں اگرچہ متجانسین جمع نہیں ہوئے مگر اتحاد فی المخرج کی وجہ سے بمنزلہ جنس واحد کے ہیں۔ لہٰذا تاء کو برائے تخفیف حذف کر دینا جائز ہے۔

قولہ ہر لفظیکہ:- جس لفظ کا فاء کلمہ نون ہو وہ بابِ انفعال سے نہیں آتا بلکہ انفعال کے معنیٰ ادا کرتے ہوں تو اسے بابِ افتعال میں لے جاتے ہیں۔

از باب اِنْفعال نیاید بلکہ اگر ازوے معنی اِنْفِعَال منظور باشد آنرا بباب اِفْتعال برند چوں اِنْشکس سرنگون شد باب چہارم افعلال علامت آن تکرار لام ست و بودن چار حرف بعد ہمزۂ وصل در ماضی چوں اَلْاِحْمِرَار سرخ شدن تصریفہ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا فَهُوَ مُحْمَرٌّ الامر منه اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ و النهی عنه لَاتَحْمَرَّ لَاتَحْمَرِّ لَاتَحْمَرِرْ الظرف منه مُحْمَرٌّ اِحْمَرَّ دراصل اِحْمَرَرَ بود دو حرف یک جنس جمع آمدند اول راساکن کردہ در دوم ادغام کردند اِحْمَرَّ شد و برہمیں قیاس ست تعلیل یَحْمَرُّ و مُحْمَرٌّ و اشباہ آن در واحد مذکر امر بسبب وقف اجتماع ساکنین شد کہ ہر دو راساکن شدند گاہی رای دوم رافتحہ دادند اِحْمَرَّ شد و گاہی کسرہ پس اِحْمَرِّ شد گاہی فک

قولہ باب چہارم :- اس باب کی علامت ماضی میں ہمزۂ وصل کے بعد چار حرف کا ہونا ہے۔ جیسے اَلْاِحْمِرَار (سرخ ہونا)

قولہ در واحد مذکر :- واحد مذکر امر میں وقف کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہوگیا کیونکہ دونوں را ساکن ہوگئیں کبھی رائے دوم کو فتحہ دیا اِحْمَرَّ ہوگیا اور کبھی کسرہ دیا اِحْمَرِّ ہوگیا اور کبھی فک ادغام کیا تو اِحْمَرِرْ ہوگیا۔

فائدہ : حرف ساکن کو فتح اس لئے دیا جاتا ہے کہ یہ اخف الحرکات ہے۔ اور کسرہ اس لئے کہ نوعِ واحد کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ سے کسرہ اور سکون میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ یعنی جس طرح کہ کسرہ نوعِ واحد (اسم) کے ساتھ خاص ہے۔ سکون بھی نوع واحد (فعل) کے ساتھ خاص ہے۔ اس مشابہت کی وجہ سے حرف ساکن کو کسرہ دیتے ہیں یا اس لئے کہ کسرہ قلت کی وجہ سے عدم کے مناسب ہے اور عدم سکون ہے کیونکہ سکون رفع الحرکۃ کا نام ہے۔

سوال :- باب افعلال و افعیلال کو رباعی مزید فیہ ہونا چاہیئے کیونکہ ان میں فاء، عین اور دو لام کے علاوہ حرف زائد بھی ہیں۔

جواب :- ان دونوں بابوں کا وزن بموجب قیاس اِفْعِلَالٌ و اِفْعِيلَالٌ تھا۔ چونکہ را حروف زوائد سے نہیں اس لئے اس کو لام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ دونوں باب ثلاثی مزید فیہ ہیں۔

ادغام کردند اِحْمَرَّ شد لَمْ یَحْمَرَّ و دیگر صیغ مضارع مجزوم را ہمبرین نمط باید فہمید **فائدہ** لام ایں باب ہمیشہ مشدد باشد مگر در ناقص چون اِدْعَوٰی کہ در ان باحکام لفیف کاربند شوند کہ واو اول راسلامت دارند و در واو دوم تعلیلات حسب قواعد ناقص کنند **باب پنجم** افعیلال علامت آن تکرار لام ست باز یادت الف قبل لام اول کہ آن الف در مصدر بیا بدل شدہ چون اَلْاِدْھِیْمَام سخت سیاہ شدن تصریفہ اِدْھَامَّ یَدْھَامُّ اِدْھِیْمَامًا فَھُوَ مُدْھَامٌّ الامر منہ اِدْھَامَّ اِدْھَامِّ اِدْھَامِمْ والنھی عنہ لَا تَدْھَامَّ لَا تَدْھَامِّ لَا تَدْھَامِمْ الظرف منہ مُدْھَامٌّ ادغام در صیغ

قولہ لام ایں باب :- اس باب کا لام کلمہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے۔ اور یہ تشدید قیاسی ہے۔ اس لئے اصل بتانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً اِحْمَرَّ اصل میں اِحْمَرَرَ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے اول کو ثانی میں ادغام کیا اِحْمَرَّ ہوا۔ اور باب تفعل وتفعیل میں تشدید بنائی ہوتی ہے اسلئے ان کے اصل بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

قولہ مگر در ناقص :- چونکہ اس باب میں تشدید قیاسی ہے۔ اس لئے ناقص میں اس باب کا لام کلمہ مشدد نہیں ہوتا بلکہ اس میں لفیف کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے۔ یعنی واو اول کو سالم رکھ کر واو دوم میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کی جاتی ہیں۔ مثلاً اِدْعَوٰی جس کا اصل اِدْعَوَوَ ہے اس میں واو دوم کو یا کر کے الف کیا تو اس میں دو حرف ایک جنس کے باقی نہ رہے بلکہ اِدْعَوٰی ہو گیا۔ اس لئے اس کا لام کلمہ مشدد نہ ہوا۔

سوال :- اِدْعَوَوَ میں علت ادغام موجود ہونے کے باوجود اعلال کیوں کیا گیا؟

جواب۱ :- اس لئے کہ اعلال ادغام پر مقدم ہے کیونکہ ان دونوں سے مقصود تخفیف ہوتی ہے جو کہ ادغام کی نسبت اعلال میں زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اعلال میں عموماً ذات کا تغیر ہوتا اور ادغام میں صفت کا اور ذات کے تغیر میں تخفیف زیادہ ہے۔

جواب۲ :- اس میں علت ادغام مجوز ادغام ہے کیونکہ وجوب ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ متجانسین سے کوئی اعلال کا مقتضی نہ ہو۔ مگر اعلال کا سبب موجب لِلْاِعْلَال ہے اس لئے اعلال کیا گیا۔

ایں باب مثل صیغ باب افعلال گردیدہ ہر صیغہ را بالقیاس مشاکل نحو اصل برآوردہ

تعلیل می باید کرد و دریں ہر دو باب معنی لون وعیب بیشتر آید و ایں ہر دو باب ہمیشہ لازم

باشند باب ششم افعیعال علامت آن تکرار عین ست بتوسط واؤ میان دو عین و آن

واو در مصدر بسبب کسرۂ ماقبل بیا بدل شدہ چوں الاِخْشِیْشَانُ سخت درشت شدن

تصریفہ اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَانًا فَهُوَ مُخْشَوْشِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِخْشَوْشِنْ

وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَخْشَوْشِنْ وَالظرف منه مُخْشَوْشَنٌ ایں باب بیشتر لازم مے آید و گاہی

متعدی آمدہ چون اِحْلَوْلَيْتُهُ شیریں پنداشتم آنرا باب ہفتم افعوّال علامت آن

واو مشدد ست بعد عین چوں اَلْاِجْلِوَّاذُ شتافتن تصریفہ اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فَهُوَ

مُجْلَوِّذٌ الامر منه اِجْلَوِّذْ والنهی عنه لَا تَجْلَوِّذْ اَلظَّرْفُ منه مُجْلَوَّذٌ ثلاثی مزید

مطلق بی ہمزۂ وصل را پنج باب ست باب اول افعال علامت آن

قولہ دریں ہر دو باب :- باب افعلال وافعیلال میں زیادہ تر لون اور عیب کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں ۔ غالباً اسی لزوم کی وجہ سے ان میں زیادہ تر لون وعیب کے معنی آتے ہیں ۔ بایں مناسبت کہ فعل لازم فاعل سے متجاوز نہیں ہوتا اور لون وعیب بھی اپنے محل سے متجاوز نہیں ہوتے ۔

قولہ باب ششم :- اس باب کی علامت عین کا تکرار اور دو عین کے درمیان واؤ کا آنا ہے اور یہ واؤ مصدر میں ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل گیا ہے جیسے الاخشیشان (سخت کھردرا ہونا)

قولہ افعوال : اس باب کی علامت واؤ مشدد ہے عین کے بعد جیسے الاجلواذ (دوڑنا)

قولہ باب اوّل افعال :- اس باب کی علامت ماضی وامر میں ہمزہ قطعی ہونا ہے ۔ چونکہ اس باب کا مصدر زیادہ تر اِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اس لئے اس کو افعال کہتے ہیں ۔ مصنف علیہ الرحمتہ نے ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے بیان میں اس باب کو اسلئے مقدم رکھا کہ حرف زائد اس کے اول میں ہے با الواب ہمزہ وصل کے بعد باب افعال کا ذکر الواب ہمزۂ وصل اور الواب بے ہمزۂ وصل کو مرلوط کرنے کیلئے اگرچہ اس کا ہمزہ قطعی ہے ۔

ہمزہ قطعی است در ماضی و امر و علامت مضارع آن در معروف ہم مضموم
مے باشد تصریفہ اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا فَھُوَ مُکْرِمٌ وَ اُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَامًا
فَھُوَ مُکْرَمٌ الامر منہ اَکْرِمْ والنھی عنہ لَا تُکْرِمْ الظَّرْفُ مِنْہُ مُکْرَمٌ
ہمزہ قطعی کہ در ماضی بود در مضارع بیفتاد ورنہ مضارع یُأَکْرِمُ یُأَکْرِمَانِ الخ می
آمد پس در اُأَکْرِمُ دو ہمزہ جمع می آمدند بسبب کراہت آن ازاں حذف یک ہمزہ مناسب
بود پس برای موافقت از جملہ صیغ مضارع حذف کردند باب دوم تفعیل علامت

قولہ وعلامت مضارع :۔ اور اس باب کے مضارع معروف میں بھی علامت مضارع مضموم ہوتی ہے۔ تاکہ مجرد کے مضارع معلوم سے ممتاز ہوجائے۔ یہ امتیاز اگرچہ علامت مضارع کو کسرہ دینے سے بھی ہوسکتا ہے لیکن کسرہ دینے سے مضارع واحد متکلم کا ثلاثی مجرد مکسور العین کے امر کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔ اس لئے علامت مضارع کو کسرہ نہیں دیا گیا۔ یا مجرد سے ممتاز کرنے کے لئے ضمہ دیا گیا کہ یہ اقوی الحرکات ہے اور اقوی کے ساتھ فرق کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ کسرہ یا پر ثقیل ہوتا ہے اور تا وغیرہ یا پر محمول ہیں۔ علامت مضارع کے مضموم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ماضی کا اول مفتوح ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ ماضی و مضارع میں کمال مخالفت ہو اور ضمہ و فتحہ میں مخالفت اس سے اکمل و اقوی ہے جو کہ فتحہ و کسرہ میں ہے۔ اس لئے علامت مضارع مضموم ہوتی ہے۔

قولہ ہمزہ قطعی کہ در ماضی بود :۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ تقریر سوال یہ ہے کہ اگر بابِ افعال کی ماضی میں ہمزہ قطعی ہے تو اس کو مضارع میں رہنا چاہیئے کیونکہ مضارع میں ماضی کے حروف ہوتے ہیں مع زیادت علامتِ مضارع۔ جواب یہ ہے کہ ماضی میں جو ہمزہ تھا مضارع میں ساقط ہوگیا ہے ورنہ مضارع یُأَکْرِمُ یُأَکْرِمَانِ الخ ہوتا تو اُأَکْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہوجاتے اور دو زائد ہمزوں کا اجتماع موجب ثقل ہے۔ اس لئے ایک ہمزہ کا ساقط کرنا مناسب تھا۔

قولہ پس برائے موافقت :۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ دو ہمزے تو صرف مضارع واحد متکلم میں جمع ہوتے ہیں مگر ہمزہ مضارع کے کسی صیغہ میں نہیں آیا اسکی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ کہ مضارع کے باقی صیغوں میں واحد متکلم کی موافقت سے ہمزہ حذف کیا گیا ہے۔

آن تشدید عین ست بی تقدم تابرفا و علامت مضارع دریں باب ہم در معروف مضموم

می باشد چوں اَلتَّصْرِیْفُ گردانیدن تصریفہ صَرَّفَ یُصَرِّفُ تَصْرِیْفاً فَھُوَ مُصَرِّفٌ

وَصُرِّفَ یُصَرَّفُ تَصْرِیْفاً فَھُوَ مُصَرَّفٌ الامر منہ صَرِّف والنھی عنہ لاتُصَرِّفْ

الظرف منہ مُصَرَّفٌ مصدر ایں باب بروزن فِعَّالٌ ہم می آید چوں کِذَّابٌ قال

اللہ تعالیٰ وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا و بروزن فَعَالٌ ہم می آید چوں سَلَامٌ وکَلَامٌ باب

سوم مفاعلۃ علامت آن زیادت الف است بعد فا بی تقدم تا برفا علامت مضارع

فائدہ:- بابِ افعال کا ہمزہ قطعی ہے اور مصدر میں اسلئے مکسور ہوتا ہے کہ مصدر و جمع میں فرق ہو سکے۔ یعنی جمع میں افراد کثیرہ کی وجہ سے ثقل ہوتا ہے اس لئے اس کا ہمزہ مفتوح ہوتا ہے لہٰذا فرق کرنے کیلئے مصدر کا ہمزہ مکسور کیا گیا۔ پس اَعْمَال جمع اور اِعْمَال مصدر میں فرق صرف اسی حرکت ہمزہ سے ہو سکتا ہے۔

قولہ باب دوم تفعیل:- اس باب کی علامت ماضی میں عین کی تشدید ہے بغیر مقدم ہونے تاء کے اوپر فاء کے مصنف کے قول "بے تقدم تا برفا" سے باب تفعل سے احتراز ہے۔ **فائدہ:-** اس باب کو افعال کے بعد اسلئے ذکر کیا کہ اس میں حرف زائد فاء کے بعد ہے نیز یہ باب معروف میں علامت مضارع کے مضموم ہونے میں افعال کی شکل ہے اور اسلئے کہ اس باب میں حرف زائد جنس کلمہ سے ہے۔ خلیل کے نزدیک عین اوّل زائد ہے کیونکہ یہ ساکن کا لیت ہے جسکا زائد ہونا اولیٰ ہے یا اسلئے کہ اول کا وجود مدغم ہونے کی وجہ سے مخفی ہے اور ثانی کا وجود مدغم فیہ ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہے لہٰذا اول زائد ہے یا اول زائد ہے کیونکہ اول کو زائد قرار دینے میں صرف ایک حرف کو زائد قرار دینا ہوگا اور ثانی کو زائد قرار دینے سے حرف اور حرکت زائد ہونگے لہٰذا قلت زیادت کی وجہ سے عین اول زائد ہے۔ یا اسلئے کہ اول کو ساکن ہونے کی وجہ سے حرف لین کے ساتھ مناسبت ہے جس کا حذف کرنا اولیٰ ہوتا ہے اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ ماضی مجرد فَعَلَ بفتح العین ہے لہٰذا زائد وہ حرف ہوگا جو ماضی مجرد میں نہ ہو اور وہ عین اول ہے جو کہ ساکن ہے۔

قولہ مصدر ایں باب:- اس باب کا مصدر فِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے کِذَّابٌ قال اللہ تعالیٰ وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی جیسے سَلَامٌ وکَلَامٌ۔

قولہ باب سوم مفاعلہ:- اس باب کی علامت (ماضی میں) فاء کے بعد الف زائد ہے بغیر مقدم ہونے تاء کے اوپر فاء کے "بے تقدم تا" میں باب تفاعل سے احتراز ہے۔

دریں باب ہم در معروف مضموم می باشد چون اَلْمُقَاتَلَۃُ وَالْقِتَالُ باہم کارزار کردن تصریفہ

قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتِلٌ وَقُوْتِلَ یُقَاتَلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتَلٌ

الامر منہ قَاتِلْ والنھی عنہ لَاتُقَاتِلْ الظرف منہ مُقَاتَلٌ در فعل ماضی مجہول

الف بسبب ضمہ ماقبل واو شدہ باب چہارم تفعل علامتش تشدید عین ست با تقدم

تا بر فا چون اَلتَّقَبُّلُ پذیرفتن تصریفہ تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَھُوَ مُتَقَبِّلٌ وَتُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً

فَھُوَ مُتَقَبَّلٌ الامر منہ تَقَبَّلْ والنھی عنہ لَاتَتَقَبَّلْ الظرف منہ مُتَقَبَّلٌ۔

باب پنجم تفاعل علامتش زیادت الف ست بعد فا و زیادت تا قبل فا چون اَلتَّقَابُلُ

با یکدیگر مقابل شدن تصریفہ تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ تَقَابُلاً فَھُوَ مُتَقَابِلٌ وَتُقُوْبِلَ یُتَقَابَلُ تَقَابُلاً

فَھُوَ مُتَقَابَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ تَقَابَلْ والنھی عنہ لَاتَتَقَابَلْ الظرف منہ مُتَقَابَلٌ

قولہ اَلْمُقَاتَلَۃُ وَ اَلْقِتَالُ :- (ایک دوسرے سے جنگ کرنا) مصدر قِیْتَالٌ اصل میں قَاتَالٌ تھا قاف کا فتحہ خلاف قیاس کسرہ کیا گیا تو الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا قِیْتَالٌ ہوا ۔ اہل یمن یاء کے ساتھ قِیْتَالٌ پڑھتے ہیں کیونکہ فعل کے حروف کا مصدر میں باقی رہنا ضروری ہے ۔

قولہ در فعل ماضی مجہول :- یہ ایک سوال کا جواب ہے : تقریر سوال یہ ہے کہ اگر فاء کے بعد الف زائد باب مفاعلہ کی علامت ہے تو الف ماضی مجہول میں ہونا چاہئے تھا مگر قُوْتِلَ میں الف موجود نہیں ۔ جواب یہ ہے کہ ماضی مجہول میں الف علامتِ باب ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ ہو گیا ہے ۔

قولہ باب چہارم تفعل :- اس باب کی علامت تشدید عین اور فاء پر تاء کا مقدم ہونا ہے ۔

قولہ باب پنجم :- اس باب کی علامت فاء سے قبل تاء اور فاء کے بعد الف کی زیادتی ہے ۔ جیسے اَلتَّقَابُلُ (ایک دوسرے کے مقابل ہونا)

قولہ در ماضی مجہول :- یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ اگر فاء کے بعد الف زائد اس باب کی علامت

در ماضی مجہول الف بسبب ضمۂ ماقبل واو شدہ و تا دریں باب و در تَفعّل بقاعدہ کہ نوشتہ ایم۔ یعنی این کہ غیر ماقبل آخر در ماضی مجہول ہر متحرک مضموم میشود مضموم گشتہ

قاعدہ دریں ہر دو باب در مضارع ہرگاہ دو تای مفتوحہ جمع شوند جائز ست کہ یکی را حذف

ہے تو یہ ماضی مجہول میں کیوں نہیں آیا۔ جواب یہ ہے کہ ماضی مجہول میں الف ضمۂ ماقبل کی وجہ سے واؤ ہو گیا ہے۔

قولہ و تا دریں باب:۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ ماضی معلوم کے حرف اول کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دیکر (اگر کسرہ نہ ہو) ماضی مجہول بنائی جاتی ہے مگر باب تفاعل اور تفعل کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کے علاوہ تائے تفعل و تفاعل بھی مضموم ہو گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا قاعدہ ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول بنانے کا ہے اور غیر ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر حرف متحرک مضموم ہو جاتا ہے اسلئے باب تفاعل و تفعل میں تا مضموم ہو گئی ہے۔

قولہ دریں ہر دو:۔ باب تفاعل و تفعل کے مضارع میں جب بھی دو تاء مفتوحہ جمع ہو جائیں تو ایک کو تخفیفاً حذف کر دینا جائز ہے۔ مصنف نے "مفتوحہ" کی قید سے مضارع مجہول کو خارج کیا ہے۔ چونکہ مضارع مجہول میں ہر دو تاء کی حرکت مختلف ہونے کی وجہ سے ثقل نہیں ہوتا اس لئے اس میں ایک تاء کو حذف نہیں کیا جاتا۔ یا اس لئے کہ یہ دو باب غالباً لازم ہوتے ہیں اور ان کا معروف بنسبت مجہول کے کثیر ہے اس لئے معروف میں تخفیف کی جاتی ہے۔ مضارع مجہول میں تاء کے حذف نہ کرنے کی وجہ رفع التباس بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی باب تفعل کے مضارع مجہول میں اول تاء کو حذف کرنے سے تفعل کے مضارع معلوم محذوف التاء کے ساتھ التباس ہوتا اور دوسری حذف کرتے سے باب تفعیل کے مضارع مجہول سے التباس ہوتا اور باب تفاعل میں اول تاء حذف کرنے سے اس کے مضارع معلوم محذوف التاء کے ساتھ اور ثانی حذف کرنے سے باب مفاعلہ کے مضارع مجہول سے التباس ہوتا اسلئے مضارع مجہول میں تا حذف نہیں کیجاتی۔

فائدہ:۔ بصریین کے نزدیک تاء ثانی محذوف ہے کیونکہ اول علامت مضارع ہے۔ "وَالعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ" نیز زبان پر ثقل کا ظہور اسی ثانی کی وجہ سے ہوا ہے لہذا حذف بھی اسی کو ہونا چاہیئے۔ کوفیین کے نزدیک پہلی تا محذوف ہے۔ کیونکہ ثانی مفید معنیٰ مطاوعت ہے جسکے حذف سے معنی میں خلل آئے گا۔ نیز ثانی علامتِ باب ہے اور رعایتِ باب رعایتِ مضارع سے اہم ہے۔ **سوال:۔** دو تاء جمع ہونے کی صورت میں ادغام کیوں نہیں کرتے؟ **جواب:۔** ادغام کی صورت میں ہمزہ وصلی لانا پڑے گا جو کہ مضارع کے اول میں نہیں آتا کیونکہ حرف مضارع تصدیر کو چاہتا ہے اور ہمزہ لانے سے وہ ختم ہو جائے گی اور ثقل میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ نیز اس لئے کہ مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہے جس کے اول ہمزہ نہیں آتا۔ اس لئے مضارع کے اول بھی نہیں آتا۔

کنند چوں تَقَبَّلَ در تَتَقَبَّلُ وتَظَاهَرُوْنَ در تَتَظَاهَرُوْنَ **فائدہ** چوں فائے ایں دو باب یکے ازیں حروف باشد تا ثا جیم دال ذال زا سین شین صاد ضاد طا ظا جائز ست کہ تائے تفعل و تفاعل را بفا کلمہ بدل کردہ دراں ادغام کنند و دریں صورت در ماضی و امر ہمزہ وصل خواہد آمد باب افعل و افاعل کہ صاحب منشعب آنرا در الواب ہمزہ وصلی شمردہ بہمین قاعدہ پیدا شدہ اند چوں اِطَّهَّرَ يَطَّهَّرُ اِطَّهُّرًا فَهُوَ مُطَّهِّرٌ و اِثَّاقَلَ يَثَّاقَلُ اِثَّاقُلًا فَهُوَ مُثَّاقِلٌ **فصل سوم** در رباعی مجرد و مزید فیہ چوں از بیان الواب ثلاثی مزید غیر ملحق فارغ شدیم قبل بیان الواب ملحق الواب رباعی مجرد و مزید فیہ بیان می کنیم پس بدانکہ رباعی مجرد را یک باب ست فَعْلَلَةٌ چوں اَلْبَعْثَرَةُ برانگیختن

قولہ چوں فائے ایں دو باب :- ان دو بابوں کے فا میں ان بارہ حروف سے کوئی واقع ہو تو تار کو فار سے بدلنا جائز ہے اور بدلنے کے بعد ادغام کرنا واجب ہے اور یہ تبدیلی کا حکم تار کے علاوہ دوسرے حروف کے متعلق ہے کیونکہ اگر فار کلمہ میں تار ہو تو تائے تفعل و تفاعل کو فار کی جنس کرنا تحصیل حاصل ہے ۔

قولہ باب اِفَّعُّلُ :- یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے ثلاثی مزید فیہ مطلق کو بارہ الواب میں منحصر کیا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ باب اِفَّعُّلُ و اِفَّاعُلُ بھی ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق سے ہے چنانچہ صاحب منشعب نے ان دو بابوں کو شامل کر کے چودہ باب ذکر کئے ہیں ۔ جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب مذکورہ قاعدے سے باب تفعل و تفاعل سے بنے ہیں ۔ یہ جدا گانہ باب نہیں ۔ مثلاً اِطَّهَّرَ کا اصل تَطَهَّرَ تھا ۔ طار واقع ہوا باب تَفَعُّلُ کے فار کلمہ میں لہذا تائے تفعل کو طار کر کے اسمیں ادغام کیا اور اول میں ہمزہ وصل لائے تو اِطَّهَّرَ ہوا ۔

قولہ بدانکہ رباعی :- رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے کیونکہ ثلاثی مجرد میں عین ماضی و مضارع کی مختلف حرکات سے مختلف الواب بنے تھے اور رباعی کی ماضی میں عین کلمہ ساکن ہوتا ہے اسلئے رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے ۔

سوال :- رباعی مجرد میں عین کو ساکن کیوں کیا گیا ہے ؟ **جواب :-** تاکہ کلمہ واحدہ میں متواتر چار حرکتیں نہ آئیں ۔

سوال :- رباعی مجرد میں عین مضارع کی حرکت تبدیل کر کے مختلف الواب کیوں نہیں بنائے گئے ؟ جیسے کہ ثلاثی مجرد میں عین مضارع کی حرکت کی تبدیلی سے مختلف باب بنائے گئے ہیں ۔

تصریفہ بَعْثَرَ یُبَعْثِرُ بَعْثَرَۃً فَھُوَ مُبَعْثِرٌ وَ بُعْثِرَ یُبَعْثَرُ بَعْثَرَۃً فَھُوَ مُبَعْثَرٌ الْاَمْرُ مِنْہُ بَعْثِرْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَا تُبَعْثِرْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُبَعْثَرٌ علامت ایں باب بودن چار حرف اصلی در ماضی است و بس علامت مضارع دریں باب ہم در معروف مضموم می باشد **قاعدہ کلیہ** در حرکت علامت مضارع اینست کہ اگر در ماضی چہار حرف باشد ہمہ اصلی یا بعضی اصلی و بعضے زائد علامت مضارع آں در معروف ہم مضموم باشد چوں یُکْرِمُ یُصَرِّفُ یُقَاتِلُ یُبَعْثِرُ والا مفتوح چوں یَنْصُرُ یَجْتَنِبُ یَتَقَابَلُ رباعی مزید فیہ یا بے ہمزۂ وصل باشد و آنرا یک باب ست تَفَعْلُلٌ علامت آں زیادت تاست قبل چار حرف اصلی چوں التَّسَرْبُلُ پیراہن

جواب :۔ ماضی مضارع کیلئے اصل ہے چونکہ ثلاثی مجرد میں عینِ ماضی کی حرکت تبدیل کی گئی اسلئے عینِ مضارع کی حرکت بھی تبدیل کی گئی جس سے مختلف ابواب بنے۔ مگر رباعی میں عینِ ماضی میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اصل کی موافقت میں عینِ مضارع میں بھی تبدیلی نہیں کی گئی۔

قولہ علامت ایں باب :۔ اس باب کی علامت ماضی میں چار حروف اصلی کا ہونا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے "اصلی" کی قید سے جَلْبَبَ سے احتراز کیا ہے کیونکہ اس میں چار حرف تو ہیں مگر تمام اصلی نہیں بلکہ بائے دوم زائد برائے الحاق ہے۔

قولہ قاعدہ کلیہ :۔ علامت مضارع کی حرکت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حروف ہوں خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد تو اس کی علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے۔ جیسے یُکْرِمُ یُصَرِّفُ اور اگر ماضی میں چار حرف نہ ہوں بلکہ کم یا زائد ہوں تو اس کی علامت مضارع معروف میں مفتوح ہوتی ہے۔ جیسے یَنْصُرُ یَجْتَنِبُ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن ابواب کی ماضی چار حرفی ہے وہ قلیل الاستعمال ہیں اور جن کی ماضی تین حرفی ہے۔ وہ کثیر الاستعمال اور تخفیف کے مقتضی ہیں۔ جب ابوابِ ثلاثی مجرد کے مضارع معروف میں علامت مضارع کو فتحہ دیا گیا خفیف ہونے کی وجہ سے تو برائے اعتدال ماضی چار حرفی کے مضارع معروف میں ضمہ دیا گیا اور چار حرف سے زائد والی ماضی کے مضارع معروف میں فتح دیا گیا کیونکہ یہ کثرت حروف کی وجہ سے ثقیل و مقتضی خفت تھی۔

قولہ تَفَعْلُلٌ :۔ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تاء کا زائد ہونا ہے۔ جیسے اَلتَّسَرْبُلُ (قمیص پہننا)

پوشیدن تصریفہ تَسَرْبَلَ یَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلاً فَھُوَ مُتَسَرْبِلٌ الامر منہ تَسَرْبَلْ والنھی عنہ لَا تَتَسَرْبَلْ الظرف منہ مُتَسَرْبَلٌ و یا با ہمزہ وصل و آنرا ہو باب ست اوّل اِفْعِلَّال علامتش تشدید لام دوم است و زیادت آن یک لام ست بر چار حرف اصلی و ہمزہ وصل در ماضی و امر چوں اَلْاِقْشِعْرَارُ موے بر تن خاستن تصریفہ اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا فَھُوَ مُقْشَعِرٌّ الْاَمْرُ مِنْہُ اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ والنھی عنہ لَا تَقْشَعِرَّ لَا تَقْشَعِرِّ لَا تَقْشَعْرِرْ الظرف منہ مُقْشَعَرٌّ اِقْشَعَرَّ در اصل اِقْشَعْرَرَ بود و یَقْشَعِرُّ یَقْشَعْرِرُ و ہمچنیں دیگر صیغہا ہمچنانکہ در صیغ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ ادغام کردند ہمچنیں در صیغ ایں باب ہم کردند مگر دریں باب ما قبل اول متجانسین ساکن بود لہذا حرکتش بما قبل دادہ ادغام کردند باب دوم اِفْعِنْلَال علامتش زیادت نون ست بعد عین و ہمزہ وصل در ماضی و امر چوں الاِبْرِنْشَاق شاد شدن تصریفہ اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقًا فَھُوَ مُبْرَنْشِقٌ الامر منہ اِبْرَنْشِقْ والنھی عنہ لَا تَبْرَنْشِقْ الظرف منہ مُبْرَنْشَقٌ **فصل چہارم**

قولہ باب اول افعلال:۔ یہ باب مجرد کی ماضی کے شروع میں ہمزۂ وصل بڑھانے اور لام کو مکرر کر کے مشدد کرنے سے بنتا ہے حسب تصریح صاحب فلاح حرف دوم زائد ہے۔ اَلْاِقْشِعْرَارُ (بدن پر بالوں کا کھڑا ہونا)

قولہ مگر دریں باب:۔ یعنی احمر یحمر اور اس باب کے ادغام میں صرف اتنا فرق ہے کہ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ میں اول را کا ماقبل متحرک تھا اس لئے اس کی حرکت سلب کر کے دوسری را میں ادغام کیا گیا ہے مگر اس باب میں اوّل متجانس کی حرکت اس کے ماقبل کو دی گئی ہے کیونکہ ماقبل ساکن ہے۔

قولہ باب دوم:۔ یہ باب ماضی مجرد کے اول میں ہمزۂ وصل اور عین و لام کے درمیان نون بڑھانے سے بنتا ہے۔ اس کی علامت عین کے بعد نون کا زائد ہونا اور ماضی و امر میں ہمزۂ وصل ہے۔ الابرنشاق۔ خوش ہونا۔

درثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی ثلاثی مزید ملحق یا ملحق برباعی مجرد باشد یا ملحق برباعی

مزیداول را ہفت باب ست فَعْلَلَۃٌ زیادت آن تکرار لام ست چوں

اَلْجَلْبَبَۃُ چادر پوشانیدن تصریفہ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ الخ ۲ فَعْوَلَۃٌ زیادت آن واو ست

بعدعین چوں اَلسَّرْوَلَۃُ شلوار پوشانیدن تصریفہ سَرْوَلَ الخ ۳ فَیْعَلَۃٌ بزیادت

یا بعدفا چوں الصَّیْطَرَۃ برگماشتہ شدن تصریفہ صَیْطَرَ یُصَیْطِرُ الخ ۴ فَعْیَلَۃٌ بزیادت

یا بعدعین چوں اَلشَّرْیَفَۃُ افزونی برگہائے کشت بریدن تصریفہ شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ الخ ۵

فَوْعَلَۃٌ بزیادت واو بعدفا چوں الجوربۃ پاتابہ پوشانیدن تصریفہ جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ الخ ۶

فَعْنَلَۃٌ بزیادت نون بعدعین چوں اَلْقَلْنَسَۃُ کلاہ پوشانیدن تصریفہ قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ الخ ۷

فَعْلَاۃٌ بزیادت یا بعدلام چوں اَلْقَلْسَاۃُ کلاہ پوشانیدن تصریفہ قَلْسیٰ یُقَلْسِیْ

قَلْسَاۃً فَھُوَ مُقَلْسٍ وقُلْسِیَ یُقَلْسیٰ قَلْسَاۃً فھو مُقَلْسًی الامر منہ قَلْسِ

قولہ فَعْلَلَۃٌ :۔ اس باب میں تکرار لام کی زیادتی ہے اَلْجَلْبَبَۃُ (چادر پہنانا)

فائدہ :۔ مصنف علیہ الرحمۃ قبل ازیں ابواب ثلاثی مزید فیہ وابواب رباعی مزید فیہ میں "علامت باب" فرماتے چلے آئے ہیں مگر ابواب ملحقات میں اسلوب بیان تبدیل کر کے "زیادت آں" فرماتے ہیں۔ کیونکہ علامت کا اطلاق ان حروف پر ہوتا ہے جو معانی مقصودہ حاصل کرنے کیلئے زائد کئے گئے ہوں اور ملحقات میں حروف کی زیادتی سے مقصود معنی نہیں ہوتا اس لئے لفظ علامت کی بجائے لفظ زیادت استعمال فرمایا۔

قولہ فَعْوَلَۃٌ :۔ اس باب میں واؤ زائد ہے۔ عین کے بعد اَلسَّرْوَلَۃُ (شلوار پہنانا)

قولہ فَیْعَلَۃٌ :۔ اس میں فاء کے بعد یا زائد ہے۔ اَلصَّیْطَرَۃُ (مقرر ہونا)

قولہ فَعْیَلَۃٌ :۔ اس میں عین کے بعد یاء زائد ہے اَلشَّرْیَفَۃُ (کھیت کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا)

قولہ فَوْعَلَۃٌ :۔ اس میں فاء کے بعد واؤ زائد ہے الجوربۃ (جوراب پہنانا)

والنهي عنه لاَ تُقَلْسِ الظرف منه مُقَلْسىً اصل تَقَلْسِي قَلْسى بود یا متحرک ماقبل مفتوح یارا الف کردند وہمچنیں قَلْسَاةً مصدر کہ قَلْسَيَةً بود وہمچنیں يُقَلْسَى مضارع مجہول کہ اصل آن يُقَلْسَيُ بود ودر مُقَلْسىً مفعول کہ اصل آن مُقَلْسَيٌ بود لیکن دران الف بسبب اجتماع ساکنین باتنوین بیفتاد يُقَلْسِي مضارع معروف کہ اصل آں يُقَلْسِيُ بود یارا ساکن کردند وہمچنیں مُقَلْسٍ اسم فاعل کہ اصل آن مُقَلْسِيٌ بود لیکن یای آن بعد سکون بسبب اجتماع ساکنین باتنوین بیفتاد وملحق بربائی مزید یا ملحق بتفعلل ست یا ملحق بافعنلال یا ملحق بافعلال اول راہشت باب ست اِفْعَلَّلٌ

قولہ فَعْنَلَةٌ :- اس میں عین کے بعد نون زائد ہے - اَلْقَلْنَسَةُ (ٹوپی پہنانا)
قولہ فَعْلَاةٌ :- اس میں لام کے بعد یار زائد ہے - اَلْقَلْسَاةُ (ٹوپی پہنانا)
قولہ اصل قَلْسٰی :- قَلْسٰی کی اصل قَلْسَيَ تھی - یار متحرک ماقبل مفتوح یار کو الف کردیا قَلْسٰی ہوا - اسی طرح قَلْسَاةً مصدر اصل میں قَلْسَيَةً تھا اور يُقَلْسٰی مضارع مجہول دراصل يُقَلْسَيُ تھا - اور مُقَلْسًی اسم مفعول دراصل مُقَلْسَيٌ تھا - اس میں یا الف ہوگئی اور الف اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گرگیا اور يُقَلْسِي مضارع معروف جو يُقَلْسِيُ تھا اس میں یار کو ساکن کردیا گیا - اسی طرح مُقَلْسٍ اسم فاعل اصل میں مُقَلْسِيٌ تھا - اس میں یار اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گرگئی -

سوال :- باب قَلْسٰی کا الحاق رباعی مجرد کے ساتھ تعلیل سے پہلے ہے یا تعلیل کے بعد اگر تعلیل سے پہلے ہے تو پھر تعلیل صحیح نہیں کیونکہ ملحقات میں تغیر وتصرف نہیں ہوسکتا - اور اگر الحاق تعلیل کے بعد ہے تو ملحق وملحق بہ میں وزن میں موافقت نہ رہی -

جواب :- الحاق تعلیل سے پہلے ہے اور ملحقات میں ایسا تغیر نہیں ہوسکتا جو ملحق بہ میں نہ ہوسکتا ہو اور تصرف مذکور ملحق بہ میں ہوسکتا ہے یعنی اگر رباعی کے لام کلمہ میں حرف علت ہو تو اس میں تعلیل کی جاسکتی ہے - جیسے قَوْقَیٰ میں یا الف ہوگئی ہے اور اگر الحاق تعلیل کے بعد ہو تو بھی حرج نہیں کیونکہ ایک حرف کے دوسرے حرف کے ساتھ تبدیل ہونے سے وزن صرفی تبدیل نہیں ہوتا اور مِيزَانٌ کا وزن مِيعَالٌ یا قَالَ کا وزن فَالَ نہیں بلکہ مِفْعَالٌ اور فَعَلَ ہے چہ جائیکہ وزن صوری جو یہاں مراد ہے تبدیل ہوجائے - پس قَلْسٰی دَحْرَجَ کے وزن صوری پر ہے -

بزیادت تا قبل فا و تکرار لام چوں تجلبب چادر پوشیدن ۲۔ تَفَعْوُلٌ بزیادت تا قبل فا و واو میان عین و لام چون تَسَرْوُلٌ شلوار پوشیدن ۳۔ تَفَیْعُلٌ بزیادت تا قبل فا و یا بعد فا چون تشیطن شیطان شدن ۴۔ تَفَوْعُلٌ بزیادت تا قبل فا و واو بعد فا چوں تَجَوْرُبٌ پاتابہ پوشیدن ۵۔ تَفَعْنُلٌ بزیادت تا قبل فا و نون بعد عین چوں تَقَلْنُسٌ کلاہ پوشیدن ۶۔ تَمَفْعُلٌ بزیادت تا و میم قبل فا چوں تمسکن مسکین شدن ۷۔ تفعلت بزیادت تا قبل فا و تای دیگر بعد لام چوں تعفرت خبیث شدن ۸۔ تَفَعْلِیٌ بزیادت تا قبل فا و یا بعد لام چوں تقلسی کلاہ پوشیدن صرف صغیر ایں ابواب را بروزن صرف صغیر تسربل باید گردانید و در باب آخر یعنی تقلسی تعلیلات بقیاس قلسیٰ یُقلسِی باید کرد و در مصدرش ضمہ لام را بکسرہ بدل کردہ اعلال مقلس کردہ اند ملحق بہ اِفْعِنْلال را دو باب ست ۱۔ اِفْعِنْلَالٌ

تَفَیْعُلٌ :۔ اس باب میں فار سے قبل تار اور اس کے بعد یار زائد ہے جیسے تَشَیْطُنٌ۔ شیطان ہونا۔
تَفَعْوُلٌ :۔ اس میں فار سے قبل تار اور اس کے بعد واؤ زائد ہے۔ جیسے تَجَوْرُبٌ۔ جوراب پہننا۔
تَفَعْنُلٌ :۔ اس میں فار سے قبل تار اور عین کے بعد نون زائد ہے۔ جیسے تَقَلْنُسٌ۔ ٹوپی پہننا۔
تَمَفْعُلٌ :۔ اس میں تار و میم فار سے قبل زائد ہیں جیسے تَمَسْکُنٌ۔ مسکین ہونا۔
تَفَعْلُتٌ :۔ اس باب کے اول و آخر میں تار زائد ہے۔ جیسے تَعَفْرُتٌ۔ خبیث ہونا۔
تَفَعْلِیٌ :۔ اس میں فار سے قبل تار اور لام کے بعد یار زائد ہے۔ جیسے تَقَلْسِیٌ۔ ٹوپی پہننا۔ اس باب کے مصدر میں لام کے ضمہ کو یار کی موافقت میں کسرہ سے بدل کر اس میں مُقَلْسِی والی تعلیل کرتے ہیں۔ یعنی یار کو ساکن کرکے اجماع ساکنین (یا تنوین) کی وجہ سے ساقط کر دیتے ہیں۔
اِفْعِنْلَالٌ :۔ اس باب میں ہمزۂ وصل، عین کے بعد نون اور لام دوم یہ تین حرف زائد ہیں۔ اِقْعِنْسَاسٌ سینہ و گردن ابھار کر چلنا۔
سوال :۔ اِحْرَنْجَمَ بروزن اِفْعَنْلَلَ رباعی مزید اور اِقْعَنْسَسَ بروزن اِفْعَنْلَلَ ثلاثی مزید فیہ ملحق بہ رباعی مزید فیہ

بزیادت لام دوم و نون بعد عین و ہمزہ وصل چوں اقعنساس سینہ وگردن برآوردہ خرامیدن ۲۔ اِفْعِنْلَاءٌ بزیادت یا بعد لام و نون بعد عین و ہمزۂ وصل چوں اِسْلِنْقَاءٌ برقفا خفتن اِسْلَنْقٰی یَسْلَنْقِیْ اِسْلِنْقَاءً فَهُوَ مُسْلَنْقٍ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْلَنْقِ والنہی عَنْهُ لَا تَسْلَنْقِ الظرف منہ مُسْلَنْقًی در مصدر ایں باب کہ اصلش اِسْلِنْقَایٌ بود یا بسبب وقوع آں در طرف بعد الف ہمزہ شدو در دیگر صیغ تعلیل بقیاس باب تَلَسّٰی باید کرد ملحق بہ افعلال را یک باب ست اِفْوِعْلَالٌ بزیادت واو بعد فا و تکرار لام چوں اِکْوِهْدَادٌ کوشش کردن اِکْوَهَدَّ یَکْوَهِدُّ اِکْوِهْدَادًا فَهُوَ مُکْوَهِدٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِکْوَهِدَّ اِکْوَهِدِّ اِکْوَهْدِدْ والنہی عَنْهُ لَا تَکْوَهِدَّ لَا تَکْوَهِدِّ لَا تَکْوَهْدِدْ در جمیع صیغ ایں باب ادغام است تعلیل بوضع صیغ اِقْشَعَرَّ برزبان باید آورد فائدہ در کتب مطوّلہ صرف ملحقات دیگر

میں کیا فرق ہے۔ جبکہ وزن دونوں کا ایک ہے۔

جواب:۔ اِحْرَنْجَمَ میں دو حرف زائد ہیں ہمزہ اور نون اور اس میں ہر دو لام رباعی کے ہیں۔ برخلاف اِقْعَنْسَسَ کے کہ اس میں لام کی تکرار ہے اور لام دوم زائد ہے۔

سوال:۔ اِقْعَنْسَسَ میں دو حرف ایک جنس کے موجود ہیں۔ ان میں ادغام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب:۔ ملحق میں ایسا ادغام نہیں کرتے کہ جس سے ملحق و ملحق بہ میں تفریق ہو جائے۔

اِفْعِنْلَاءٌ:۔ یہ باب ہمزۂ وصل، عین کے بعد نون اور لام کے بعد یا زیادہ کرنے سے بنا ہے۔ اِسْلِنْقَاءٌ چت لیٹنا۔

سوال:۔ اِسْلِنْقَاءٌ مصدر کا وزن اِفْعِنْلَاءٌ ہونا چاہیئے نہ کہ اِفْعِنْلَاءٌ کیونکہ حرف زائد للالحاق وزن میں حرف زائد سے نہیں تعبیر کیا جاتا۔ جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبٌ کا وزن فَعْلَلٌ ہے نہ فَعْلَدٌ اور فَعْلَبٌ۔

جواب:۔ حروف زائدہ للالحاق حرف زائد سے اس وقت تعبیر نہیں کئے جاتے۔ جب جنس کلمہ سے ہوں جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبٌ۔ اگر جنس کلمہ سے نہ ہوں تو حرف زائد سے تعبیر کئے جاتے ہیں جیسے اسلنقاء وغیرہ۔

بسیار ہم بر باعی مجرد وہم رباعی مزید فیہ شمردہ اند دریں رسالہ بر مشہورات اکتفا کردیم در باب تمفعل خلجان کردہ اند کہ زیادت الحاق قبل فا نمی آید جز تا کہ بضرورت ادائے معنی مطاوعت قبل فا می آید پس میم برائے الحاق نمی تواند شد بہمیں جہت صاحب منشعب گفتہ کہ ایں باب شاذ از قبیل غلط ست میم را اصلی گمان کردہ تا بران آوردند و مولانا عبد العلی صاحب در رسالہ ہدایۃ الصرف تَمَفْعُلُ را از ملحقات بر آوردہ داخل رباعی مزید فیہ کردہ اند و تحقیق اینست کہ ملحق ست و ایں تقیید کہ زیادت الحاق قبل فا نیاید بیجاست صاحب فصول اکبری اکثر صیغ را کہ دران زیادت قبل فاست

فائدہ :۔ باب تَمَفْعُلُ ملحق ہے یا نہیں۔ اس میں علمائے صرف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ملحق ہے کیونکہ اس میں تاء اور میم دو حرف زائد ہیں جن کی وجہ سے تَمَفْعُلُ جیسے تَمَسْكُنُ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلُ کا ہم وزن ہوگیا ہے۔ لہذا یہ ملحق بتَفَعْلُلُ ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ بھی اسی کے قائل ہیں۔ مگر اکثر صرفی اس کو ملحق نہیں مانتے۔ پھر ملحق نہ ماننے والوں سے بعض اس کو شاذ از قبیل غلط قرار دیتے ہیں اور بعض دیگر اس باب کو صحیح کہہ کر رباعی مزید فیہ قرار دیتے ہیں مصنف بالترتیب انکار ذکر فرماتے ہیں۔

قولہ در باب تمفعل :۔ باب تمفعل میں صرفیین نے تفکر و تردد کیا ہے اس قاعدہ کی وجہ سے کہ الحاق کے لئے فاء سے قبل کوئی حرف زائد نہیں کیا جاتا بجز تاء کے کہ یہ معنی مطاوعت ادا کرنے کے لئے فاء سے پہلے آجاتی ہے لہذا تَمَفْعُلُ کا میم الحاق کے لئے نہیں ہوسکتا۔ اسی قاعدہ کے پیش نظر صاحب منشعب نے کہا کہ یہ باب شاذ از قبیل غلط ہے کیونکہ اس کے میم کو اصلی سمجھ کر اس پر تاء زائد کی گئی ہے۔ حالانکہ میم زائد ہے مگر الحاق کیلئے نہیں۔ کیونکہ الحاق کلمہ کے اول میں نہیں ہوتا۔

قولہ و مولانا :۔ مولانا عبد العلی صاحب نے اپنے رسالہ "ھدایۃ الصرف" میں تمفعل کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں داخل کر دیا ہے۔ یعنی ان کے نزدیک تمفعل کوئی باب نہیں اور تمسکن وغیرہ رباعی مزید فیہ ہیں۔

قولہ و تحقیق :۔ اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ باب تمفعل ملحق ہے۔ یہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنا مذہب بیان کیا ہے

قولہ و ایں تقیید یہ باب تمفعل کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل کا جواب ہے یعنی یہ قید صحیح نہیں کہ الحاق کے لئے زیادتی قبل از فاء نہیں آتی۔ کیونکہ برائے الحاق زیادتی قبل از فاء کی نظیر صرف کی معتبر کتب میں موجود ہے چنانچہ صاحب فصول اکبری نے "اصول اکبری" میں بہت سے ایسے صیغوں کو ملحقات سے شمار

مثل نَرجَس وغیرہ از ملحقات شمردہ مناط الحاق برین ست کہ مزید فیہ بسبب زیادت بروزن رباعی گردد و معنی جدید از قبیل خواص علاوہ معانی ملحق بہ پیدا نہ کند ہرگاہ این مناط یافتہ شد در ملحق بودن تمسکن شبہہ نیست و چون مسکین بروزن مِفعِیلٌ ست نہ فِعلِیلٌ و قاعدہ معیّنہ محقّقان صرف کہ برای زیادت حرف مناسبت مزید فیہ با مادہ بدلالتی از دلالات ثلثہ یعنی مطابقی و تضمنی و التزامی کافی ست مقتضی زیادت میم ست در تمسکن و مسکین پس عدِّ مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ آنرا از باب تسربل

گیا ہے جن کے فاء کلمہ سے پہلے حرف زائد موجود ہے اور ان کو شاذ بھی نہیں کہا جیسے نَرجَس وغیرہ۔

فائدہ:۔ مطاوعت کے معنی ہیں ایک فعل کے بعد یہ ظاہر کرنے کے لئے دوسرا فعل لانا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے جیسے بَشَّرتُہٗ فَاَبْشَرَ میں نے اسے خوشخبری دی تو وہ خوش ہوگیا۔

قولہ مناط الحاق:۔ یہ مصنف کے اپنے مذہب (تحقیق آنیست الخ) کی دلیل ہے۔ یعنی الحاق کی صحت کا مدار دو شرطوں پر ہے۔ اول یہ کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے۔ دوم یہ کہ ملحق میں ملحق بہ کے معانی کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خواص ظاہر نہ ہوں اور جب یہ دونوں شرطیں پائی جارہی ہیں مثلاً تَمَسکُنٌ تاء اور میم کے زائد ہونے سے تَسَربُلٌ کے وزن پر آگیا ہے اور تمسکن میں باب تسربل کے علاوہ نئے خواص بھی نہیں پائے جاتے تو تمسکن کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور جب مسکین بروزن مِفعِیلٌ ہے نہ بروزن فعلیل یعنی اس میں میم زائد ہے نہ فاء کلمہ تو اس کے ملحق ہونے میں بھی شبہ نہیں۔

قولہ وقاعدہ معینہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ اپنے مذہب پر دوسری دلیل قائم فرماتے ہیں جو کہ متفق علیہ ہے وہ یہ کہ محققین صرف مثل ابن حاجب وغیرہ کا معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کے لئے مزید فیہ کی مناسبت اپنے مادہ واصل کے ساتھ اتنی کافی ہے کہ تین دلالتوں مطابقی، تضمنی اور التزامی سے کسی ایک سے ہوسکے۔ یہ قاعدہ بھی تمسکن اور مسکین میں میم کی زیادتی کو چاہتا ہے کیونکہ تمسکن اور مسکین اور ان کے مادہ سکون میں دلالت التزامی پائی جاتی ہے اور مسکین کے تصور سے سکون کا تصور آجاتا ہے یعنی مسکین کو سکون (ٹھہر جانا) حاصل ہے اور وہ غنی کی مثل حرکت وجنبش نہیں کرسکتا کہ جہاں چاہے اور جب چاہے چلا جائے۔ بلکہ صاحب قاموس نے لکھا ہے تَسَكَّنَ تَسَكَّنَ وَتَمَسْكَنَ صارمسکینا اس اعتبار سے تمسکن اور اس کے مادہ میں مناسبت باعتبار دلالت مطابقی کے پائی جاتی ہے لہذا مولانا عبد العلی کا میم کو اصلی قرار دیکر اس کو

باصالت میم صحیح نیست فائدہ صاحب شافیہ تَفَعُّلٌ و تَفَاعُلٌ را از ملحقات شمردہ جمیع محققین تخطیۂ او نمودہ اند بہمین جہت کہ ہرچند تَفَعُّلٌ و تَفَاعُلٌ بروزن رباعی گردیدہ لیکن دریں ہر دو باب خواص و معانی زائدست نسبت بملحق بہ پس مناط الحاق یافتہ نمی شود فائدہ حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہٗ برائے ضبط حرکات مصادر غیر ثلاثی مجرد قاعدہ تقریر فرمودہ اند افادۃً نوشتہ میشود قاعدہ ہر مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ در آخرش تا باشد و فا مفتوح بود مابعد ساکن اولش مفتوح باشد چوں مُفَاعَلَۃٌ و فَعْلَلَۃٌ و مُلحقات آن و ہر مصدر مذکور کہ تا قبل فای آن باشد و فا مفتوح بود مابعد ساکن اولش

باب تسربل سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

فائدہ:۔ لفظ اپنے کل معنی موضوع لہ پر دلالت کرے تو یہ دلالت مطابقی ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر، اور اگر معنی موضوع لہ کے جزء پر دلالت کرے تو دلالت تضمنی ہے جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان یا صرف ناطق پر۔ اور اگر معنی موضوع لہ کے خارج، لازم پر دلالت کرے تو یہ دلالت التزامی ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت قابل علم پر۔

قولہ فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ اپنی دلیل "مناط الحاق الخ" کی تائید میں یہ فائدہ لاتے ہیں۔ یعنی ابن حاجب نے شافیہ میں باب تَفَعُّلٌ و تَفَاعُلٌ کو ملحقات سے شمار کیا ہے جس کو تمام محققین نے اسی وجہ سے غلط قرار دیا ہے کہ اگرچہ تفعل و تفاعل رباعی کے وزن پر ہو گیا ہے مگر ان دونوں بابوں میں ملحق بہ کی نسبت خواص و معانی زائد ہیں لہٰذا مدار الحاق نہ پائے جانے کی وجہ سے یہ ملحق نہیں۔

فائدہ:۔ صاحب شافیہ نے تقسیم ابنیہ میں باب تفعل و تفاعل کو ملحقات سے شمار کیا ہے لیکن حروف زیادت کی بحث میں اُنْفُعَلَ، فَنْعَلَ اور فَاعَلَ کو دَحْرَجَ کے ملحقات سے خارج کر دیا ہے کیونکہ ان میں حروف زائد مفید معنی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تفعل و تفاعل بھی صاحب شافیہ کے نزدیک ملحقات سے نہیں کیونکہ ان میں بھی حروف کی زیادتی مفید معنی ہے اسی لئے شارحین شافیہ کو یہ کہنا پڑا کہ باب تفعل یا تفاعل کو ملحقات سے شمار کرنا یا تو ابن حاجب کی طرف سے سہو ہے یا ناسخین کی طرف سے تصرف۔

قولہ قاعدہ ہر مصدر: غیر ثلاثی مجرد کے جس مصدر کے آخر میں تاء ہو اور فا کلمہ مفتوح ایسے مصدر میں اوّل ساکن کے بعد حرف مفتوح ہوتا ہے جیسے مُفَاعَلَۃٌ، فَعْلَلَۃٌ اور اس کے ملحقات۔

مضموم باشد چون تَقَابُلٌ و تَقَبُّلٌ و تَسَرْبُلٌ و ملحقات آن و اگر فا ساکن بود مابعد آن مکسور باشد چون تَصْرِیْفٌ و ہر مصدر کہ ہمزۂ وصل در ابتدا داشتہ باشد مابعد ساکن اولش مکسور باشد چون اجتنابٌ و اِسْتِنْصَارٌ و غیر آن بجز اِفَّعُّلٌ و اِفَّاعُلٌ کہ از فروع تفعل و تفاعل اند اصلی از ابواب ہمزۂ وصل نیستند و ہر مصدر کہ ہمزۂ قطعی اولش باشد مابعد ساکن اولش مفتوح بود چون افعال دریں قاعدہ وجہ ضبط حرکت مابعد ساکن اوّل بالخصوص اینست کہ خطا در تلفظ ہمین حرف بیشتر از مردم واقع میشود اکثر مناسبت و دیگر مصادر مفاعلت را بکسر عین و اجتناب را بالفتح تا بر زبان می آرند قاعدہ برای ضبط

قولہ ہر مصدر مذکور :- یعنی غیر ثلاثی مجرد کے جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء مفتوح ہو تو اس کے اول کلمہ مابعد مضموم ہوگا جیسے تقابل، تقبل، تسربل اور اس کے ملحقات

قولہ و اگر فا ساکن :- جس مصدر کے اول میں تاء ہو اور فاء ساکن ہو تو مابعد فاء کا مکسور ہوتا ہے جیسے تَصْرِیْفٌ۔

قولہ و ہر مصدر کہ ہمزہ وصل :- جس مصدر کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو اس میں مابعد ساکنِ اول حرف مکسور ہوگا جیسے اِجْتِنَابٌ، اِسْتِنْصَارٌ وغیرہ۔

قولہ جز اِفَّعُّلٌ و اِفَّاعُلٌ :- یہ اس سوال کا جواب ہے کہ ان دونوں مصدروں میں ہمزۂ وصل ہے مگر مابعد ساکنِ اول مکسور نہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب ہمزۂ وصل کے مستقل باب نہیں بلکہ باب تفعل و تفاعل کی فرع ہیں۔

قولہ و ہر مصدر کہ ہمزۂ قطعی الخ :- جس مصدر کے اول میں ہمزۂ قطعی ہو اس میں مابعد ساکنِ اول مفتوح ہوگا جیسے اِفْعَالٌ۔

قولہ دریں قاعدہ :- یعنی اس قاعدہ میں بالخصوص ساکنِ اول کے مابعد کی حرکت کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ عموماً اسی حرف کے تلفظ میں غلطی ہوتی ہے مثلاً باب مفاعلہ کے مصادر مُنَاسَبَۃٌ وغیرہ کو زیادہ تر بکسر عین اور اِجْتِنَابٌ کو بفتح تاء پڑھتے ہیں۔

قولہ برائے ضبط حرکت عین :- غیر ثلاثی مجرد کے ابواب میں عین مضارع معلوم کی حرکت معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں فاء سے پہلے تاء ہو تو مضارع کی عین مفتوح ہوگی اور فاء سے پہلے تاء تین بابوں میں آتی ہے۔ تفعّل، تفاعل، تفعلل۔ جیسے تَعَلَّمَ، یَتَعَلَّمُ، تَجَاهَلَ، یَتَجَاهَلُ، تَدَحْرَجَ، یَتَدَحْرَجُ۔

حرکت عین مضارع معلوم در ابواب غیر ثلاثی مجرد اگر در ماضی تا قبل فا باشد عین مضارع مفتوح خواہد بود والا مکسور و در رباعی و ملحقات کل آں لام اول و ہر حرفیکہ بجای آں باشد حکم عین دارد پس در تَفَاعُل و تَفَعُّل و تَفَعْلُل و در ملحقاتش ماقبل آخر در مضارع معلوم مفتوح باشد و در جملہ ابواب دیگر مکسور باب سوم در صرف مہموز و معتل و مضاعف مشتمل برسہ فصل چوں از سر ابواب فارغ شدیم حالا بقواعد تخفیف و اعلال و ادغام می پردازیم تغییر ہمزہ را تخفیف گویند و تغییر حرف علت را اعلال و در آوردن یک حرف را در دیگرے و مشدد نمودن را ادغام فصل اول در مہموز مشتمل بر دو قسم قسم اوّل در قواعد تخفیف ہمزہ قاعدہ ہمزہ منفردہ ساکنہ وفق حرکت ماقبل خود شود جوازاً یعنی بعد فتحہ الف و بعد ضمہ واو و بعد

قولہ والا مکسور:۔ یعنی اگر ماضی میں فاء سے قبل تاء نہ ہو تو مضارع کی عین مکسور ہوگی جیسے یُکَرِّمُ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ابواب میں مضارع بناتے وقت ماضی کے اول میں تغیر کرنا پڑتا ہے جیسے اکتسب سے یکتسب باسقاط ہمزہ۔ اس لئے حرف اول کی موافقت میں ماقبل آخر کی حرکت کو بھی تبدیل کر دیتے ہیں یعنی ماضی میں ماقبل آخر مفتوح تھا مضارع میں مکسور کر دیا گیا۔

قولہ و در رباعی:۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ تقریر سوال یہ ہے کہ رباعی مزید فیہ کے باب تفعلل اور اس کے ملحقات کی ماضی میں فاء سے پہلے تاء ہے مگر مضارع کی عین مفتوح نہیں بلکہ ساکن ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور جو حرف اس کی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے لہذا تفاعل، تفعل اور تفعلل اور اس کے ملحقات میں مضارع معلوم میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور باقی تمام ابواب میں مکسور۔

قولہ تغییر ہمزہ:۔ ہمزہ کی تبدیلی کو تخفیف، حرف علت کی تغییر کو اعلال اور ایک حرف کو دوسرے میں داخل کر کے مشدد کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔

قولہ قاعدہ:۔ ہمزہ اکیلا اگر ساکن ہو تو اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق جوازاً حرف علت سے تبدیل ہو جاتا ہے یعنی فتحہ کے بعد الف ضمہ کے بعد واو اور کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے۔ جیسے رَاسٌ (سر) جو اصل میں رَأْسٌ تھا۔ ذِیبٌ (بھیڑیا) جس کا اصل ذِئْبٌ تھا اور بُوسٌ (بہت محتاج ہونا) جو اصل میں بُؤْسٌ تھا۔

فائدہ:۔ بیان امثلہ میں ذِیبٌ پر بُوسٌ کو مقدم کرتے تو بیانِ قاعدہ کے مطابق امثلہ کی ترتیب ہو جاتی مگر ایسا نہیں

کسرہ یا چوں رَاسٌ و ذِیبٌ و لُوسٌ قاعدہ ہمزہ ساکنہ بعد ہمزہ متحرکہ وجوباً وفق حرکت ماقبل شود چوں اٰمَنَ و اُومِنَ و اِیْمَاناً قاعدہ ہمزہ منفردہ مفتوحہ بعد ضمہ واو شود و بعد کسرہ یا جوازاً چوں جُوَنٌ و مِیَرٌ قاعدہ در دو ہمزہ متحرکہ اگر یکے ہم مکسور باشد

کیا تاکہ الف اخت فتحہ اور یاء اخت کسرہ یکجا ہو جائیں کیونکہ ان کو علامت فضلہ ہونے میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔

سوال:۔ ابدال ہمزہ کا بیان حذف ہمزہ پر مقدم کیوں کیا ہے ؟

جواب:۔ ابدال اصل ہے کیونکہ اس میں ذھاب بعوض ہوتا ہے اور حذف میں ہمزہ کے عوض کوئی حرف نہیں ہوتا۔ لہٰذا اصل کو مقدم کیا۔

سوال:۔ ہمزہ ساکنہ کو متحرکہ پر اور اس کے ضمن میں حذف جوازی کو وجوبی پر مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

جواب:۔ حرکت کی نسبت سکون اصل ہے اس لئے اس کو مقدم کیا اور تغیرات جائزہ کو واجبہ پر مقدم کرنا اولیٰ ہے۔ کیونکہ جواز اسقاط فی الجملہ اور وجوب اسقاط علی الدوام کا نام ہے اور اسقاط فی الجملہ کو مقدم کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ قاعدہ نمبر ایک کے مطابق ایسے کلمہ میں تخفیف کی جاتی ہے جس میں ادغام نہ ہو سکتا ہو۔ کیونکہ ادغام کا مرتبہ مقدم ہے اسی وجہ سے یَأُمّ میں جو کہ اصل میں یَأْمُمُ تھا پہلے ادغام کیا اور ادغام کے بعد ہمزہ ساکن نہ رہا۔ لہٰذا قانون تخفیف جاری نہ ہوا۔

قولہ قاعدہ[۲]:۔ ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے وجوباً تبدیل ہو جاتا ہے جیسے آمَنَ جو اصل میں اَأْمَنَ، اُومِنَ جو اصل میں اُؤْمِنَ اور اِیْمَاناً جو اصل میں اِئْمَاناً تھا۔ اس صورت میں تسہیل اور حذف ممکن نہیں۔ اول اس لئے کہ ہمزہ ساکن ہے۔ اور دوم اس لئے کہ دال علی المحذوف موجود نہیں۔ لہٰذا قلب متعین ہو گیا اور قلب واجب اس لئے ہے کہ تحقیق ہمزتین قبیح ہے۔

فائدہ:۔ قاعدہ[۲] اس وقت جاری ہوگا جب کلمہ ایک ہو اور تحریک ہمزہ کا باعث موجود نہ ہو۔ اُؤُمّ میں جو اصل میں اَأْمُمُ تھا ہمزہ الف نہیں کیا گیا کیونکہ باعث تحریک ہمزہ یعنی ادغام موجود ہے۔ جب ادغام کیا گیا تو ہمزہ ساکن نہ رہا۔

قولہ قاعدہ[۳]:۔ ہمزہ اکیلا مفتوحہ ضمہ کے بعد جوازاً واو اور کسرہ کے بعد یا ہو جاتا ہے جیسے جُوَنٌ (جمع جونۃ بمعنی عطردان) جو اصل میں جُؤَنٌ تھا اور مِیَرٌ اصل میں مِئَرٌ تھا۔ اس قاعدہ میں ہمزہ کا مفتوح ہونا شرط ہے۔ کیونکہ ہمزہ مضموم کا ماقبل بھی مضموم ہو تو اس میں تخفیف بصورت بین بین (تسہیل) کی جاتی ہے۔ اور اگر ہمزہ مکسور ہو تو اخفش کے نزدیک اگرچہ اس کو واو سے تبدیل کرنا جائز ہے مگر جمہور کے نزدیک اس میں بھی تخفیف بصورت بین بین کی جاتی ہے۔

قولہ در دو ہمزہ:۔ دو متحرک ہمزہ میں سے کوئی ایک بھی مکسور ہو تو دوسرا ہمزہ وجوباً یاء ہو جائے گا۔ جیسے جَاءٍ اور اَئِمَّۃٌ

ثانی یا شود وجوباً چوں جاءٍ و اَئِمَّۃٌ ورنہ واد چوں اَوَادِمُ و اُوَیْدِمٌ صرفیاں این قاعدہ را در صورت کسرہ ہم وجوبی گفتہ اند مگر این صحیح نیست زیرا کہ در بعضے قرآت متواترہ لفظ اَئِمَّۃٌ بہمزہ دوم آمدہ پس معلوم شد کہ قاعدہ مذکورہ جوازی ست قاعدہ ہمزہ بعد واو ویائے مدہ زائدہ ویای تصغیر جنس ماقبل گشتہ دران ادغام یابد جوازاً چوں

ورنہ واؤ جیسے اَوَادِمُ جمع آدَمُ اور اُوَیْدِمٌ۔

فائدہ:۔ جاءٍ میں تخفیف ہمزہ کا قاعدہ ۲ سیبویہ کے نزدیک جاری ہوتا ہے۔ سیبویہ کہتا ہے کہ جاءٍ در اصل جَایِئٌ تھا یاء الف فاعل کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہوگئی جَاءِءٌ ہوا۔ پھر ہمزہ دوم قاعدہ ۲ سے یاء ہوا اور یاء قاضٍ کے قاعدہ سے ساقط ہوگئی تو جاءٍ بروزن فَاعٍ ہوا۔ خلیل کے نزدیک اس میں قلب مکانی کیا گیا یعنی عین کو لام کی جگہ اور لام کو عین کی جگہ رکھا گیا تو جَایِئٌ سے جَائِیٌ ہوا۔ پس یاء بقاعدہ قاضٍ ساقط ہوگئی جاءٍ ہوا۔ خلیل کہتا ہے کہ قلب مکانی نہ کریں تو اجتماع ہمزتین لازم آئیگا جو مکروہ ہے اور قلب مکانی میں قلت تغیر ہے لہذا یہ راجح ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے قاعدہ ۲ کی مثال میں جاءٍ ذکر کر کے سیبویہ کے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ قلب مکانی میں اگرچہ قلت تغیر ہے مگر یہ خلاف قیاس ہے۔

قولہ اَئِمَّۃٌ:۔ یہ امام کی جمع ہے۔ اصل میں اَأْمِمَۃٌ تھی۔ اول میم کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کیا۔ اَئِمَّۃٌ ہوا پھر زیر بحث قاعدہ سے ہمزہ ثانی کو یاء کیا اَیِمَّۃٌ ہوا۔

سوال:۔ اَأْمِمَۃٌ میں قاعدہ ۲ نہیں جاری کیا گیا بلکہ ادغام کیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ اس میں بوجوہات ذیل ادغام کو تخفیف پر ترجیح دی گئی ہے۔

۱۔ اس میں تخفیف کا قاعدہ اول میں جاری ہوتا ہے اور ادغام آخر میں اور کلمہ کے آخر میں تبدیلی اولی ہوتی ہے۔

۲۔ التباس کے خوف سے یعنی اگر ہمزہ دوم کو بقاعدہ ۲ الف کرتے اور ادغام کرتے تو آمَّۃٌ ہو جاتا اور اَمَّ یَأُمُّ کے اسم فاعل سے التباس ہوتا۔

۳۔ تاکہ اَئِمَّۃٌ ان اوزان جمع کے موافق ہو جائے جو مضاعف سے آتے ہیں جیسے اَعِنَّۃٌ و اَشِقَّۃٌ۔

قولہ صرفیان: یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ قرآن کریم میں اَئِمَّۃٌ ہمزہ کے ساتھ آیا ہے حالانکہ بموجب قاعدہ زیر بحث ہمزہ کو یاء کرنا واجب ہے۔

مصنف علام فرماتے ہیں کہ صرفیین نے اس قاعدہ کو کسرہ کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ بعض قرآتِ متواترہ میں لفظ ائمۃ ہمزہ دوم کے ساتھ آیا ہے اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ائمۃ میں یہ قاعدہ جوازی ہے

مَقْرُوَّةٌ و خَطِيَّةٌ و اُفَيِّسٌ قاعده چوں بعد الف مفاعل ہمزه قبل یا واقع شود بیای مفتوحه بدل شود و یا بالف چون خطایا جمع خطیئة خطایئ بود بسبب وقوع آن قبل طرف بعد الف جمع ہمزه شد پس خطاءِءُ گردید بعد ازاں ہمزه ثانیه بقاعده جاءٍ یا شد پس حسب این قاعده ہمزه رایای مفتوحه و یارا الف کردند خطایا شد قاعده ہمزه متحرک که پس حرف ساکن غیر مده زائده و یار تصغیر بعد نقل حرکتش بما قبل محذوف شود جوازاً چوں یَسَلُ وَقَدْ فَلْحَ و یَرِمیناءُ قاعده دریَرِی و یُرِای و جمله افعال رؤیت ایں قاعده لطور وجوب مستعمل ست نه در اسمای مشتقه از رؤیت پس در مَرْأی ظرف و مصدر میمی و در مِرْآةٌ آله و در مَرْئِیٌّ اسم مفعول حرکت ہمزه بما قبل داده ہمزه را حذف کردن جائز ست نه واجب قاعده

جیساکہ زرادی وغیرہ میں مذکور ہے ۔

فائدہ :۔ مصنف علام نے عام صرفیوں کے مذہب کے مطابق ہمزہ ثانی کے مکسور ہونے کی صورت میں اس کو یاء کرنا واجب قرار دیا ہے ورنہ ان کا اپنا مذہب جواز کا ہے ۔

قولہ قاعدہ :۔ ہمزہ بعد واو اور یائے مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے جوازاً ما قبل کی جنس ہو کر اس میں ادغام ہو جاتا ہے ۔ جیسے مَقْرُوَّةٌ (پڑھا ہوا) اصل میں مَقْرُوْءَةٌ تھا ۔ اس میں ہمزہ واو مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے اور خَطِيَّةٌ (گناہ) اصل میں خَطِيْئَةٌ تھا اس میں ہمزہ یائے مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے ۔ اور اُفَيِّسٌ جو اَفْؤُسٌ کی تصغیر ہے اور اَفْؤُسٌ فَأْسٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں کلہاڑی ۔ یہ اصل میں اُفَيْئِسٌ تھا ۔ ہمزہ یائے تصغیر کی جنس ہو کر اس میں ادغام ہو گیا اُفَيِّسٌ ہوا ۔

قولہ قاعدہ :۔ الف مفاعل کے بعد اگر ہمزہ یاء سے قبل واقع ہو تو یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور یاء الف سے جیسے خَطَایَا جو خَطِيْئَةٌ کی جمع ہے ۔ یہ اصل میں خَطَايِئُ تھا یاء الف جمع کے بعد اور قبل طرف واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہو گئی تو خَطَاءِءُ ہوا ۔ پھر دوسرا ہمزہ جَاءٍ کے قاعدہ سے یاء ہو گیا ۔ پس اس قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ اور یاء کو الف سے بدلا تو خَطَايَا ہوا ۔

فائدہ :۔ سیبویہ اور خلیل خطایا کی اصل اول (خَطَايِئُ) میں متفق ہیں ۔ مگر اصل ثانی میں مختلف ہیں ۔ سیبویہ کے نزدیک اصل ثانی خَطَاءِءُ ہے جیساکہ متن میں مذکور ہے مگر خلیل کے نزدیک خَطَايِئُ میں قلب مکانی کر کے اس کو

ہمزہ متحرکہ اگر بعد متحرک باشد دراں بین بین قریب وبین بین بعید ہر دو جائز ست
خواندن ہمزہ میان مخرج خود ومخرج حرف علتی کہ وفق حرکتش باشد بین بین قریب
ست ومیان مخرج او ومخرج حرف علت وفق حرکت ماقبل بین بین بعید وبین بین
راتسہیل ہم گویند مثال سَاَلَ سَئِمَ لَؤُمَ درسَاَلَ ہر دو بین بین ہمزہ در مخرج خود و

خَطَائِیُ بنایا گیا اور پھر اس میں قاعدہ ۲۰ جاری کیا گیا۔ مصنف نے سیبویہ کے مذہب کو اختیار کیا کیونکہ عرب سے اَللّٰھُمَّ اَغْفِرْلِیْ خَطَاءِ مسموع ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس میں قلب مکانی نہیں کیا گیا۔

قولہ قاعدہ :- جو ہمزہ متحرکہ حرف ساکن غیر مدہ زائدہ اور غیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو تو اس کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے جیسے یَسَلُ اصل میں یَسْئَلُ تھا۔ قَدَفْلَحَ اصل میں قَدْاَفْلَحَ تھا اور یَرَبِیْ خَاہُ جو اصل میں یَرْمِیْ اَخَاہُ تھا۔

فائدہ :- صاحب لغزک نے حواشی بیضاوی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ قَدَاَفْلَحَ میں ہمزہ تلفظ میں محذوف ہے نہ کتابت میں۔

قولہ قاعدہ :- یَرٰی (مضارع معلوم) اور یُرٰی (مضارع مجہول) میں اور تمام افعالِ رُؤْیَتْ میں یہ قاعدہ بطور وجوب جاری ہوتا ہے کیونکہ افعال رؤیت محاورات عرب میں کثیر الورود ہیں اور کثرت مقتضئی خفت ہے اس لئے ہمزہ وجوبا حذف کیا جاتا ہے اور رؤیت کے اسمائے مشتقہ میں اجرائے قاعدہ بطور وجوب نہیں اس لئے مَرَاۃٌ اسم ظرف ومصدر میمی میں اور مِرْاَۃٌ اسم آلہ و مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر حذف کرنا جائز ہے۔ واجب نہیں۔

قولہ ہمزہ متحرکہ :- مصنف علیہ الرحمۃ تخفیف ہمزہ کی تیسری صورت بیان کرتے ہیں کہ اگر ہمزہ متحرکہ حرف متحرک کے بعد واقع ہو تو بین بین (تسہیل) پڑھ سکتے ہیں۔ ہمزہ کو اس کے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنے کو بین بین قریب و بین بین مشہور کہتے ہیں۔ اور ہمزہ کو اس کے مخرج اور ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید اور بین بین غیر مشہور کہلاتا ہے۔ مثلاً سَئَلَ میں بین بین قریب و بعید ہر دو صورت میں ہمزہ اپنے اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے گا کیونکہ خود ہمزہ مفتوح ہے اور ماقبل بھی۔ اور سَئِمَ میں بین بین قریب کی صورت میں ہمزہ اپنے مخرج اور یا کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے اور بین بین بعید کی صورت میں اپنے اور الف کے مخرج کے درمیان، اور لَؤُمَ میں ہمزہ اور واؤ کے مخرج کے درمیان پڑھنا قریب اور الف و ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھنا بعید ہے۔

الف خوانده خواہد شد چہ خود ہمزہ ہم مفتوح ست وما قبلش ہم مفتوح و در سَئِمَ
در بین بین قریب میان مخرج یا وہمزہ و در لعید میان مخرج الف وہمزہ و در لَؤُمَ میان
مخرج واؤ وہمزہ بین بین قریب ست ومیان مخرج الف وہمزہ لعید ولعد الف در
ہمزہ بین بین قریب جائز ست قاعدہ ہمزۂ استفہام چوں بر ہمزہ درآید چون ءَاَنْتُمْ
دران جائز است کہ ثانیہ را بحرفیکہ قاعدہ تخفیف مقتضی آن باشد بدل کنند پس در
ءَاَنْتُمْ اَوَنْتُمْ سازند و جائز ست کہ ہمزہ را تسہیل کنند قریب یا لعید و جائز ست کہ
میان ہمزتین الف متوسط بیارند آءَنْتُمْ گویند قسم دوم در گردانہائے مہموز
مہموز فا از باب نَصَرَ الْاَخْذُ گرفتن اَخَذَ یَاخُذُ اَخْذاً فَھُوَ اٰخِذٌ واُخِذَ
یُوخَذُ اَخْذاً فھو مَاخُوذٌ الْاَمْرُ منه خذ والنہی عنه لَا تَاخُذْ الظرف
منه مَاخَذٌ والْاٰلةُ مِنْهُ مِیْخَذٌ و مِیْخَذَةٌ و مِیْخَاذٌ تثنیتھما مَاخَذَانِ و
مِیْخَذَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا مَآخِذُ و مَآخِیْذُ افعل التفضیل منه اٰخَذُ و

قولہ ولعد الف :۔ لعنی الف کے بعد ہمزہ میں بین بین قریب (مشہور) جائز ہے کیونکہ ماقبل ساکن ہے اور غیر مشہور وہاں جائز ہوتا ہے جہاں ماقبل متحرک ہو۔ مثلاً سَائِلٌ میں ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق حرف علت لعنی الف کے مخرج کے درمیان پڑھ سکتے ہیں۔

قولہ قاعدہ ہمزۂ استفہام :۔ جب ہمزہ قطعی سے پہلے ہمزۂ استفہام آئے جیسے ءَاَنْتُمْ ، ءَاَبِلٌ اور ءَاُخُذٌ تو اس میں تین صورتیں جائز ہیں۔

۱۔ دوسرے ہمزہ کو قاعدۂ تخفیف کے مطابق تبدیل کرنا، لعنی دوسرے ہمزہ کو واؤ کر کے اَوَنْتُمْ ، اَوَبِلٌ اور اَوُخذ پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ بین بین قریب ولعید

۳۔ ہمزتین کے درمیان الف لانا۔

المونث منه اُخذیٰ وتثنیتهما اُخذانِ و اُخذَیانِ والجمع منهما اُخذُونَ وَاَوَخِذُو اُخَذٌ و اُخذَیاتٌ امرایں باب کہ خذ آمدہ برخلاف قیاس است قیاس مقتضی آن بود کہ اوخذ می آید بابدال ہمزۂ دوم بواو بقاعدہ اومن وہمچنیں امر اَکَلَ یَاکُلُ ہم کُلْ آمدہ و در امر اَمَرَ یَاْمُرُ حذف ہمزتین والقای ہر دو ہم جائز ست مُر و اُؤمر ہر دو آمدہ در صیغ مضارع معلوم ایں باب غیر واحد متکلم قاعدۂ رَاسٌ جاری نست و در مفعول وظرف ہم و در آلہ قاعدہ بیرٌ و در مضارع مجہول غیر واحد متکلم قاعدۂ بُوسٌ و در واحد متکلم مضارع

قولہ امرایں باب:۔ اس باب کا امر خلافِ قیاس خُذْ آیا ہے۔ قاعدہ کے مطابق اس باب کا امر اُومِنْ کا قاعدہ جاری ہونے کے بعد اُوخُذْ آتا مگر کثرت استعمال کی وجہ سے اس میں اور اَکَلَ یَاکُلُ کے امر کُلْ میں ہمزتین کا حذف لازم کر دیا گیا ہے تاکہ تخفیف بروجہ اتم حاصل ہو جائے لیکن مُرْ میں ہمزتین کا حذف کرنا اور باقی رکھنا جائز ہے۔

فائدہ:۔ درج کلام میں ہمزہ دوم کو باقی رکھنا افصح ہے۔ جیسا ارشادِ باری ہے وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ کیونکہ علت حذف اجتماع ہمزتین تھی جو کہ ہمزۂ وصل کے ساقط ہونے سے باقی نہ رہی۔ لیکن اگر ابتدا میں آئے تو حذف افصح ہے کما قال علیہ الصلوۃ والسلام مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ۔

قولہ در صیغ مضارع معلوم:۔ اس باب کے مضارع معلوم میں واحد متکلم کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں اور اسم مفعول وظرف میں رَاسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے اور اسم آلہ میں بِیرٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ مضارع مجہول میں واحد متکلم کے علاوہ باقی صیغوں میں بُوسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اور واحد متکلم مضارع معروف واسم تفضیل میں آمَنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے اور اسم تفضیل کی جمع میں قاعدۂ اَوَادِمُ۔ مضارع مجہول صیغہ واحد متکلم میں اُومِنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ تمام تعلیلات سمجھ کر زبانی یاد کر لینی چاہئیں۔

قولہ تعلیلات:۔ اس باب کے صیغوں کی تعلیلات باب اَخَذَ کی طرح سمجھ لیں صرف اتنا فرق ہے کہ اس باب کا امر اِیسِرْ ہے جس میں اِیمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

قولہ دیگر ابواب:۔ دیگر ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اسی طرح کر لینی چاہئیں۔ اس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مہموز فاء ثلاثی مجرد کے صرف مذکورہ بالا دو بابوں سے نہیں آتا بلکہ دیگر ابواب سے بھی آتا ہے جن کا ذکر اختصار کے پیش نظر ترک کر دیا گیا ہے تم خود ان کی گردانیں کر لو۔

معروف وافعل التفضیل قاعدۂ اٰمَنَ و در جمع آن قاعدۂ اٰوَادِمُ و در واحد متکلم مضارع مجہول قاعدۂ اُوْمِنَ تعلیلات ہمہ فہمیدہ برزبان باید آورد مہموز فا از باب ضرب اَلْاَسْوُ بند کردن اَسَرَ یَاسِرُ اَسْرًا الخ تعلیلات صیغ بقیاس باب اَخَذَ باید فہمید جز انیکہ درامر آن کہ الیسرست قاعدۂ ایمانٌ جاری شدہ دیگر ابواب ثلاثی مجرد را ہمیں وضع باید گردانید مہموز فا از باب افتعال اَلْاِیْتِمَارُ فرمانبرداری کردن اِیْتَمَرَ یَاتَمِرُ اِیْتِمَارًا فَهُوَ مُوْتَمِرٌ وَاُوْتُمِرَ یُوْتَمَرُ اِیْتِمَارًا فَهُوَ مُوْتَمَرٌ الامر منہ اِیْتَمِرْ والنہی عنہ لاتَاتَمِرْ الظرف منہ مُوْتَمَرٌ در ماضی معلوم و امر حاضر معروف و مصدر قاعدۂ ایمانٌ جاری شدہ و در ماضی مجہول قاعدہ اُوْمِنَ و در مضارع معلوم قاعدۂ رَاسٌ و در مجہول و فاعل و مفعول و ظرف قاعدۂ بُوْسٌ مہموز فا از باب استفعال اَلْاِسْتِیْذَانُ اذن خواستن اِسْتَاذَنَ یَسْتَاذِنُ اِسْتِیْذَانًا الخ صیغ ایں باب و دیگر ابواب ثلاثی مزید بقیاس صیغ سابقہ باید فہمید برآوردن تعلیلات آن دشوار نیست فائدہ در مہموز عین از ثلاثی مجرد بصیغ

قولہ در ماضی معلوم:- اس باب کی ماضی معلوم (اِیْتَمَرَ) اور امر حاضر معلوم (اِیْتَمِرْ) اور مصدر (اِیْتِمَارٌ) میں اِیْمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے اور ماضی مجہول میں اُوْمِنَ کا قاعدہ اور مضارع معلوم میں رَاسٌ کا قاعدہ اور مضارع مجہول، اسم فاعل، اسم مفعول اور ظرف میں بُوْسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

قولہ صیغ ایں باب: اس باب و دیگر ابواب ثلاثی مزید فیہ کے صیغے سابقہ صیغوں کی طرح سمجھ لینے چاہئیں۔ ان کی تعلیلات نکال لینا مشکل نہیں۔

سوال:- مہموز فاء کے باب افتعال و استفعال کو بالخصوص ذکر کرنے میں کیا نکتہ ہے؟

جواب:- ان کے ذکر میں ان کے کثیر آنے و دیگر ابواب کے قلیل آنے کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ فائدہ در مہموز عین:- مہموز عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں قاعدۂ بین بین جاری ہے اور مضارع

ماضی قاعدہ بین بین جاری ست و در مضارع و امر قاعدہ یَسَلُ زَأَرَ یَزْئَرُ از ضرب ست وَسَأَلَ یَسْأَلُ از فتح وَسَئِمَ یَسْأَمُ از سمع ولَؤُمَ یَلْؤُمُ از کرم در امر بروقت اجرای قاعدہ یَسَلُ ہمزۂ وصل ساقط خواہد شد در اِزْئِرْ زِرْ و در اِسْأَلْ سَلْ خواہند گفت و در اِسْأَمْ سَمْ و در اُلْؤُمْ لُمْ گردانہای اینہارا باین وضع ضبط باید کرد مثلاً زِرْ زِرَا زِرُوا زِرِی زِرَا زِرْنَ سَلْ سَلَا سَلُوا سَلِی سَلَا سَلْنَ لُمْ لُمَا لُمُوا لُمِی لُمْنَ در مہموز عین از ابواب ثلاثی مزید ہم برین قیاس قواعد جاری باید کرد فائدہ در مہموز لام باکثر صیغ چون قَرَءَ یَقْرَءُ قاعدہ بین بین ست و در واحد ماضی مجہول چون قُرِئَ قاعدہ مِیْرُ و در امر و جمیع صیغ مضارع مجزوم قاعدہ ہمزہ منفردہ ساکنہ پس در اِقْرَءْ و لَمْ یَقْرَءْ ہمزہ الف شود و در اُدْرُءْ و لَمْ یَدْرُءْ واو و در مکسور العین یا و در ابواب ثلاثی مزید فیہ از مہموز عین و مہموز لام بقواعد مذکورہ بالا تعلیلات صیغ می باید برآورد اشکالی ندارد فصل دوم در معتل مشتمل بر پنج قسم قسم اول در قواعد معتل قاعدہ[1] ہر واو کہ میان

دامر میں یَسَلُ کا قاعدہ جاری ہے۔

قولہ زَأَرَ یَزْئَرُ:۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مہموز عین ثلاثی مجرد کے ان چار بابوں سے آتا ہے۔

قولہ در امر:۔ امر میں قاعدہ یسل جاری ہونے کے وقت ہمزۂ وصل ساقط ہو جائے گا۔ لہذا اِزْئِرْ میں زِرْ، اِسْأَلْ میں سَلْ، اِسْئَمْ میں سَمْ اور اُلْؤُمْ میں لُمْ کہیں گے۔

قولہ در مہموز لام:۔ مہموز لام کے اکثر صیغوں میں قاعدہ بین بین جاری ہوتا ہے۔ مثلاً قَرَأَ یَقْرَأُ میں اور ماضی مجہول کے واحد مثلاً قُرِئَ میں مِیْرُ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور امر و مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ کا قاعدہ جاری ہے۔ لہذا اِقْرَأْ اور لَمْ یَقْرَأْ میں ہمزہ الف بن سکتا ہے اور اُدْرُءْ و لَمْ یَدْرُءْ میں واو ہو سکتا ہے اور مکسور العین میں یاء۔

قولہ قسم اول:۔ معتل کے قواعد جاننے سے پہلے امور اربعہ کا جاننا ضروری ہے۔

علامت مضارع مفتوحہ وکسرہ یا فتحہ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق باشد واقع شود بیفتد چوں یَعِدُ وَ یَهَبُ وَیَسَعُ اینکہ اصل قاعدہ در یا تقریر میکنند و دیگر صیغ مضارع را تابع میگردانند تطویل لاطائل ست و ہمچنیں در یَہَبُ وغیرہ قائل بانمعنی شدن کہ اینہا در اصل مکسور العین بودند برعایت حرف حلق عین را فتحہ دادند تکلف بار دست تقریر درست برائے قاعدہ ہمیں ست کہ کردیم وصاحب منظوم نیک ایں تقریر را نوشتہ

۱۔ اعلال کے لغوی معنی ۲۔ اصطلاحی معنی ۳۔ اقسام اعلال ۴۔ حروف اعلال ۔ اعلال لغت میں مطلق تبدیلی کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں حرف علت کے تغیر کو اعلال کہتے ہیں۔ اعلال کی تین قسمیں ہیں اعلال بالحذف اعلال بالقلب، اعلال بالاسکان۔ اعلال کے حروف تین ہیں۔ واؤ، الف، یاء

قولہ قاعدہ:۔ جو واو کہ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا ایسے کلمہ کے علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان ہو جس کا عین یا لام حرف حلقی ہے ایسا واؤ گر جاتا ہے۔ جیسے یَعِدُ اصل میں یَوْعِدُ۔ یَصَبُ اصل میں یَوْهَبُ اور یَسَعُ اصل میں یَوْسِعُ تھا۔ واؤ زیر بحث قاعدہ سے حذف ہو گیا ہے۔

قولہ اینکہ اصل قاعدہ:۔ بیان قاعدہ کے بعد مصنف ان صرفیین پر رد کرتے ہیں جنہوں نے مضارع میں حذف واؤ کے قاعدہ کی تقریر اس طرح کی کہ وہ واؤ گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو۔ وجہ رد یہ ہے کہ اس تقریر سے حذف واؤ کا قاعدہ صرف یَوْعِدُ میں جاری ہوتا ہے اور تَوْعِدُ، اَوْعِدُ، نَوْعِدُ سے یَوْعِدُ کی تبعیت میں واؤ حذف کرنا پڑتا ہے جو کہ خالی از تکلف نہیں اور مصنف نے چونکہ تقریر قاعدہ میں مطلق علامت مضارع کا ذکر کیا ہے اس لئے مصنف کی تقریر سے کسی صیغہ کو دوسرے صیغہ کے تابع کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

قولہ وہمچنیں در یَہَبُ:۔ اسی طرح یَهَبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ یہ در اصل مکسور العین تھے۔ حرف حلقی کی رعایت سے ان کو فتحہ دیا گیا ہے۔ یہ بھی تکلف محض ہے۔ یہ ان لوگوں پر رد ہے جنہوں نے اصل تقریر تو یاء اور کسرہ میں کی یعنی وہ واؤ گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ وکسرہ کے درمیان ہو اور یَهَبُ وغیرہ (جن میں واؤ یائے مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہو کر گر گیا ہے) کے متعلق کہا کہ یہ اصل میں مکسور العین تھے۔ حرف حلقی کی رعایت میں ان میں عین کو فتح دیا گیا ہے۔ وجہ رد یہ ہے کہ یَهَبُ وغیرہ کے عین کلمہ میں کسرہ فرض کرنے میں کمال تکلف ہے کیونکہ اس کسرہ پر محافظت قاعدہ کے علاوہ کوئی چیز دال نہیں۔ نیز اہل لغت اور صرفیین نے مثلاً یَهَبُ کو باب ضَرَبَ سے نہیں شمار کیا۔ مصنف نے حذف واؤ کا جو قاعدہ بیان کیا ہے اس سے یَهَبُ وغیرہ کو مکسور العین قرار دینے کی تاویل کی ضرورت نہیں رہتی

قاعدہ۲ واو فای مصدر کہ بروزن فِعْلٌ باشد بیفتد و عین کسرہ یابد مگر در مفتوح العین گاہی فتحہ وہند و تاء عوض در آخر بیفزایند چون عِدَۃٌ و زِنَۃٌ و سَعَۃٌ کہ در اصل وِعْدٌ وِزْنٌ

اور تمام مفتوح العین مادے جن میں واؤ محذوف ہے۔ اس قاعدہ کے تحت آجاتے ہیں۔

قولہ قاعدہ۲ :۔ جو مصدر کہ فِعْلٌ کے وزن پر ہو اس کے فا کلمہ کا واو حذف ہو جاتا ہے۔

فائدہ :۔ صرفیوں کا اس میں اختلاف ہے کہ قاعدہ ۲ میں مصدر کا فِعْلٌ کے وزن پر ہونا شرط ہے یا فِعْلَۃٌ کے وزن پر بھی وجہ ہے کہ عِدَۃٌ کے اصل میں اختلاف ہے کہ اصل میں وِعْدٌ تھا یا وِعْدَۃٌ۔ مصنف اور دیگر بعض صرفیوں کے نزدیک مصدر کا بروزن فِعْلٌ ہونا شرط ہے لہٰذا ان کے نزدیک عِدَۃٌ کا اصل وِعْدٌ تھا۔ واو ایسے مصدر کے فا کلمہ میں واقع ہو کر جو فِعْلٌ کے وزن پر ہے ساقط ہو گیا۔ عین کلمہ مضارع کی موافقت میں مکسور ہو گیا یا اس لئے کہ ساکن کو حرکت کسرہ دی جاتی ہے اور واو کے عوض آخر میں تائے تانیث بڑھائی تاکہ کلمہ قدر صالح سے نہ نکلے عِدَۃٌ ہوا۔ اول میں تا نہ لانے کی وجہ تعذر سے بظاہر التباس ہے اور تا لانے کی وجہ یہ ہے کہ عموماً واو تا ہو جاتا ہے جیسے وراث سے تراث۔ جاربردی وغیرہ کے نزدیک عِدَۃٌ دراصل وِعْدَۃٌ تھا کیونکہ ان کے نزدیک مصدر کا بروزن فعلۃ ہونا ضروری ہے۔ حذفِ واو کے بعد تائے تانیث نے عوض کا حکم حاصل کر لیا اور کلمہ کے آخر میں بحیثیت عوض لازم ہو گئی۔

سوال :۔ کسی شے کا عوض اس کی موجودگی میں نہیں ہوتا۔ تاکہ عوض و معوض کا اجتماع نہ ہو۔ اگر وِعْدَۃٌ میں تاء واو کے عوض ہے تو یہ واو کی موجودگی میں کیسے باقی رہی ؟

جواب۱ :۔ لزوم تاء کا لعوض ہے۔ یعنی وِعْدَۃٌ میں تائے تانیث لازم نہ تھی مگر حذفِ واو کے بعد لازم کر دی گئی تو تائے تانیث کا لزوم بمنزلہ عوض کے ہے۔ حقیقتاً عوض نہیں کہ اعتراض مذکور لازم آئے۔

جواب۲ :۔ وعدۃ کی تاء میں وصف عوضیت وجود واو کے وقت معتبر نہیں بلکہ حذف واو کے بعد معتبر ہے یعنی یہ عوض جعلی ہے حقیقی نہیں۔

قولہ وعین کسرہ یابد :۔ حذفِ واو کے بعد عندالاکثر عین کلمہ واو کی حرکت سے مکسور ہو جاتا ہے کیونکہ فعل جو تعلیل میں اصل ہے اس میں واو ساکن محذوف ہوا ہے۔ لہٰذا مصدر میں واو کی حرکت مابعد کو دیکر واو ساکن حذف کرنا چاہیئے تاکہ اصل پر فرع کی زیادتی لازم نہ آئے۔ یعنی اصل (فعل) میں صرف واو محذوف ہو اور فرع (مصدر) میں واو بمعہ حرکت تو فرع کی زیادتی لازم آئے گی اور بعض صرفیوں کے نزدیک عین کلمہ یا تو اس لئے مکسور ہوتا ہے کہ ساکن کو حرکت کسرہ کی دی جاتی ہے اور یا اس لئے کہ مصدر کے عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے موافق ہو جائے۔

قولہ مگر در مفتوح العین :۔ یعنی جب مضارع کا عین کلمہ حرفِ حلق کی رعایت میں مفتوح ہو تو مصدر کا عین کلمہ

وِسْعٌ بود قاعدہ۳ واو ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یا شود چوں مِیْعَادٌ نہ اِجْلِوَّاذٌ و یای ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واو شود چون مُوْسِرٌ نہ مُیِّزَ والف بعد ضمہ واو شود چون تُوْتِلَ و بعد کسرہ یا چوں مَحَارِیْبُ قاعدہ۴ واو و یا اصلی کہ فای افتعال باشد تا شدہ

مضارع کی رعایت سے مفتوح ہوتا ہے جیسے سَعَۃٌ ۔

قولہ قاعدہ۳:۔ واو ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے۔ جیسے مِیْعَادٌ جو اصل میں مِوْعَادٌ تھا کیونکہ ایسا واؤ متعسر النطق ہوتا ہے لیکن جب اس یاء کا ماقبل مضموم ہو جائے تو علت قلب (کسرۂ ماقبل) نہ ہونے کی وجہ سے واؤ تلفظ میں لوٹ آتا ہے جیسے یا زَیْدُ اُیْجَلْ مگر لکھی یاء جاتی ہے کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ اس صورت پر لکھا جائے جس پر کہ آغاز کلام کے وقت لکھا جاتا ہے اور ابتدائے کلام میں اِیْجَلْ یاء کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ لہٰذا ماقبل مضموم ہونے کے وقت بھی یاء کے ساتھ لکھا جائے گا۔

قولہ نہ اِجْلِوَّاذٌ:۔ اِجْلِوَّاذٌ میں واو یا نہیں ہوگا کیونکہ یہ واؤ ساکن مدغم ہے جو کہ حرف صحیح کی قوت میں ہوتا ہے۔

قولہ و یای ساکن:۔ یائے ساکنہ غیر مدغم ضمہ کے بعد واؤ ہو جاتی ہے جیسے مُوْسِرٌ جو اصل میں مُیْسِرٌ تھا نہ مُیِّزَ کیونکہ اس میں یائے مدغم ہے اور الف ضمہ کے بعد واؤ ہو جاتا ہے جیسے تُوْتِلَ ماضی مجہول۔ جب ماضی معلوم کے اوّل کو ضم دیا گیا تو الف واؤ ہو گیا۔ اور کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے جیسے مَحَارِیْبُ، مِحْرَابٌ کی جمع بروزن مفاعیل بناتے وقت جب الف جمع کے مابعد یعنی را کو کسرہ دیا تو الف یاء ہو گیا۔

سوال:۔ مُوْسِرٌ و تُوْتِلَ میں یاء والف کو ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ کیا گیا ہے لیکن ماقبل کے ضمہ کو الف اور یاء کی رعایت میں فتحہ اور کسرہ نہیں دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ حرکات کے تغیر سے وزن میں تغیر ہوتا ہے لیکن حروف کے تغیر سے وزن سلامت رہتا ہے لہٰذا حروف کا تغیر حرکات کے تغیر سے اولیٰ ہوا۔

قولہ قاعدہ۴:۔ جو واؤ و یائے اصلی کہ باب افتعال کے فاکلمہ میں واقع ہو تاء ہو کر تائے افتعال میں ادغام ہو جاتی ہے جیسے اِتَّقَدَ جس کی اصل اِوْتَقَدَ ہے اور اِتَّسَرَ جس کی اصل اِیْتَسَرَ ہے اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ اگر واؤ و یاء کو تبدیل نہ کریں تو باب واحد کا واوی و یائی ہونا لازم آئے گا۔ مثلاً اِیْتَسَرَ میں یاء اور اُوْتُسِرَ میں واؤ آئے گا اور واؤ و یاء کو تاء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ واؤ کا تاء ہونا کلام عرب میں شائع ہے جیسے وُرَاثٌ سے تُرَاثٌ اور یاء واؤ پر محمول ہو کر تاء ہو جاتی ہے۔

درتا ادغام یابد چوں اِتَّقَدَ کہ اِوْتَقَدَ بود وَاِتَّسَرَ کہ اِیْتَسَرَ بود قاعدہ[۵] واو مضموم و مکسور دراول ومضموم در وسط جوازاً ہمزہ شود چوں اُجُوْہٌ واِشَاحٌ واُقِّتَتْ واَدْءُرٌ کہ وُجُوْہٌ ووِشَاحٌ ووُقِّتَتْ واَدْوُرٌ بود ابدال بہمزہ در واو مفتوح شاذ ست چوں اَحَدٌ وَاَنَاۃٌ قاعدہ[۶] چوں دو واو متحرک دراول کلمہ جمع شوند اول وجوباً ہمزہ گردد چوں اَوَاصِلُ واُوَیْصِلٌ کہ وَوَاصِلُ جمع وَاصِلَۃٌ ووُوَیْصِلٌ تصغیر واصِلٌ بود قاعدہ[۷] واو ویای متحرک بعد فتحہ الف شود بشروط[۱] فا کلمہ نباشد پس فَوَعَدَ وَتَوَفَّیَ وَتَیَسَّرَ واو ویا الف نشود[۲] عین لفیف نباشد چوں طَوٰی وحَیِیَ[۳] قبل الف

قولہ قاعدہ[۵]:۔ واوٗ مضموم ومکسور اول کلمہ میں اور مضموم وسط میں جوازاً ہمزہ ہو جاتا ہے۔ جیسے اُجُوْہٌ، اِشَاحٌ اُقِّتَتْ اور اَدْءُرٌ جو اصل میں وُجُوْہٌ، وِشَاحٌ، وُقِّتَتْ اور اَدْوُرٌ تھے اور واوٗ مفتوح کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے جیسے اَحَدٌ اور اَنَاۃٌ جو اصل میں وَحَدٌ اور وَنَاۃٌ تھے۔ یہ تبدیلی شاذ اس لئے ہے کہ فتحہ اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے موجب ثقل نہیں اور اعلال کا کوئی دوسرا سبب بھی موجود نہیں۔

قولہ قاعدہ[۶]:۔ جب دو واوٗ متحرک اول کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اول واوٗ وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے کیونکہ مثلین کا اجتماع اول کلمہ میں مکروہ ہے بالخصوص دو واوٗ کا۔ جیسے اَوَاصِلُ جمع وَاصِلَۃٌ اصل میں وَوَاصِلُ تھی اور اُوَیْصِلٌ جو وَاصِلٌ کی تصغیر ہے اصل میں وُوَیْصِلٌ تھا۔

قولہ قاعدہ[۷]:۔ واوٗ اور یائے متحرک فتحہ کے بعد الف ہو جاتے ہیں۔ اس قلب کی وجہ یہ ہے کہ واوٗ اور یاء میں سے ہر ایک بمنزلہ حرکتین کے ہے۔ یعنی واوٗ بمنزلہ دو ضمہ کے اور یاء بمنزلہ دو کسرہ کے ہے۔ جب یہ خود متحرک ہوں تو ان میں تین حرکتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ دو وہ جو ان کے نفس میں ہیں اور ایک وہ جو ان پر ہے۔ اگر ما قبل بھی متحرک ہو تو کلمہ واحدہ میں مسلسل چار حرکتیں جمع ہو جائیں گی جو کہ موجب ثقل ہے۔

قولہ فا کلمہ نباشد:۔ فاء کلمہ نہ ہو کیونکہ اول کلمہ میں ضرورت شدیدہ کے بغیر تغیر مکروہ ہے اور علت قلب یعنی توالی اربعہ حرکات بھی نہیں پائی جاتی۔ مثلاً فَوَعَدَ میں چار حرکتیں کلمہ واحدہ میں نہیں ہیں اور تَوَفَّیَ وتَیَسَّرَ میں تاء کی حرکت لازمی نہیں۔ گویا کہ ان میں بھی اربعہ حرکات مسلسل نہیں۔

قولہ عین لفیف:۔ لفیف کا عین کلمہ نہ ہو۔ کیونکہ لفیف کا لام کلمہ مؤخر ہونے کی وجہ سے تعلیل کا زیادہ مستحق ہوتا

تثنیہ نباشد چوں دَعَوا و رَمَیَا ۱۴ قبل مدہ زائدہ نباشد چوں طَوِیْلٌ وَغَیُوْرٌ وَغَیَابَۃٌ واو فَعَلُوْا وَیَفْعَلُوْنَ وَتَفْعَلُوْنَ ویای تَفْعَلِیْنَ کہ کلمہ جداگانہ وفاعل فعل اند مدہ زائدہ نیستند لہذا قبل اینہا واو ویا الف شود و باجتماع ساکنین بیفتد چون دَعَوا و یَخْشَوْنَ وَ تَخْشَوْنَ وَتَخْشَیْنَ ۱۵ قبل یای مشدد ونون تاکید نباشد چوں عَلَوِیٌّ و اِخْشَیِنَّ ۱۶ بمعنے لون و

ہے اور لام میں تعلیل کے بعد عین میں تعلیل کرنے سے حروفِ اصلی میں اجتماع اعلالین لازم آئے گا جو کہ بنائے کلمہ میں سبب اختلال ہونے کی وجہ سے ممتنع ہے۔

قولہ قبل الف:۔ الف تثنیہ سے پہلے نہ ہو تاکہ واحد و تثنیہ میں التباس نہ ہو۔ مثلاً دَعَوا صیغہ تثنیہ میں واؤ الف کر دیا جائے تو الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر جائے گا اور دَعَا صیغہ تثنیہ اور دَعَا صیغہ واحد کے مابین فرق نہیں ہوسکے گا۔

سوال:۔ رَمَیَا میں تعلیل کرنے سے اس کا واحد کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ واحد بصورت یاء (رَمیٰ) لکھا جاتا ہے اور تثنیہ (رَمَا) بصورت الف تو یاء میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

جواب:۔ اگرچہ یاء میں مانع تعلیل موجود نہیں مگر واؤ پہ محمول کرتے ہوئے اس میں بھی تعلیل نہیں کرتے۔

قولہ قبل مدہ:۔ وہ واؤ و یاء مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہو کیونکہ واؤ اور یاء کی حرکت کی وجہ سے بعد کا حرف مدہ بنا اگر یہ الف ہو جائے تو ماقبل کی حرکت نہ ہونے کے باوجود مدہ رہ جائے گا جو کہ صحیح نہیں۔

قولہ واو فَعَلُوْا:۔ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی میں اور جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر مضارع میں واؤ و یاء کو الف سے نہیں بدلنا چاہیئے کیونکہ مثلاً دَعَوْا اصل میں دَعَوُوْا، یَخْشَوْنَ اصل میں یَخْشَیُوْنَ، تَخْشَوْنَ اصل میں تَخْشَیُوْنَ اور تَخْشَیْنَ اصل میں تَخْشَیِیْنَ تھا۔ ان میں واؤ اور یاء، مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہیں۔

جواب:۔ ان صیغوں میں واؤ و یائے ساکنہ مدہ زائدہ نہیں بلکہ کلمہ جداگانہ اور فاعلِ فعل ہیں۔ لہٰذا ان سے پہلے واؤ و یاء الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیں گے۔

قولہ قبل یائے مشدد:۔ یائے مشدد و نون تاکید سے پہلے نہ ہو۔ تاکہ یاء سے پہلے کسرہ مطلوبہ باقی رہے اور جہاں نون کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے، مفتوح باقی رہے اور خلاف وضع نہ لازم آئے۔

قولہ بمعنی لون:۔ بمعنی لون وعیب نہ ہو کیونکہ لون وعیب کے لئے زیادہ تر باب افعلال و افعیلال آتا ہے لہٰذا

عیب نباشد چوں عَوِرَ وصَیِدَ ، بروزن فَعَلَانٌ نباشد چوں دَوَرَانٌ وَسَیَلَانٌ ونہ بروزن فَعَلیٰ چوں صَوَرَیٰ حَیَدَیٰ ونہ بروزن فَعَلَۃٌ چوں حَوَکَۃٌ وہم افتعال بمعنی تفاعل نباشد چوں اِجْتَوَرَ واِعْتَوَرَ کہ بمعنی تَجَاوَرَ وتَعَاوَرَ ست مثال قَالَ وبَاعَ وَدَعَا ورَمیٰ وبَابٌ ونَابٌ ووقوع ساکن ووقوع تای تانیث فعل ماضی اگرچہ متحرک باشد بعد اینچنیں الف موجب سقوط آنست مثل دَعَتْ دَعَتَا وَدَعَوْا وتَرْضَیْنَ مگر در صیغ ماضی معروف از جمع مونث غائب تا آخر بعد حذف الف فا را در واوی مفتوح العین ومضموم العین ضمہ دہند چوں قُلْنَ وطُلْنَ د

جہاں یہ معنی کسی دوسرے باب میں آئے گا. اگرچہ مجرد کیوں نہ ہو، ان میں سے کسی ایک کی فرع کہلائے گا. چونکہ باب افعلال وافعیلال مثلاً اِصْیَدَّ واِعْوَادَّ، میں واو ویاء الف سے تبدیل نہیں ہو سکتیں تو عَوِدَ وصَیِدَ میں بھی نہیں ہوں گی۔ اِتِّبَاعًا لِلْاَصْلِ.

قولہ بروزن فعلان:۔ فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو. کیونکہ اس وزن پر جو کلمات آتے ہیں ان کے معنی میں اضطراب و حرکت ہوتی ہے لہذا ان کلمات میں تعلیل نہیں کی جاتی تاکہ حرکت لفظی معنوی حرکت واضطراب پر دلالت کرے. دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیل اسم میں اس وقت کی جاتی جب اسم کو فعل کے ساتھ وزن صوری میں مشابہت ہو اور یہ مشابہت الف نون زائد تان کی وجہ سے ختم ہو گئی لہذا یہ تعلیل نہیں ہوگی.

قولہ نہ بروزن فَعَلیٰ الخ:۔ فَعَلیٰ اور فَعَلَۃٌ کے وزن پر بھی نہ ہو. کیونکہ اول الف زائدہ کی وجہ سے اور دوم تائے تانیث کی وجہ سے فعل کا ہم وزن نہیں رہا. لہذا حَیَدیٰ اور حَوَکَۃٌ میں تعلیل نہیں ہوگی.

قولہ وہم افتعال:۔ اور وہ کلمہ اِفْتِعَال بمعنی تَفَاعُلْ بھی نہ ہو جیسے اِجْتَوَرَ بمعنی تَجَاوَرَ. چونکہ تَجَاوَرَ میں علت اعلال نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہو سکتی، اس لئے اِجْتَوَرَ میں بھی نہیں ہوگی.

قولہ وقوع ساکن:۔ واو ویاء کے الف ہو جانے کے بعد اس الف کے بعد حرف ساکن یا تائے تانیث ماضی میں آئے اگرچہ متحرک کیوں نہ ہو موجب سقوط الف ہے.

قولہ مگر در صیغ ماضی:۔ ماضی معروف میں صیغہ جمع مؤنث غائب سے آخر تک الف حذف کر کے واوی مفتوح العین ومضموم العین میں فا کلمہ کو ضمہ دیتے ہیں تاکہ ضمہ واو محذوفہ پر دلالت کرے اور یائی و داوی مکسور العین میں فا کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں تاکہ یاء محذوفہ اور باب کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اور واو کی رعایت سے باب کی رعایت اہم ہے.

دریائی وواوی مکسور العین کسرہ چوں بِعْنَ و خِفْنَ قاعدہ۸ حرکت واو و یا بما قبل آن کہ ساکن باشد نقل کنند و اگر آن حرکت فتحہ باشد واو و یا را الف کنند بشروط مذکورہ بالا چوں یَقُوْلُ و یَبِیْعُ و یُقَالُ و یُبَاعُ و در صورت وقوع ساکن بعد اینچنین واو و یا آنہا ساقط شوند بر تقدیر ضمہ و کسرہ و بر تقدیر فتحہ الف بدل آنہا در مَنْ وَعَدَ بسبب شرط اول و در یطْوِیْ و یَحْیِیْ بسبب شرط ۲ و در مِقْوَالٌ و تِحْوَالٌ و تِبْیَانٌ و تَمْیِیْزٌ بسبب شرط ۴ نقل حرکت نکردند لیکن واو مفعول از شرط رابع مستثنی است لہذا در مَقُوْلٌ و مَبِیْعٌ نقل حرکت کردند در یَعْوَرُ و یَصْیَدُ و اَسْوَدُ و اَبْیَضُ و مُسْوَدَّۃٌ بسبب شرط ۶ نقل حرکت نشد بودن کلمہ افعل التفضیل یا فعل تعجب یا از ملحقات مانع نقل حرکت ست لہذا در

قولہ قاعدہ :۔ اگر واؤ و یاء کا ماقبل ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دیتے ہیں پس اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واؤ و یاء کو الف کرتے ہیں۔ بشروط مذکورہ بالا۔ جیسے یَقُوْلُ جو اصل میں یَقْوُلُ تھا اور یَبِیْعُ جو اصل میں یَبْیِعُ تھا ان میں واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو منتقل کی گئی ہے اور یُقَالُ جو اصل میں یُقْوَلُ تھا اور یُبَاعُ جو اصل میں یُبْیَعُ تھا ان دو میں واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو دیکر ان کو الف کیا گیا ہے کیونکہ واؤ اور یاء حکماً متحرک ہیں۔

قولہ و در صورت :۔ اگر ایسے واؤ یاء کے بعد کوئی حرف ساکن آجائے تو ماقبل کے ضمہ و کسرہ کی صورت میں واؤ و یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں جیسے لَمْ یَقُلْ و لَمْ یَبِعْ اور ماقبل مفتوح ہو تو ان سے تبدیل شدہ الف ساقط ہو جاتا ہے لَمْ یُقَلْ۔ لَمْ یُبَعْ۔

قولہ در مَنْ وَعَدَ الخ :۔ مَنْ وَعَدَ میں نا کلمہ ہونے کی وجہ سے واؤ کی حرکت ماقبل کو نہیں دی۔ اور یطْوِیْ و یَحْیِیْ میں عین لفیف ہونے کی وجہ سے مِقْوَالٌ وغیرہ میں حرکت نقل نہیں کی کیونکہ ان میں واؤ و یاء مدہ زائدہ سے قبل واقع ہے مگر مفعول کا واؤ شرط رابعہ سے مستثنی ہے یعنی اس سے قبل اگر واؤ یا یاء ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دیں گے جیسے مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ میں حرکت ماقبل کو دی گئی ہے۔ یَعْوَرُ وغیرہ کے معنی لون و عیب ہونے کی وجہ سے ان میں حرکت نقل نہیں ہوئی۔

قولہ بودن کلمہ :۔ یعنی جس کلمہ میں واؤ و یاء ماقبل ساکن واقع ہوں اگر وہ کلمہ اسم تفضیل، فعل تعجب یا ملحقات سے

اَقْوَلُ وَمَا اَقْوَلَهٗ وَاَقْوِلْ بِهٖ وشَرُيْفَ وجَهُوْدَ نقل حرکت نکردند قاعدہ حرکت واو ویای عین ماضی مجہول بعد اسکان ماقبل بماقبل دہند پس واو یا شود چوں قِيْلَ وَبِيْعَ وَاُخْتِيْرَ وَاُنْقِيْدَ وجائز ست کہ حرکت ماقبل باقی دارند و واو ویارا ساکن کنند پس یا واو شود چوں قُوْلَ وَبُوْعَ وَاُخْتُوْرَ وَاُنْقُوْدَ و درصورت ابدال اشمام ضمہ بکسرہ فاہم جائز ست قِيْلَ وَبِيْعَ بنہجے اداکنند کہ بوی ضمہ در کسرۂ قاف وبا یافتہ شود دریں قاعدہ شرط ست کہ در معروف تعلیل شدہ باشد لہٰذا در اُعْتُوِدَ تعلیل نکنند وہرگاہ ایں یا بالتقای ساکنین در صیغ جمع مؤنث غائب تا آخر بیفتد در واوی مفتوح العین فا را ضمہ دہند و در یائی و مکسور العین

ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو نہیں دیں گے کیونکہ فعل تعجب کے دو صیغے ہیں، اول مَا اَقْوَلَهٗ دوم اَقْوِلْ بِهٖ، اول میں حرکت نقل کرکے تعلیل کریں تو باب افعال کی ماضی (اَقَالَ) سے التباس ہوگا، اور دوسرے میں افعال کے امر (اَقِلْ) کے ساتھ التباس ہوگا اور اسم تفضیل کو فعل تعجب پر حمل کرکے اس میں بھی حرکت ماقبل کو نہیں دیتے اور نہ ملحق میں کہ اس کو ملحق بہ کی صورت پر رکھا جاتا ہے۔

قولہ قاعدہ :۔ جو واوٗ ویاء ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واقع ہو، ان کے ماقبل کو ساکن کرکے واوٗ ویاءٗ کی حرکت ماقبل کو دیتے ہیں۔ پھر واوٗ یاء ہو جاتا ہے۔ جیسے قِيْلَ وغیرہ اور یہ بھی جائز ہے کہ ماقبل کی حرکت باقی رکھتے ہوئے واوٗ ویاءٗ کو ساکن کریں پس یاء واوٗ ہو جائے گی جیسے بُوْعَ وغیرہ۔ مذہب اول افصح ہے کیونکہ اس میں دو وجہ سے تخفیف ہوتی ہے۔

قولہ و درصورت :۔ اور تبدیلی کی صورت میں فاء کے کسرہ میں ضمہ کی بو دینا بھی جائز ہے یعنی قِيْلَ وبِيْعَ کو اس طرح ادا کرنا کہ قاف وباء کے کسرہ میں ضمہ کی بو پائی جائے۔ یعنی نہ واوٗ تمام نہ یاء تمام ادا کی جائے بلکہ فاء کے کسرہ کو ضمہ کی جانب اور یائے ساکنہ کو واو کی طرف مائل کرکے پڑھا جائے۔

قولہ و دریں قاعدہ :۔ اس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ معروف میں تعلیل ہو چکی ہو (تاکہ فرع کو اصل پر فوقیت حاصل نہ ہو) یہی وجہ ہے کہ اُعْتُوِدَ ماضی مجہول میں تعلیل نہیں کرتے۔ کیونکہ اس کے معلوم میں تعلیل نہیں ہوئی۔

قولہ وہرگاہ :۔ جب یہ یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے جمع مؤنث غائب سے آخر تک کے صیغوں میں گر جائے تو واوی مفتوح العین میں فاء کو ضمہ دیتے ہیں اور یائی اور واوی مکسور العین میں کسرہ دیتے ہیں اور معروف ومجہول کے صیغے صورۃً ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔

کسرہ صیغ معروف و مجہول بیک صورت شود چوں قُلْتُ و بِعْتُ و خِفْتُ فائدہ در مجہول استفعال نقل حرکت باین قاعدہ نیست بلکہ بقاعدہ[۸] پس دراں جمیع احوال قِیْلَ مثل قُوْلَ و اشمام جاری نخواہد شد قاعدہ واو و یای لام فعل بعد کسرہ و ضمہ در یَفْعِلُ و تَفْعِلُ و اَفْعِلُ و نَفْعِلُ ساکن شود چوں یَدْعُوْ و یَرْمِیْ و بعد فتحہ بقاعدہ قَالَ الف شود چوں یَخْشٰی و یَرْضٰی واگر واو بعد ضمہ بود و بعد آن واو و یا بعد کسرہ بود و بعد آن یا آن ہم ساکن شود و باجتماع ساکنین بیفتد چوں یَدْعُوْنَ و تَرْمِیْنَ واگر واو بعد ضمہ بود و بعد آن یا چوں تَدْعِیْنَ کہ در اصل تَدْعُوِیْنَ بود یا یا بعد کسرہ بود و بعد آن واو چوں یَرْمُوْنَ باسکان ماقبل حرکت واو و یا بآن نقل کنند پس واو یا و یا واو شدہ باجتماع ساکنین بیفتد چوں تَدْعِیْنَ

قولہ فائدہ در مجہول:۔ باب استفعال کی ماضی مجہول میں اس قاعدہ سے حرکت نقل نہیں ہوتی بلکہ قاعدہ ۸ سے ہوئی ہے لہذا اس میں قِیْلَ کے تمام احوال مثلاً اُسْتُقُوْمَ اور اشمام جاری نہیں ہوں گے۔ بلکہ اِسْتَقَامَ کی ماضی مجہول اُسْتُقِیْمَ کی اصل اُسْتُقْوِمَ تھی حرکتِ واوَ بقاعدۂ یَقُوْلُ ماقبل کو دی تو واوَ یاء ہوگیا۔

قولہ قاعدہ[۱۰]:۔ اگر لام کلمہ میں واوَ ماقبل مضموم واقع ہو یا یاء ماقبل مکسور ہو تو یَفْعِلُ، تَفْعِلُ، اَفْعِلُ، نَفْعِلُ میں ساکن ہو جائیں گے جیسے یَدْعُوْ، یَرْمِیْ، اور فتحہ کے بعد بقاعدہ قَالَ الف ہو جائیں گے جیسے یَخْشٰی و یَرْضٰی جو واوَ ضمہ کے بعد واقع ہو اور اس کے بعد واوَ یا یاء کسرہ کے بعد واقع ہو اور اس کے بعد یاء تو یہ واوَ و یاء بھی ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیں گے جیسے یَدْعُوْنَ جو اصل میں یَدْعُوُوْنَ اور تَرْمِیْنَ جو اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا اگر واوَ ضمہ کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہو جیسے تَدْعِیْنَ جو اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا۔ یا یاء کسرہ کے بعد اور واوَ سے پہلے واقع ہو جیسے یَرْمُوْنَ جو اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا۔ تو ماقبل کو ساکن کر کے واوَ و یاء کی حرکت اس کو نقل کرتے ہیں پھر واوَ یاء ہو جاتا ہے اور یاء واوَ۔ اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ جیسے تَدْعِیْنَ میں واوَ یاء ہو کر ساقط ہو گیا ہے اور یَرْمُوْنَ میں یاء واوَ ہو کر گر گئی ہے۔ ایسے ہی لَقُوْا و رَمُوْا ہیں جو اصل میں لَقِیُوْا و رَمِیُوْا تھے

فائدہ:۔ اس قاعدہ کی شق اول میں دَاعٍ وغیرہ بھی داخل ہیں جس طرح کہ دیگر کتب صرف میں دَاعٍ میں یَدْعُوْ کا قاعدہ جاری کیا گیا ہے۔ غالباً سہو کتابت سے نفعل کے بعد فَاعِلٌ رہ گیا ہے۔ اور "لام فعل" سے مراد فعل اصطلاحی نہیں۔

وَیُرْمُوْنَ کہ این دو مثال گذشتہ وَلَقُوْا ادْعُوْا قاعدہ[۱۱] واو طرف بعد کسرہ یا شود چوں دُعِیَ دُعِیَادَ اِعْیَانِ دَاعِیَۃٌ قاعدہ[۱۲] یای طرف بعد ضمہ واو شود چوں نَھُوَ کہ در اصل نَھُیَ بود صیغہ واحد مذکر غائب از کَرُمَ قاعدہ[۱۳] واو عین مصدر بعد کسرہ یا شود بشرط آنکہ در فعل آن تعلیل شدہ باشد چوں قِیَامًا مصدر قَامَ و صِیَامًا مصدر صَامَ نہ قِوَامًا مصدر قَاوَمَ ہمچنیں واو عین جمع کہ در واحد ساکن بود یا معلل چوں حِیَاضٌ جمع حَوْضٌ و جِیَادٌ جمع جَیِّدٌ قاعدہ[۱۴]۔ چوں واو و یا غیر مبدل جمع شوند در غیر ملحق و اول اینہا ساکن باشد واو یا شدہ در یا ادغام یابد و ضمۂ ماقبل کسرہ گردد چوں سَیِّدٌ و مَرْمِیٌّ و مُضِیٌّ مصدر مَضٰی کہ در اصل

مصنف علیہ الرحمۃ کا قاعدۂ قاض کا بار بار حوالہ دینا اور کا ع میں قاعدہ نمبر دش جاری کرنا سہو کتابت کے زعم کی تائید کرتا ہے۔

قولہ قاعدہ[۱۱]:۔ واوَ طرف یعنی لام کلمہ میں کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے جیسے دُعِیَ جو اصل میں دُعِوَ تھا کیونکہ واوَ محل تغیر یعنی لام کلمہ میں واقع ہے لہذا برائے تخفیف اس کو یاء کر دیا گیا۔

قولہ قاعدہ[۱۲]:۔ یائے طرف ضمہ کے بعد واوَ ہو جاتی ہے جیسے نَھُوَ جو اصل میں نَھُیَ تھا۔

قولہ قاعدہ[۱۳]:۔ واوَ مصدر کے عین کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہو اور فعل میں بھی تعلیل ہو چکی ہو تو وہ یاء ہو جاتا ہے جیسے قِیَامًا جو قَامَ کا مصدر ہے اور صِیَامًا جو صَامَ کا مصدر ہے اصل میں قِوَامًا اور صِوَامًا تھے۔ نہ قِوَامًا جو کہ قَاوَمَ کا مصدر ہے کیونکہ اس کے فعل میں تعلیل نہیں ہوئی۔

قولہ وہمچنیں واوَ الخ:۔ اسی طرح واوَ ماقبل مکسور جمع کے عین کلمہ میں ہو اور اس کے مفرد میں تعلیل ہو چکی ہو یا مفرد میں یہ واوَ ساکن ہو تو واوَ یاء ہو جائے گا۔ جیسے حِیَاضٌ جو کہ حَوْضٌ کی جمع ہے اصل میں حِوَاضٌ تھی اور جِیَادٌ جو جَیِّدٌ کی جمع ہے اصل میں جِوَادٌ تھی۔

قولہ قاعدہ[۱۴]:۔ جب کسی کلمہ غیر ملحق میں واوَ اور یاء غیر مبدل جمع ہو جائیں اور اول ساکن ہو تو واوَ یاء ہو کر یاء میں ادغام ہو جاتا ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو جاتا ہے جیسے سَیِّدٌ و مَرْمِیٌّ جن کی اصل سَیْوِدٌ و مَرْمُوْیٌ تھی۔ مضٰی کے مصدر مُضِیٌّ میں جس کی اصل مُضُوْیٌ تھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے اس میں فا کا کسرہ بھی عین کے اتباع میں پڑھ سکتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس قاعدہ میں غیر مبدل کی قید لگا کر اِیْوِ کو خارج کیا ہے۔ اگرچہ اس میں واوَ اور یاء جمع ہیں مگر یاء ہمزہ سے تبدیل شدہ

مُضُوِیٌ بود و دریں مِضِیٌّ بکسرِ فا باتباعِ عین ہم جائز است و در اِلْوِ امرِ حاضر اَدِی یا وِیٌ

بسببِ مبدلیت یا از ہمزہ و در ضَیْوَنٌ بسببِ الحاق ایں قاعدہ جاری نشد قاعدہ[15] دو واو کہ در آخر

فُعُوْلٌ باشد ہر دو یا شدہ ادغام یابند و ضمۂ ماقبل کسرہ شود و رواست کہ فا ہم کسرہ یابد چوں

دُلِیٌّ در دُلُوٌّ جمع دَلْوٌ قاعدہ[16] واو لام کلمۂ اسم کہ بعد ضمہ بود بعد کسرہ شدہ یا شود و ساکن شدہ

ہے لہٰذا اِلْوِ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا اور **غیر ملحق** کی قید سے ضَیْوَنٌ کو خارج کیا کیونکہ اس میں بھی واؤ و یاء جمع ہیں مگر یہ ملحق ہے لہٰذا اس میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔

فائدہ:- زرادی میں مذکورہ بالا قاعدہ بیان کرنے کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ ضَیْوَنٌ میں واؤ و یاء جمع ہیں اور شرائط قلب بھی موجود ہیں مگر واؤ یاء نہیں ہوا۔ یہ شاذ ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے غیر ملحق کی قید سے ضَیْوَنٌ کے شذوذ کو رفع کردیا ہے۔

قولہ وضمۂ ماقبل:- یعنی اگر ماقبل کا ضمہ ہو تو وہ یاء کی موافقت میں کسرہ ہوجائے گا جیسے مَرْمِیٌّ میں ضمہ کسرہ ہوگیا ہے لیکن سَیِّدٌ میں ماقبل کا ضمہ نہیں تھا۔ اس لئے فتحہ کسرہ نہیں ہوا۔

قولہ قاعدہ[15]:- وزن فُعُوْلٌ کے آخر میں جب دو واؤ آجائیں تو ہر دو یاء ہوکر ادغام ہوجاتے ہیں اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہوجاتا ہے اور فاء کو کسرہ دینا بھی جائز ہے جیسے دَلْوٌ کی جمع دُلُوْوٌ میں ہر دو واؤ کو یاء کرکے ادغام کیا تو دُلِیٌّ ہوا۔ یہ دِلِیٌّ بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

فائدہ:- بعض صرفیوں نے دُلُوْوٌ کے دوسرے واؤ کو باقاعدہ اَدْلٍ یاء کیا ہے کیونکہ اوّل واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے حاجز حصین نہیں۔ لہٰذا دوسرا واؤ اسم کے آخر میں ضمہ کے بعد واقع ہوا تو ماقبل کے مکسور ہوجانے پر یاء ہوگیا لیکن مصنف علیہ الرحمۃ نے واوین کے یاء کرنے کا قاعدہ بیان کیا ہے تاکہ یہ لازم نہ آئے کہ حرف حرکت کے تابع ہے جب کہ حرکت کا تابع ہونا اصل ہے البتہ اگر پہلے سے حرکت موجود ہو تو حرف کو اس کے تابع کیا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ واوین کا اجتماع ثقیل ہے اس لئے ان کو یاء کیا جاتا ہے۔ پس اگر واؤ کے ماقبل کو پہلے کسرہ دیں تو واوین کے ثقل کے ساتھ ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے مزید ثقل پیدا ہوگا اور ثقل سے اثقل کی طرف خروج لازم آتے گا (اگرچہ دافع ثقل بھی موجود ہے)

قولہ قاعدہ[16]:- جب واؤ اسم کے لام کلمہ میں ضمہ کے بعد ہو وہ کسرہ کے بعد ہوکر یاء ہوجاتا ہے اور یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے حذف ہوجاتی ہے جیسے اَدْلٍ جو اصل میں اَدْلُوٌ تھا۔ ایسے ہی تَعَلٍّ

باجتماع ساکنین با تنوین حذف شود چوں اَدلٍ در اَدْلُوٌ جمع دَلْوٌ و تَعَلٍّ و تَعَالٍ مصدر تَفَعَّلَ و تَفَاعَلَ و یا ہم بعد کسرہ شود و بعد اسکان بسبب اجتماع ساکنین بیفتد چوں اَظْبٍ در اَظْبُیٌ جمع ظَبْیٌ قاعدہ واو و یا کہ عین فاعل باشد و در فعل تعلیل شدہ باشد ہمزہ شود چوں قَائِلٌ

اور تَعَالٍ، اور یاء بھی کسرہ کے بعد ہو کر ساکن ہو جاتی ہے اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتی ہے جیسے اَظْبٍ جس کی اصل اَظْبُیٌ ہے۔ اس قاعدہ میں مجموعہ تغیر کا بیان ہے۔ بالحاظ قلب ضمہ بکسرہ اولاً۔ لہذا یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ مصنف نے اس قاعدہ میں حرف کو حرکت کے تابع کیا ہے۔

قولہ قاعدہ: جو واؤ اور یاء فاعل کے عین کلمہ میں واقع ہو اور فعل میں تعلیل ہو چکی ہو تو وہ ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے قَائِلٌ جو اصل میں قَاوِلٌ اور بَائِعٌ جو اصل میں بَایِعٌ تھا۔

فائدہ: یہ واؤ و یاء ابتداءً الف کئے جاتے ہیں یا تو اس لئے کہ ان کا ماقبل الف ساکن کا لمیت ہے اور حقیقتہً ماقبل ان کا فا کلمہ ہے جو کہ مفتوح ہے یا اس لئے کہ الف فتحہ سے متولد ہونے کی وجہ سے قائم مقام فتحہ ہے۔ اس قلب کے بعد الف ثانی کو ہمزہ کیا جاتا ہے تاکہ التقاء ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جانے سے اسم فاعل (قَال) اور ماضی (قَالَ) میں بظاہر التباس نہ ہو اور ہمزہ کو بوجہ سکون کے حرکت کسرہ دی جاتی ہے اور التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے الف ثانی کو متحرک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ الف اول کے متحرک کرنے سے اسم فاعل کے وزن میں خلل آئے گا۔

سوال: صرفیوں نے اس قاعدہ کی تقریر اسم فاعل کے ساتھ مختص کی ہے مگر مصنف نے "عین فاعل" کہہ کر عام کر دی ہے اس میں کیا نکتہ ہے؟

جواب: دیگر صرفیوں کی تقریر سے فاعل نسبتی جیسے سَائِفٌ بمعنی صاحب سیف اس قاعدہ سے خارج ہوتا ہے کیونکہ اس پر اسم فاعل کی تعریف صادق نہیں آتی۔ حالانکہ فاعل نسبتی میں بھی یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے مگر مصنف کی تقریر فاعل نسبتی کو جامع ہے کیونکہ یہ تقریر اسم فاعل میں نہیں بلکہ فاعل میں ہے۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے اس قاعدہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ فعل میں تعلیل ہو چکی ہو۔ اس شرط سے فاعل نسبتی خارج ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا فعل نہیں ہوتا۔

جواب: فعل میں تعمیم ہے حقیقتہً ہو یا حکماً، فاعل نسبتی کا فعل حکماً یعنی مفروض ہے تاکہ وہ اس قاعدہ سے خارج نہ ہو۔

وبَائِعُ قاعدہ[18] واو ویا والف زائد بعد الف مفاعل ہمزہ شود چوں عجائِزُ در عجاوِزُ جمع عجوزٌ و شَرَائِفُ در شَرَایِفُ جمع شَرِیفَۃٌ و رَسَائِلُ جمع رِسَالَۃٌ وابدال یا بہمزہ در مَصَائِبُ جمع مُصِیبَۃٌ با آنکہ اصلی ست شاذ ست قاعدہ[19] واو ویا کہ طرف باشد و بعد الف زائد افتد ہمزہ شود چوں دُعَاءٌ در دُعَاوٌ ورِوَاءٌ در رِوَایٌ و این ہر دو مصدر اند و دِعَاءٌ در دِعَایٌ جمع دَاعٍ و اَسْمَاءٌ در اَسْمَاوٌ جمع اِسْمٌ کہ در اصل سِمْوٌ بود و اَحْیَاءٌ جمع حَیٌّ و کِسَاءٌ و رِدَاءٌ اسم جامد. قاعدہ[20] واو یکہ رابع باشد یا زائد و بعد ضمہ و واو ساکن نباشد یا شود چوں یُدْعَیَانِ و اَعْلَیْتُ و

قولہ قاعدہ[18]:۔ واؤ اور یاء اور الف ہر تین زائد الف مفاعل کے بعد واقع ہو کر ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے عجائز جس کی اصل عَجَاوِزُ ہے اور شَرَائِفُ جس کی اصل شَرَایِفُ ہے اور رَسَائِلُ جو کہ رِسَالَۃٌ کی جمع ہے اس کے مفرد سے جمع تکسیر بناتے وقت تیسری جگہ الف تکسیر لاتے تو الف زائد ہمزہ ہو گیا۔ اور مَصَائِبُ جو اصل میں مَصَایِبُ تھا اس میں یاء کا اصلی ہونے کے باوجود ہمزہ ہو جانا شاذ ہے۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ مصائب میں یاء اصل ہے اس کو ہمزہ کیوں کیا گیا ہے؟

فائدہ:۔ مفاعل سے مراد مفاعل کا وزن صوری ہے یعنی جس میں اول دو حرف مفتوح ہوں تیسری جگہ الف ہو۔ الف کے بعد دو حرف ہوں جن کا اول مکسور ہو۔

قولہ قاعدہ[19]:۔ واؤ و یاء الف زائد کے بعد طرف میں واقع ہوں تو ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے دُعَاءٌ و رِوَاءٌ مصدر جو اصل میں دُعَاوٌ اور رِوَایٌ تھے اور دِعَاءٌ جمع دَاعٍ کی جو اصل میں دِعَایٌ تھی اور اَسْمَاءٌ جو اصل میں اَسْمَاوٌ تھا یہ اسم کی جمع ہے جو اصل میں سِمْوٌ تھا۔ اور اَحْیَاءٌ جو کہ حَیٌّ کی جمع ہے اصل میں اَحْیَایٌ تھی اور کِسَاءٌ و رِدَاءٌ جو کہ اسم جامد ہیں اصل میں کِسَاوٌ و رِدَایٌ تھے۔

قولہ قاعدہ[20]:۔ جو واؤ چوتھی جگہ یا زائد واقع ہو اور ضمہ و واؤ ساکن کے بعد نہ ہو تو وہ یاء ہو جاتا ہے جیسے یُدْعَیَانِ جو اصل میں یُدْعَوَانِ تھا اور اَعْلَیْتُ جو اصل میں اَعْلَوْتُ تھا اور اِسْتَعْلَیْتُ جو اصل میں اِسْتَعْلَوْتُ تھا۔ اس قلب کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ میں طول کی وجہ سے ثقل پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا اس کلمہ میں واؤ کو یاء کر دیا جاتا ہے تاکہ یہ خفت اس ثقل کے مقابل ہو جائے جو طول کلمہ سے پیدا ہوا ہے۔

سوال:۔ اِجْتَوَرَ، اِسْتَحْوَذَ اور تَجَاوَرَ میں واؤ یاء کیوں نہیں ہوا جبکہ چوتھی جگہ یا زائد واقع ہے اور ضمہ و واؤ ساکن کے بعد بھی نہیں؟

اِسْتِعْلَیْتُ در مَدَاعِیُّ جمع مِدْعَاءٌ آلہ کہ در اصل مَدَاعِیُوُ بود نزدیک محققان فن صرف واو ہمیں قاعدہ یا شدہ در یا مدغم گردیدہ ورنہ قاعدہ سَیِّدٌ دراں جاری نمیتواند شد زیرا کہ یا در مَدَاعِیُوُ بدل ست از الف قاعدہ[۲۱] الف بعد ضمہ واو شود چوں ضُوْرِبَ وضُوَیْرِبٌ وبعد کسرہ یا چوں مَحَارِیْبُ قاعدہ[۲۲] الف زائدہ ماقبل الف تثنیہ وجمع مؤنث سالم یا شود چوں حُبْلَیَانِ وحُبْلَیَاتٌ قاعدہ[۲۳] یا کہ عین وزن فُعْلٌ جمع وفُعْلٰی مؤنث باشد در صفت بعد کسرہ گردد چوں بِیْضٌ جمع بَیْضَاءُ وحِیْکٰی در اسم واو شود بقاعدہ ۲۰ اسم تفضیل را حکم اسم دادہ اند چوں

جواب:۔ اس واؤ سے مراد وہ ہے جو لام کلمہ ہو جیسا کہ امثلہ یعنی یُدْعَیَانِ وغیرہ سے مفہوم ہوتا ہے چونکہ اُجْتُوِرَ وغیرہ میں واؤ لام کلمہ نہیں اس لیے یا نہیں ہوا۔

قولہ در مَدَاعِیُّ:۔ مِدْعَاءٌ اسم آلہ کی جمع مَدَاعِیُّ میں جو اصل میں مَدَاعِیُوُ تھی محققین صرف کے نزدیک یہی قاعدہ نمبر ۲۰ جاری ہوا ہے اور واؤ یاء ہو کر ادغام ہو گیا ہے اس میں سَیِّدٌ کا قاعدہ جاری نہیں ہوا کیونکہ اس قاعدہ میں واؤ ویاء کا مبدل نہ ہونا شرط ہے اور مَدَاعِیُوُ کی یاء الف سے تبدیل شدہ ہے کیونکہ مِدْعَاءٌ کی تکسیر بناتے وقت جب تیسری جگہ الف لاکر اس کے مابعد کو مکسور کیا تو مِدْعَاءٌ کا الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا۔

قولہ قاعدہ[۲۱]:۔ الف ضمہ کے بعد واؤ ہو جاتا ہے جیسے ضُوْرِبَ۔ جب ضَارَبَ سے ماضی مجہول بناتے ہوئے فا کلمہ کو ضمہ دیا تو الف ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ ہو گیا۔ اور ضُوَیْرِبٌ جو ضَارِبٌ کی تصغیر ہے۔ تصغیر بنانے کے لئے فا کلمہ کو ضمہ دیا تو ضَارِبٌ کا الف واؤ ہو گیا اور کسرہ کے بعد الف یاء ہو جاتا ہے جیسے مَحَارِیْبُ جو مِحْرَابٌ کی جمع ہے۔ جمع بناتے ہوئے الف جمع کے مابعد کو کسرہ دیا تو محراب کا الف یاء ہو گیا۔

قولہ قاعدہ[۲۲]:۔ تثنیہ وجمع مؤنث سالم کے الف سے پہلے الف زائد واقع ہو تو یاء ہو جاتا ہے جیسے حُبْلَیَانِ اور حُبْلَیَاتٌ اس تعلیل کی وجہ یہ ہے کہ الف تثنیہ وجمع مؤنث سے پہلے فتحہ کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ حُبْلٰی کے آخر میں الف ہے جو حرکت کا متحمل نہیں اس لئے تثنیہ وجمع کی صورت میں حُبْلٰی کے الف کو یاء سے بدل دیا کیونکہ یا، واؤ کی نسبت خفیف ہے۔

قولہ قاعدہ[۲۳]: جو یاء جمع بروزن فُعْلٌ اور فُعْلٰی مؤنث صفتی کی عین کی جگہ واقع ہو وہ کسرہ کے بعد ہو جاتی ہے جیسے بَیْضَاءُ کی جمع بِیْضٌ جو اصل میں بُیْضٌ بروزن فُعْلٌ تھی اور حِیْکٰی جو اصل میں حُیْکٰی تھی۔ ان دونوں میں یاء کو

طُوبیٰ وکُوسیٰ مؤنث اَطْیَبُ واَکْیَسُ قاعدہ[۲۴] واو عین فَعْلُوْلَۃٌ مصدر یا شود چوں کَیْنُوْنَۃٌ فائدہ صرفیان در تقریر ایں قاعدہ بسیار تطویل کردہ اند واصل کَیْنُوْنَۃٌ کَیْوَنُوْنَۃٌ برآوردہ بقاعدۂ سَیِّدٌ واورا یا کردہ حذف کردہ اند وتحقیق ہمولست کہ گفتیم قاعدہ[۲۵] یای وزن اَفَاعِلُ ومَفَاعِلُ واشباہ آن اگر معرف باللام یا مضاف باشد درحالت رفع وجر ساکن شود چوں ھٰذِہٖ الْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ ودر بی لام واضافت محذوف شود وتنوین لعین ملحق شود چوں ھٰذِہٖ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ

ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ نہیں کیا بلکہ ماقبل کے ضمہ کو کسرہ کیا ہے کیونکہ جمع مفرد کی نسبت ثقیل ہوتی ہے اور فُعْلیٰ صفتی بھی فُعْلیٰ اسمی کی نسبت ثقیل ہے۔ لہٰذا ان میں یاء خفیف باقی رکھی اور اس کی محافظت کے لئے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ کر دیا اور فُعْلیٰ اسمی میں یاء بقاعدہ ۳ واؤ ہوجاتی ہے کیونکہ اس میں ثقل نہیں جیسے طُوبیٰ جس کی اصل طُیْبیٰ تھی۔

قولہ اسم تفضیل را:۔ اسم تفضیل کو اسم کا حکم دیا ہے اسی لئے طُوبیٰ مؤنث اَطْیَبُ جو اصل میں طُیْبیٰ تھا اور کُوسیٰ مؤنث اَکْیَسُ جو اصل میں کُیْسیٰ تھا ان میں یاء واؤ ہوگئی ہے۔ اسم تفضیل کو فُعْلیٰ اسمی کا حکم اس لئے دیا ہے کہ یہ الف لام یا اضافت یا مِنْ کے بغیر استعمال نہیں ہوتا اور یہ تینوں اسم کے خواص سے ہیں۔

قولہ قاعدہ[۲۴]:۔ مصدر بروزن فعلولۃ کے عین میں واؤ ہو تو یاء ہوجاتا ہے جیسے کَیْنُوْنَۃٌ
مصنف علیہ الرحمۃ نے کوفیوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے جن کے نزدیک کینونۃ اصل میں کُوْنُوْنَۃٌ بضم اول تھا، اول حرف کے ضمہ کو فتحہ سے تبدیل کیا تاکہ مصادر ذوات الیاء سے موافقت ہوجائے جو کہ مفتوح ہیں جیسے قَیْلُوْلَۃٌ اور سَیْدُوْدَۃٌ لبعدہٗ واو کو یاء کیا کینونۃ ہوا۔

قولہ فائدہ:۔ صرفیوں نے اس قاعدہ کی تقریر میں بہت تطویل کی ہے۔ کینونۃ کا اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ نکال کر بقاعدہ سَیِّدٌ واؤ کو یاء کرکے حذف کیا ہے اور تحقیق یہی ہے جو ہم نے بیان کردی ہے۔

قولہ قاعدہ[۲۵]:۔ وزن اَفَاعِلُ ومَفَاعِلُ اور ان کے نظائر اگر معرف باللام یا مضاف ہو اور آخر میں یاء آئے تو وہ حالت رفعی وجری میں ساکن ہوجاتی ہے کیونکہ یاء پر ضمہ وکسرہ ثقیل ہوتا ہے اور چونکہ الف لام یا اضافت کی صورت میں یاء پر تنوین نہیں ہوتی اس لئے یاء ساکن ہوکر باقی رہتی ہے جیسے ھٰذِہٖ الْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْکُمْ وَمَرَرْتُ

بِجَوَادٍ و درحالت نصب مطلقاً مفتوح می آید چون رَاَیْتُ الْجَوَادِیَ وَرَاَیْتُ جَوَارِیَ

قاعدہ[۲۶] واو لام فُعْلیٰ بالضم در اسم جامد یا شود و در صفت بحال خود ماند و اسم تفضیل حکم اسم جامد دارد چون دُنْیَا و عُلْیَا و یای لام فَعلی بالفتح واو شود چوں تَقْوٰی قسم دوم در صرف مثال مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ الوَعْدُ وَالْعِدَةُ وعدہ کردن وَعَدَ یَعِدُ وَعْدًا وَعِدَةً فهو وَاعِدٌ و وُعِدَ یُوْعَدُ وَعْدًا وَعِدَةً فهو مَوْعُوْدٌ الامر منه عِدْ والنهی عنه لَاتَعِدْ الظرف منه مَوْعِدٌ و الآلة منه مِیْعَدٌ و مِیْعَدَةٌ و مِیْعَادٌ و تثنیتهما مَوْعِدَانِ و مِیْعَدَانِ والجمع منهما مَوَاعِدُ و مَوَاعِیْدُ افعل التفضیل منه اَوْعَدُ والمؤنث منه وُعْدیٰ و تثنیتهما اَوْعَدَانِ و

بِالْجَوَادِیْ وَجَوَارِیْکُمْ اور اگر معرف باللام یا مضاف نہ ہو تو حالت رفعی وجری میں ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین سے ملحق ہو جاتی ہے جیسے هٰذِهٖ جَوَادٍ و مَرَرْتُ بِجَوَادٍ . اور حالت نصبی میں مطلقاً . خواہ معرف باللام و مضاف ہو یا نہ ہو، یا مفتوح آتی ہے جیسے رَاَیْتُ الْجَوَارِیَ وَرَاَیْتُ جَوَارِیَ .

قولہ قاعدہ[۲۶] بر فُعْلیٰ (بالضم اول) اسم جامد کے لام کلمہ میں واو واقع ہو کر یاء ہو جاتا ہے اور صفت میں (جیسے غُزْوٰی) اپنے حال پر باقی رہتا ہے اور اسم تفضیل کو اسم جامد کا حکم دیتے ہیں یعنی اسم تفضیل میں واو ہو جاتا ہے جیسے دُنْیَا و عُلْیَا جو اصل میں دُنْوٰی و عُلْوٰی تھے . اسم جامد میں واو اس لئے یاء ہو جاتا ہے کہ محل تغیر میں واقع ہے اور اسم تغیر کا متحمل بھی ہے لیکن صفت میں واو یاء نہیں ہوتا تاکہ فُعْلیٰ اسمی اور صفتی میں فرق ہو سکے .

اور اگر فَعْلیٰ (بفتح اول) کے لام میں یاء آئے تو وہ واو ہو جاتی ہے . تَقْوٰی اسم مصدر از وَقٰی یَقِیْ وِقَایَةً اصل میں وَقْیَا تھا . واو کا کلمہ تاء ہو گیا (کمافی تراث) اور یاء واو ہو گئی تَقْوٰی ہوا .

قولہ در صرف مثال : مصنف علیہ الرحمۃ نے معتل بیک حرف کے ابواب کو معتل بدو حرف پر مقدم کیا کیونکہ یہ کثیر الورود ہیں . پھر معتل بیک حرف کے ابواب میں سے مثال کے ابواب کو مقدم کیا کیونکہ اس میں حرف علت فاء کے مقابلہ میں ہوتا ہے جو کہ عین و لام پر مقدم ہے اور مثال واوی کے ابواب کو اس لئے مقدم کیا کہ واو کے قواعد پہلے بیان کئے گئے ہیں .

وُعْدَیَانِ والجمع منہما اَوْعَدُوْنَ وَاَوَاعِدُ وَ وُعَدُ وَ وُعْدُ وَ وُعْدَیَاتُ واو از مضارع معروف بقاعدہ (۱) حذف شد واز عِدَۃٌ بقاعدہ ۲ و در ماضی مجہول بقاعدہ ۵ جائز ست کہ ہمزہ گردد وُعِدَ را اُعِدَ گویند وہمچنیں در مؤنث اسم تفضیل جمع تکسیر مؤنث اسم فاعل کہ اَوَاعِدُ ست اصلش وَوَاعِدُ بود بقاعدہ ۶ واو اول ہمزہ شد و در آلہ واو بقاعدہ ۳ یا شد لیکن در تصغیر یعنے مُوَیْعِیدٌ و جمع تکسیر یعنی مَوَاعِیْدُ بسبب انعدام علت اعلال کہ سکون واو وکسرۂ ماقبل ست واو باز آمدہ مثال یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْمَیْسِرُ قمار باختن یَسَرَ یَیْسِرُ مَیْسِرًا فَهُوَ یَاسِرٌ وَیُسِرَ یُوْسَرُ الخ دریں باب جز اینکہ در مضارع مجہول بقاعدہ ۳ یا واو شدہ اعلالی نگردیدہ مثال واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَجَلُ ترسیدن وَجِلَ یَوْجَلُ وَجْلاً تا آخر دریں باب جز آنکہ در امر حاضر یعنی اِیْجَلْ اِیْجَلاَ

قولہ واو از مضارع: مضارع معروف (یَعِدُ) سے واوَ بقاعدہ ۱ اور عِدَۃٌ مصدر سے بقاعدہ ۲ حذف ہوا ہے۔ ماضی مجہول میں واوَ کو بقاعدہ ۵ ہمزہ کر کے وُعِدَ کو اُعِدَ پڑھنا بھی جائز ہے اسی طرح وُعْدیٰ اسم تفضیل مؤنث میں واوَ کو ہمزہ کرنا جائز ہے اَوَاعِدُ جو اسم فاعل مؤنث کی جمع تکسیر ہے۔ اصل میں وَوَاعِدُ تھی اول واوَ بقاعدہ ۶ ہمزہ ہو گیا ہے اور مِیْعَدٌ (جو اسم آلہ) میں واوَ بقاعدہ ۳ یاء ہو گیا ہے۔

قولہ لیکن در تصغیر: یعنی اسم آلہ کی تصغیر (مُوَیْعِیدٌ) اور جمع تکسیر (مَوَاعِیْدُ) میں علتِ اعلال یعنی سکونِ واوَ وکسرۂ ماقبل نہ ہونے کی وجہ سے واوَ واپس آگیا ہے۔

قولہ اَلْمَیْسِرُ: (جوا کھیلنا) اس باب کے صرف مضارع مجہول میں تعلیل ہوتی ہے یعنی یُوْسَرُ اصل میں یُیْسَرُ تھا یاء بقاعدہ ۳ واوَ ہو گئی ہے۔

قولہ الوجل: (ڈرنا) اس باب کے امر (اِیْجَلْ) اور اسم آلہ (مِیْجَلٌ) میں واوَ بقاعدہ ۳ یاء ہو گیا ہے اور اَوَاجِلُ میں بقاعدہ ۶ ہمزہ ہو گیا ہے اور وُجِلَ اور وُجَلیٰ میں واوَ کا ہمزہ ہو جانا جائز ہے اس کے علاوہ اس باب میں کوئی تعلیل نہیں۔

تا آخر و ہمچنیں در آلہ واو بقاعدۂ ۲ یا شدہ و در اَوَاجِلُ بقاعدہ ۶ ہمزہ گشتہ و در وُجَلَ و وُجَلُ ہمزہ شدن جائزست دیگر ہیچ تعلیل نشدہ مثال واوی دیگر از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوُسْعُ وَالسَّعَةُ گنجیدن وَسِعَ یَسَعُ وُسْعًا وَسَعَةً الخ مثال واوی از فتح یفتح اَلْهِبَةُ بخشیدن وَهَبَ یَهَبُ هِبَةً الخ دریں ہر دو باب واو از مضارع معروف بسبب بودنش میان علامت مضارع و فتحہ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق ست محذوف شدہ و در مصدر وَسِعَ بعد حذف فا عین را فتحہ دادند و کسرہ ہم و اعلالات دیگر صیغ بقیاس صیغ وَعَدَ یَعِدُ بودہ است مثال واوے از حَسِبَ یَحْسِبُ اَلْوُمُقُ وَالْمِقَةُ دوست داشتن وَمِقَ یَمِقُ الخ اعلال صیغ ایں باب بعینہ مثل وَعَدَ یَعِدُ ست در صرف کبیر ایں ابواب بجز تغیراتیکہ شرح کردیم دیگر ہیچ تغیر واقع نشود ہمہ ابواب را بر صرف کبیر می باید گردانید مثال واوی از باب افتعال اَلْاِتِّقَادُ افروختہ شدن آتش اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا الخ مثال یائی از افتعال اَلْاِتِّسَارُ قمار باختن اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا الخ دریں ہر دو باب بقاعدۂ ۲ہ واو و یا تا شدہ در تا مدغم گردیدہ مثال واوی از اِسْتِفْعَال

قولہ دریں ہر دو باب :۔ ان دونوں بابوں کے مضارع معروف میں واؤ حذف ہوگیا ہے کیونکہ علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہے کہ جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلق ہے اور وَسِعَ کے مصدر (سَعَةً) میں حذفِ واؤ کے بعد عین کا فتحہ و کسرہ دونوں جائز ہیں ۔

قولہ دریں ہر دو باب الخ :۔ ان دونوں بابوں (اَلْاِتِّقَادُ بمعنی آگ بھڑکنا اور اَلْاِتِّسَارُ بمعنی جوا کھیلنا) میں واؤ اور یاء تاء ہو کر ادغام ہوگئی ہیں مثلاً اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ اصل میں اِوْتَقَدَ اور اِیْتَسَرَ تھے ۔ واؤ و یاء تاء ہو کر تاء میں ادغام ہوگئی ۔

سوال :۔ ان دو بابوں میں واؤ و یاء کو تاء سے کیوں تبدیل کیا جاتا ہے ؟

اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَاداً واز افعال اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَاداً استیقاد و ایقاد
ہردو بمعنی آتش افروختن ست واو دریں ہر دو بقاعدۂ ۳ یا شد در صرف کبیر ایں
چہار باب جز اعلالین مذکورین اعلالی دیگر نیست قسم سوم در صرف اجوف واوی
از نَصَرَ یَنْصُرُ القول گفتن قَالَ یَقُوْلُ قَوْلاً فَهُوَ قَائِلٌ و قِیْلَ یُقَالُ قَوْلاً فَهُوَ
مَقُوْلٌ الامر منه قُلْ والنهی عنه لَا تَقُلْ الظرف منه مَقَالٌ والاٰلۃ منه
مِقْوَلٌ مِقْوَلَةٌ مِقْوَالٌ و تثنیتهما مَقَالَانِ و مِقْوَلَانِ والجمع منهما
مَقَاوِلُ و مَقَاوِیْلُ افعل التفضیل منه اَقْوَلُ والمؤنث منه قُوْلٰی و تثنیتهما
اَقْوَلَانِ و قُوْلَیَانِ والجمع منهما اَقْوَلُوْنَ و اَقَاوِلُ و قُوَلٌ و قُوْلَیَاتٌ در مِقْوَلٌ
و مِقْوَلَةٌ حرکت واو بما قبل بانیجہت ندادند کہ ایں ہر دو دراصل مِقْوَالٌ بودند الف

جواب :- عدم قلب کی صورت میں گردانوں میں تخالف لازم آئے گا۔ مثلاً ماضی اِیْتَقَدَ کیونکہ واو ساکن ماقبل مکسور یاء ہو جاتا ہے اور مضارع یُوْتَقِدُ آئے گا اور اِیْتَسَرَ کی ماضی مجہول اُوْتُسِرَ اور تخالف مکروہ ہے اس لئے واو کو تاء سے تبدیل کیا جاتا ہے کہ عموماً واو تاء ہو جاتا ہے جیسے وُرَاثٌ سے تُرَاثٌ اور یاء واو پر محمول ہو کر تاء ہو جاتی ہے۔

سوال :- اِوْتَقَدَ میں واو کو یاء کر کے یاء کو تاء کیوں نہیں کیا جاتا تاکہ کسی دلیل کا اہمال و ترک لازم نہ آئے بلکہ دونوں قاعدوں کے مطابق عمل ہو جائے ؟

جواب :- قلب سے مقصود تخفیف لفظی ہے جس کا طول مسافت کے بغیر حاصل ہو جانا بہتر ہے اور واو کو یاء کر کے اس کو تاء کرنے میں طول مسافت ہے یا اس لئے واو کو اولاً یاء نہیں کیا جاتا کہ واو کے ماقبل کا کسرہ معرض زوال میں ہے بلکہ خود حرف مکسور (ہمزہ وصلی) معرض زوال میں ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسری علت یعنی واو و تاء کا قرب علت قویہ ہے لہٰذا اس جگہ اہمال نہیں بلکہ عمل بمقتضائے اقوی ہے۔

قولہ در مِقْوَلٌ :- یہ اس سوال کا جواب ہے کہ مِقْوَلٌ و مِقْوَلَةٌ میں واو کی حرکت ماقبل کو دیکر تعلیل کیوں نہیں کی گئی ؟

را حذف کردند مَقُوْلٌ شد و بعد حذف الف تا در آخر افزودند مقولة شد و در مِقْوَالٌ بسبب مانع که وقوع الف بعد واو ست نقل حرکت نکردند پس دریں ہر دو که فرع آں ہستند ہم نقل حرکت ننمودند اثبات فعل ماضی معروف قَالَ قَالَا قَالُوْا قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا بقاعدۂ ۷ واو در قال تا قالتا بالف بدل شده و در مابعد قالتا باجتماع ساکنین حذف گردیده قاف مضموم گشته اثبات فعل ماضی مجهول قِيْلَ قِيْلَا قِيْلُوْا قِيْلَتْ قِيْلَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا قِيْلَ در اصل قُوِلَ بود بقاعدۂ نهم قِيْلَ شد و همچنین تا

جواب یہ ہے کہ یہ دونوں مِقْوَالٌ کی فرع ہیں (جیسا کہ اسم آلہ کے بیان میں گزر چکا ہے) اور مقوال میں شرط تعلیل مفقود ہے۔ لہٰذا اصل پر حمل کرتے ہوئے ان میں بھی تعلیل نہیں کی گئی۔

قولہ در قُلن:۔ قُلْنَ کی اس تعلیل کے متعلق علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ یہ بعض متاخرین کی اختیار کردہ ہے اور عند الاکثرین قُلْنَ میں فتحہ سے ضمہ کی طرف قلب کے بعد تعلیل ہوتی ہے یعنی قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھا جسکو قَوُلْنَ کی طرف نقل کیا اور قاعدہ ۷ جاری کر کے واؤ کو الف کیا۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے متاخرین کا طریقۂ تعلیل اختیار کیا ہے کیونکہ قلب کی صورت میں چند وجوہ سے خلل پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ اگر تخفیف کی علت موجبہ موجود ہو تو فی الفور عمل لازم ہوتا ہے جب قَوَلْنَ میں علت موجبہ پائی گئی تو قلب کرنا من وجہ اہمال ہے اور علت موجبہ کا اہمال بلا تحقق معارض ممتنع ہوتا ہے۔

۲۔ قلب سے لازم آتا ہے کہ باب واحد کے صیغے حالت واحدہ میں بعض مفتوح العین ہوں جیسے قَالَ تا قَالَتَا اور بعض مضموم العین جیسے قُلْنَ سے آخر تک اور یہ معیوب ہے۔

۳۔ قَالَ متعدی ہے اور قُلْنَ بعد نقل و قلب متعدی رہے تو مضموم العین کا تعدیہ لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور اگر بعد النقل لازم آئے تو باب میں تخالف لازم آئے گا۔ یہ بھی باطل ہے۔

قولہ قیل:۔ قِیْلَ اصل میں قُوِلَ تھا۔ واو بقاعدہ ۹ یاء ہو گیا قِیْلَ ہوا۔ اور صیغہ جمع مؤنث سے آخر تک یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی اور باب کے واوی ہونے کی وجہ سے فاء کو ضمہ دیا گیا۔

قِیْلْنَا در قُلْنَ تا آخر چون یا بالتقاے ساکنین بیفتاد لسبب واوی بودنش قاف راضمہ
دادند اثبات فعل مضارع معروف یَقُوْلُ یَقُوْلَانِ یَقُوْلُوْنَ تَقُوْلُ تَقُوْلَانِ
یَقُلْنَ تَقُوْلُوْنَ تَقُوْلِیْنَ تَقُلْنَ اَقُوْلُ نَقُوْلُ در جمیع ایں صیغ کہ در اصل لسکون
قاف وضم عین بودند بقاعدہ ۸ ضمہ واو بقاف دادند و در یَقُلْنَ و تَقُلْنَ آن واو بالتقائ
ساکنین بیفتاد اثبات فعل مضارع مجہول یُقَالُ یُقَالَانِ یُقَالُوْنَ تُقَالُ تُقَالَانِ
یُقَلْنَ تُقَالُوْنَ تُقَالِیْنَ تُقَلْنَ اُقَالُ نُقَالُ در جمیع ایں صیغ کہ لسکون قاف و فتحہ
واو بودند بقاعدہ ۸ فتحہ واو بقاف دادہ واو را الف کردند و آن الف در یُقَلْنَ و
تُقَلْنَ بالتقاے ساکنین بیفتاد نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَقُوْلَ
لَنْ یَقُوْلَا الخ مجہول لَنْ یُقَالَ الخ دریں بحث جز تغیر یکہ در مضارع شدہ تغیری دیگر
واقع نشدہ نفی حجد بلم در فعل مضارع معروف لَمْ یَقُلْ لَمْ یَقُوْلَا الخ مجہول
لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا الخ دریں بحث جز اینکہ واو در لَمْ یَقُلْ و اخوات اود الف در

قولہ در جمیع :۔ مضارع معروف کے تمام صیغوں میں جو کہ سکون قاف اور ضم عین کے ساتھ تھے بقاعدہ ۸ واؤ کا ضمہ قاف کو دیکر واؤ ساکن کیا اور یہ واؤ صیغہ جمع مؤنث غائب (یَقُلْنَ) وحاضر (تَقُلْنَ) میں التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔

قولہ در جمیع ایں صیغ :۔ مضارع مجہول کے تمام صیغوں میں واؤ مفتوح اور اس کا ماقبل حرف صحیح ساکن تھا لہذا بقاعدہ ۸ واؤ کا فتحہ قاف کو دیکر واؤ کو الف کیا اور یہ الف جمع مؤنث غائب وحاضر میں التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔

قولہ دریں بحث الخ :۔ یعنی نفی حجد میں مضارع کے تغیر کے علاوہ صرف اتنا تغیر ہوا ہے کہ لَمْ یَقُلْ اور اس کے اخوات میں واؤ اور لَمْ یُقَلْ اور اس کے اخوات میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے، علاوہ ازیں کوئی تغیر نہیں ہوا سوائے اس کے جو مضارع میں ہوا ہے۔

لَمْ یُقَلْ واخوات او بالتقائے ساکنین بیفتادہ تغیری دیگر غیر ما وقع فی المضارع واقع نشد لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَقُوْلَنَّ لَیَقُوْلَانِّ تا آخر مجہول لَیُقَالَنَّ الخ وہکذا نون خفیفہ دریں ہر چہار گردان ہم تغیری غیر ما فی المضارع نشدہ امر حاضر معروف قُلْ قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ قُلْنَ قُلْ در اصل تَقُوْلُ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند در آخر وقف کردند واو بالتقائے ساکنین افتاد قُلْ شد و بعضی امر را از اصل بنا میکنند پس اُقْوُلْ میشود باز حرکت واو بما قبل دادہ واو را بالتقائے ساکنین حذف کردہ ہمزہ وصل را باستغناء حذف میکنند ہمیں وضع دیگر صیغ امر را قیاس باید کرد صیغ امر بالام و صیغ نہی مثل صیغ نفی حجد بلم ست کہ درانہا در محل جزم واو والف افتادہ است و بس چوں لِیَقُلْ وَلَا تَقُلْ وقس علی ہذا در نون ثقیلہ و خفیفہ امر و نہی واو والف کہ در مواقع بجزم ساقط شدہ بود بسبب تحرک ما قبل نون باز آمدہ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ قُوْلَنَّ قُوْلَانِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُلْنَانِّ امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَقُوْلَنَّ لِیَقُوْلَانِّ لِیَقُوْلُنَّ لِتَقُوْلَنَّ لِتَقُوْلَانِّ

قولہ قُلْ :۔ قُلْ اصل میں تَقُوْلُ تھا۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد قاف متحرک تھا۔ آخر میں وقف کیا۔ واو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا قُلْ ہوا۔ اور بعض امر کو اصل (تَقُوْلُ) سے بناتے ہیں جو اُقْوُلْ ہوگیا۔ پھر واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو التقاء ساکنین کی وجہ سے اور ہمزہ کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔

قولہ صیغ امر بالام :۔ امر بالام اور نہی کے صیغے جحد کی مثل ہیں یعنی ان میں بھی محل جزم میں صرف واو اور الف گرے ہیں جیسے لِیَقُلْ وَلَا تَقُلْ۔

قولہ در نون ثقیلہ :۔ امر و نہی کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں واو اور الف جو مواقع جزم میں ساقط ہوگئے تھے ماقبل متحرک ہوجانے سے لوٹ آئے کیونکہ علتِ حذف یعنی التقاء ساکنین باقی نہیں رہا۔

لِيُقْلَنَانِّ لَا تُقُوْلَنَّ لِنَقُوْلَنَّ ـــــ بانون خفیفہ لِیَقُوْلَنْ لِیَقُوْلُنْ لِتَقُوْلَنْ لَا تُقُوْلَنْ لِنَقُوْلَنْ بحث امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُقَالَنَّ لِیُقَالَانِّ لِیُقَالُنَّ لِتُقَالَنَّ لِتُقَالَانِّ لِیُقَلْنَانِّ لِتُقَالَنَّ لِتُقَالِنَّ لِتُقَلْنَانِّ لَا تُقَالَنَّ لِنُقَالَنَّ نون خفیفہ ہمبرین قیاس نہی معروف بانون ثقیلہ لَا یَقُوْلَنَّ الخ مجہول لَا یُقَالَنَّ الخ نون خفیفہ بہمین قیاس بحث اسم فاعل قَائِلٌ قَائِلَانِ قَائِلُوْنَ قَائِلَةٌ قَائِلَتَانِ قَائِلَاتٌ قَائِلٌ دراصل قَاوِلٌ بود بقاعدہ ۱۷ واو ہمزہ شد وہمچنین در دیگر صیغ بحث اسم مفعول مَقُوْلٌ مَقُوْلَانِ مَقُوْلُوْنَ مَقُوْلَةٌ مَقُوْلَتَانِ مَقُوْلَاتٌ مَقُوْلٌ دراصل مَقْوُوْلٌ بود بقاعدہ ۸ حرکت واو بما قبل دادہ واو را بالتقائے ساکنین حذف کردند فائدہ اختلاف است دریں کہ واو اول درہمچو موقع حذف میشود یا واو دوم بعضی میگویند کہ دوم بایں جہت کہ

قولہ قائل :۔ قائل اصل میں قَاوِلٌ تھا واو بقاعدہ ۱۷ ہمزہ ہو گیا قائل ہوا۔

قولہ مقول الخ :۔ مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا۔ واو کی حرکت بقاعدہ ۸ ماقبل کو دیکر واو کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا مَقُوْلٌ ہوا۔

قولہ فائدہ :۔ صرفیین کا اس میں اختلاف ہے کہ مَقْوُوْلٌ کا پہلا واو محذوف ہے یا دوسرا اخفش کے نزدیک پہلا محذوف ہے اور مَقُوْلٌ بروزن مَفُوْلٌ ہے۔ بدلائل ذیل۔

۱۔ واو دوم علامت ہے والعلامۃ لا تحذف۔

۲۔ واو دوم اگرچہ زائد ہے مگر مفید معنی مدِ صوت ہے اور واو اول مفید معنی نہیں۔

۳۔ مقول کے فعل (قال وقیل) کی عین میں تعلیل ہوئی ہے لہذا اس کے بھی عین کلمہ میں تعلیل ہونی چاہیئے جو کہ واو اول ہے کیونکہ اسم تعلیل میں فعل کی فرع ہے۔

۴۔ اجتماع ساکنین کے وقت اصلی کو ساقط کرتے ہیں جیسے رامٍ میں یاء جو اصلی ہے محذوف ہے اور تنوین باقی ہے۔

۵۔ اجتماع ساکنین کی صورت میں مدہ حذف ہوتا ہے جو کہ واو اول ہے۔ سیبویہ کے نزدیک واو ثانی محذوف ہے کیونکہ وہ ضمہ کے اشباع سے پیدا ہوا ہے اور عارضی ہے جو کہ احق بالحذف ہے اس کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ

زائدست و زائد اولی بحذف ست و بعضی میگویند که اول چہ دوم علامت است و علامت محذوف نمی شود ہر چند کہ بیشتر صرفیان حذف دوم را ترجیح دادہ اند مگر نزد راقم راجح حذف اول ست چہ علی العموم دستور ہمیں ست کہ در ہمچو ساکنین اول محذوف میشود زاید باشد یا اصلی پس ایں را از سنن نظراء خود نباید برآورد نکتہ ثمرۂ اختلاف در ہمچو مواقع بحسب ظاہر ہیچ معلوم نمیشود چہ بہر کیف مَقُوْلٌ میشود واو اول را حذف کنند یا دوم را مولوی عصمت اللہ صاحب سہارنپوری در شرح خلاصۃ الحساب دربیان صرف و منع صرف لفظ رحمٰن دریں باب سخنی خوشش نوشتہ و آن اینکہ در مسائل فقہیہ ثمرۂ خلاف ہمچو اختلافات برمی آید مثلاً شخصے حلف کرد کہ

ہے۔ اخفش کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ علامت مفعول واؤ نہیں بلکہ میم ہے جو غیر ثلاثی مجرد میں بھی موجود ہے اگر واؤ کو بھی علامت تسلیم کر لیا جائے تو حذفِ علامت وہاں ناجائز ہوتا ہے جہاں کوئی دوسری علامت موجود نہ ہو اور یہاں میم موجود ہے اور حرف اصلی و مدہ اس وقت حذف کیا جاتا ہے جب ساکن دوم حرف صحیح ہو۔ صاحب علم الصیغہ کے نزدیک واو اول کا حذف راجح ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اکثر صرفیین نے حذفِ دوم کو ترجیح دی ہے مگر میرے نزدیک واؤ اول کا حذف راجح ہے کیونکہ عام دستور یہی ہے کہ ایسے دو ساکنوں میں اول حذف کیا جاتا ہے خواہ اصلی ہو یا زائد۔ لہذا مقول کو اپنے نظراء کے طریقہ سے خارج نہیں کرنا چاہیئے۔

قولہ نکتہ: ایسے مواقع میں بظاہر اختلاف کا فائدہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کیونکہ واؤ اول محذوف ہو یا ثانی بہر صورت لفظ مقول بنے گا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے شرح خلاصۃ الحساب میں لفظ رحمٰن کے منصرف و غیر منصرف ہونے کے بیان میں اس باب میں ایک اچھی بات لکھی ہے وہ یہ کہ ایسے اختلافات کا ثمرہ و فائدہ مسائل فقہیہ میں ظاہر ہوگا۔ مثلاً کوئی قسم کھائے کہ آج واؤ زائد زبان پر نہ لائے گا۔ پھر لفظ مقول بولے۔ پس جس کے نزدیک مقول میں واؤ اول محذوف ہے اس کے نزدیک یہ شخص حانث ہو جائے گا۔ اور جن کے نزدیک دوم محذوف ہے حانث نہیں ہوگا یا اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو آج اپنی زبان پر واؤ زائد لائی تو تجھے طلاق ہے اور عورت لفظ مقول بول دے۔ پس جس کے نزدیک اول محذوف ہے اس کے نزدیک طلاق ہو جائے گی نہ دوسرے کے نزدیک۔

امروز بواو زائد تکلم نخواہم کرد و لفظ مَقُوْلٌ بر زبان آورد پس بر مذہب شخصی کہ بحذف اوّل قائل ست حانث نخواہد شد و بر مذہب قائل بحذف دوم حانث نخواہد شد یا زن را گفت کہ اگر تو امروز بواو زائد تکلم کنی ترا طلاق ست و آن زن لفظ مَقُوْلٌ بر زبان آورد پس بر مذہب حذف اول طلاق خواہد افتاد و بر حذف دوم نہ اجوف یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْبَیْعُ فروختن بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعاً فھو بائِعٌ و بِیْعَ یُبَاعُ بَیْعاً فھو مَبِیْعٌ الامر منه بِعْ والنھی عنه لَاتَبِعْ الظرف منه مَبِیْعٌ والاٰلة منه مِبیعٌ و مِبْیَعَةٌ و مِبْیَاعٌ و تثنیتھما مِبْیَعَانِ و مِبْیَعَانِ والجمع منھما مَبَائِعُ و مَبَائِیْعُ افعل التفضیل منه اَبْیَعُ و المؤنث منه بُوْعٰی و تثنیتھما اَبْیَعَانِ و بُوْعَیَانِ والجمع منھما اَبْیَعُوْنَ وَ اَبَائِعُ دَ بُیَعٌ و بُوْعَیَاتٌ ظرف دریں باب ہمشکل مفعول گردیدہ چوں بقاعدہ ۹ حرکت عین بفا دادند و در مفعول بعد نقل حرکت و حذف عین فا را کسرہ دادہ بسبب آن واو را یا کردند ظرف ہم مَبِیْعٌ ست کہ در اصل مَبْیِعٌ بودہ و مفعول ہم مَبِیْعٌ کہ در اصل مَبْیُوْعٌ بود اثبات فعل ماضی معروف بَاعَ بَاعَا بَاعُوْا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُمَا بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا بقاعدہ ۷ یا در بَاعَ

قولہ ظرف دریں باب: اس باب میں اسم ظرف اسم مفعول کے ہمشکل ہوگیا ہے مگر باعتبار اصل کے ہر دو میں فرق ہے۔ مَبِیْعٌ اسم ظرف اصل میں مَبْیِعٌ تھا جب عین کی حرکت بقاعدہ ۹ فاء کو دی تو مَبِیْعٌ ہوا اور مَبِیْعٌ اسم مفعول اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا۔ یاء حرف علت ضعیف پر ضمہ قوی ثقیل تھا۔ ماقبل کو دیکر یاء کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔ بعدہٗ فاکلمہ کو کسرہ دیکر واؤ کو یاء کردیا مَبِیْعٌ ہوا۔

قولہ بقاعدہ: بَاعَ سے آخر تک تمام صیغوں میں یاء بقاعدہ ۷ الف ہوگئی ہے اور بَاعَتَا کے بعد کے تمام صیغوں میں

تا آخر الف شدہ ما بعد باعتا الف بالتقائے ساکنین افتادہ بسبب یائی بودن فا کلمہ کسرہ یافتہ اثبات فعل ماضی مجہول بِیعَ بِیعَا الخ بِیعَ دراصل بُیِعَ بُوَبقاعدہ ۹ کسرہ یا بباد ادند و یا در بِعْنَ تا آخر بالتقائے ساکنین بیفتاد اثبات فعل مضارع معروف یَبِیعُ یَبِیعَانِ تا آخر حرکت یا بقاعدہ ۸ بما قبل رفتہ و یا در یَبِعْنَ و تَبِعْنَ بالتقای ساکنین ساقط شدہ مضارع مجہول یُبَاعُ یُبَاعَانِ تا آخر بر قیاس یُقَالُ یُقَالَانِ تا آخر نفی تاکید بلن لن یَبِیعَ تا آخر لن یباع تا آخر تغیری جدید ندارد نفی جحد بلم در فعل مضارع لَمْ یَبِعْ لَمْ یَبِیعَا تا آخر لَمْ یُبَعْ لَمْ یُبَاعَا در لم یَبِعْ ولم تَبِعْ ولم اَبِعْ یا در معروف والف در مجہول باجتماع ساکنین افتادہ در دیگر صیغ غیر ما وقع فی المضارع تغیری نشدہ لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَبِیعَنَّ تا آخر مجہول لَیُبَاعَنَّ تا آخر و ہمچنیں نون خفیفہ امر حاضر معروف بِعْ بِیعَا بِیعُوا بِیعِیْ بِعْنَ بوضع قُلْ قُوْلاَ اعلال باید کرد امر حاضر معروف بانون

الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے چونکہ باب یائی ہے اس لئے فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے۔

قولہ بِیعَ :- بِیعَ اصل میں بُیِعَ تھا۔ یاء کا کسرہ بقاعدہ ۹ باء کو دیا تو بِیعَ ہوا اور بِعْنَ سے آخر تک یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔

قولہ حرکت یا بقاعدہ ۸ :- مضارع معروف میں یَبِیعُ سے آخر تک یاء کی حرکت بقاعدہ ۸ ماقبل کو چلی گئی اور جمع مؤنث غائب و حاضر میں یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگئی۔

قولہ در لَمْ یَبِعْ :- یعنی جحد معروف میں مواقع جزم میں یاء اور مجہول میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے باقی صیغوں میں صرف وہی تغیر ہوا ہے جو مضارع میں ہوا تھا۔

ثقیلہ بیعَنّ تا آخر در بیعَنّ یا کہ در لِعْ بالتقائے ساکنین افتادہ بود لبسبب مفتوح شدن عین باز آمدہ امر بالام ونہی مثل لَمْ یَبِعْ تا آخر در نون ثقیلہ وخفیفہ اینہا یائی محذوف باز آید بحث اسم فاعل بائِعٌ بائِعانِ بائِعُونَ تا آخر لقاعدہ ۷، یا ہمزہ شد بحث اسم مفعول مَبِیْعٌ مَبِیْعَانِ مَبِیْعُوْنَ مَبِیْعَۃٌ مَبِیْعَتَانِ مَبِیْعَاتٌ اعلال مَبِیْعٌ مذکور شدہ وہمبرین نمط اعلال ہمہ صیغ مفعول ست اجوف واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْخَوْفُ ترسیدن خَافَ یَخَافُ خَوْفاً فَھُوَ خَائِفٌ وَخِیْفَ یُخَافُ خَوْفاً فھو مَخُوْفٌ الامر منہ خَفْ والنھی عنہ لَا تَخَفْ تا آخر ماضی معروف خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ تا آخر در خِفْنَ تا آخر بسبب کسرۂ عین فا کلمہ را بعد حذف عین کسرہ دادند باقی صیغ را اعلال بقواعد یکہ نوشتہ ایم ودر صرف قَالَ اعمال آن شدہ می باید برآورد ودر مضارع آن کہ یَخَافُ یَخَافَانِ تا آخر ست اعلال مثل یُقَالُ یُقَالان تا آخر شدہ امر حاضر معروف خَفْ خَافَا خَافُوْا خَافِیْ خَفْنَ خَفْ را از تَخَافُ ساختند بعد حذف تا چون متحرک ماندہ آخر را وقف کردند الف

قولہ در خِفْنَ تا آخر الخ ۔ خِفْنَ صیغہ جمع مؤنث سے آخر تک جب الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا تو فا کلمہ کو عین کے کسرہ کی وجہ سے کسرہ دیا گیا تاکہ مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اگرچہ فا کلمہ کو ضمہ دیا جاتا تو واو کی رعایت ہوتی اور یہ ضمہ باب کے واوی ہونے پر دلالت کرتا، مگر چونکہ باب کی رعایت واو کی رعایت سے اولیٰ تھی اس لئے باب کی رعایت میں فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا۔

قولہ خف را ۔ خَفْ تَخَافُ سے بنا ہے، علامت مضارع حذف کرنے کے بعد فا کلمہ متحرک تھا لہٰذا آخر میں وقف کیا تو التقاء ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا اور خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا گیا ہے، صیغہ تثنیہ وجمع امر حاضر اور صیغہ تثنیہ وجمع ماضی

بالتقاء ساکنین بیفتاد خافا را از تخافان ساختند بعد حذف علامت مضارع نون اعرابی را بیفگنند صیغۂ تثنیہ امر حاضر و جمع مذکر آن با صیغۂ تثنیہ مذکر غائب ماضی و جمع آن متحد شدہ امر حاضر با نون ثقیلہ خَافَنَّ تا آخر الف در خف افتادہ بود لسبب نماندن اجتماع ساکنین باز آمدہ صیغ نہی و لم و لن و لام امر بر زبان باید آورد و اعلال آن باصول محررہ تقریر باید کرد فائدہ صیغ امر اجوف را از صیغ مہموز عین کہ دران بقاعدۂ سَلْ ہمزہ حذف شدہ بہمین وضع امتیاز باید کرد کہ در اجوف غیر واحد مذکر و جمع مؤنث بہمہ صیغہا عین باقی میماند چوں قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ و بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ وَ خَافَا خَافُوْا خَافِیْ و در نون ثقیلہ و خفیفہ ہم عین باز آید چوں قُوْلَنَّ بِیْعَنَّ خَافَنَّ و در مہموز عین در جمیع صیغ عین محذوف ماند چون زَرَا زَرُوْا زَرِیْ وَزَرْنَ وَسَلَا سَلُوْا سَلِیْ وسَلْنَ اجوف یائی از سمع النّیل یافتن نَالَ یَنَالُ نَیْلاً الخ اعلالات جملہ صیغش بقیاس آنچہ بیان کردہ ایم میتوان

مثلاً خافا اور خافوا ہم شکل ہیں مگر اصل کے اعتبار سے ان میں فرق ہے۔

قولہ فائدہ: معتل العین اور مہموز العین کے امر میں دو وجہ سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ اوّل اس طرح کہ معتل کے امر میں عین کلمہ صرف صیغہ واحد مذکر و جمع مؤنث میں حذف کیا جاتا ہے۔ برخلاف امر مہموز العین کے جس میں قاعدۂ سَلْ جاری ہوا ہے کہ اس کے تمام صیغوں میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ امر معتل العین میں نون ثقیلہ و خفیفہ کے لحوق سے عین کلمہ عود کر آتا ہے اور امر مہموز العین میں عود نہیں کرتا۔

قولہ اسم فاعل و مفعول: اجوف واوی افتعال کا اسم فاعل و اسم مفعول ایک جیسا ہوگیا ہے مگر اسم فاعل کا اصل مُقْتَوِدٌ بکسر واوَ اور اسم مفعول کا مُقْتَوَدٌ بفتح واو ہے۔ اسم ظرف بھی مفعول کے ہمشکل اور اصل میں بفتح الواوَ ہے۔ صیغہ تثنیہ و جمع مذکر امر حاضر (اِقْتَادَا اور اِقْتَادُوْا) اور تثنیہ و جمع مذکر ماضی بظاہر ایک جیسے ہیں مگر ماضی کا اصل بفتح واوَ اور امر کا اصل بکسر واو ہے۔

کردو ہمچنیں از دیگر ابواب ثلاثی مجرد تصاریف وصیغ می باید بر آورد

اجوف واوی از باب اِفْتِعَال اَلْاِقْتِیَادُ کشیدن اِقْتَادَ یَقْتَادُ اِقْتِیَاداً فھو مُقْتَادٌ و اُقْتِیْدَ یُقْتَادُ اِقْتِیَاداً فھو مُقْتَادٌ الامر منہ اِقْتَدْ والنھی عنہ لَاتَقْتَدْ الظرف منہ مُقْتَادٌ اسم فاعل ومفعول بیک صورت شدہ لیکن اسم فاعل در اصل مُقْتَوِدٌ بود بکسر واو و اسم مفعول مُقْتَوَدٌ بفتح واو وظرف ہم کہ ہموزن مفعول می باشد ہمبرین صورتست صیغۂ تثنیہ و جمع مذکر امر حاضر اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا با تثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی متحد ست مگر اصل ماضی بفتح واوست واصل امر کہ از مضارع ساختہ شدہ بکسر واوست برآوردن اعلال دیگر صیغ دشوار نیست اجوف یائی از باب اِفْتِعَال اَلْاِخْتِیَارُ برگزیدن اِخْتَارَ یَخْتَارُ اِخْتِیَاراً الخ مثل اِقْتَادَ یَقْتَادُ اجوف واوی از باب استفعال اَلْاِسْتِقَامَۃُ استوار شدن اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اِسْتِقَامَۃً فھو مُسْتَقِیْمٌ الامر منہ اِسْتَقِمْ والنھی عنہ لَاتَسْتَقِمْ الظرف منہ مُسْتَقَامٌ اِسْتَقَامَ در اصل اِسْتَقْوَمَ بود بقاعدۂ ۸ حرکت واو بما قبل دادہ واو را الف کردند یَسْتَقِیْمُ در اصل یَسْتَقْوِمُ بود بعد نقل حرکت واو بما قبل واو بقاعدۂ ۳ یا شد اِسْتِقَامَۃً در اصل علی ما ہو المشہور اِسْتِقْوَاماً

قولہ اِسْتَقَامَ :۔ اِسْتَقَامَ اصل میں اِسْتَقْوَمَ تھا واو کی حرکت بقاعدہ ۸ ماقبل کو دیکر واو کو الف کیا استقام ہوا۔ یَسْتَقِیْمُ اصل میں یَسْتَقْوِمُ تھا۔ واو پر کسرہ ثقیل تھا۔ ماقبل کو منتقل کیا اور واو بقاعدہ ۳ یاء ہوگیا۔
قولہ اِسْتِقَامَۃً :۔ استقامۃ قول مشہور کے مطابق اِسْتِقْوَاماً تھا۔ یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف

بود بعد اعمال قاعدۂ یقال الف بالتقائے ساکنین افتاد و تا در آخر برائے عوض افزودند اِسْتِقَامَۃٌ شد مُسْتَقِیْمٌ دراصل مُسْتَقْوِمٌ بود مثل یَسْتَقِیْمُ دران تعلیل کردند در امر ونہی ودیگر صیغ مضارع مجزوم عین بالتقای ساکنین افتادہ وہکذا در یَسْتَقِمْنَ و تَسْتَقِمْنَ وآن محذوف بوقت لحوق نون ثقیلہ وخفیفہ در امر ونہی باز آید اِسْتَقِیْمَنَّ وَلَا تَسْتَقِیْمَنَّ گویند اجوف یائی از باب اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِخَارَۃُ طلب خیر کردن اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ تا آخر چون اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اجوف واوی از باب اِفْعَال اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَۃً فَھُوَ مُقِیْمٌ وَاُقِیْمَ یُقَامُ اِقَامَۃً فھو مُقَامٌ اَلْاَمرمنہ اَقِمْ والنھی عنہ لا تُقِمْ الظرف منہ مُقَامٌ اعلالات صیغ ایں باب بعینہ اعلالات اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ ہست قسم چہارم در صرف ناقص ولفیف ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَۃُ خواستن دَعَا یَدْعُوْ دُعَاءً وَدَعْوَۃً فھو دَاعٍ و دُعِیَ دُیْدْعٰی دُعَاءً وَدَعْوَۃً فھو مَدْعُوٌّ الامر منہ اُدْعُ والنھی عنہ لَا تَدْعُ الظرف

التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا اور آخر میں تاء برائے عوض زائد کی گئی۔ اِسْتِقَامَۃٌ ہوا۔ علی ما ھو المشہور سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ بعض صرفیین کے نزدیک استقامۃ اصل میں اِسْتِقْوَامَۃٌ تھا۔ واؤ الف ہوکر گیا ۔سیبویہ کے نزدیک اس تاء کا حذف کرنا بھی جائز ہے کیونکہ تعویض امور جائزہ سے ہے اور اخفش کے نزدیک صرف مصدر مضاف کے آخر سے حذف کی جاسکتی ہے۔ جیساکہ ارشاد باری ہے اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ کیونکہ اضافت تاء کے قائم مقام ہوجاتی ہے۔

قولہ وہکذا ۔ یعنی مضارع مجزوم کی مثل ان دو صیغوں میں بھی لام کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے عین کلمہ حذف ہوگیا ہے اور امر ونہی میں نون ثقیلہ وخفیفہ داخل ہونے سے عین کلمہ (محذوف) لوٹ آتا ہے جیسے اِسْتَقِیْمَنَّ وَلَا تَسْتَقِیْمَنَّ کیونکہ اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا۔

منه مَدْعًى والآلة منه مِدْعًى ومِدْعَاةٌ ومِدْعَاءٌ وتثنيتهما
مَدْعَيَانِ ومِدْعَيَانِ والجمع منهما مَدَاعٍ ومَدَاعِيُّ افعل التفضيل
منه أَدْعٰى والمؤنث منه دُعْيٰى وتثنيتهما أَدْعَيَانِ ودُعْيَيَانِ والجمع
منهما أَدَاعٍ وأَدْعَوْنَ ودُعًى ودُعْيَيَاتٌ در مَدْعًى ظرف ومِدْعًى آله واو
كه بقاعدهٔ ۷ الف شده بود بسبب اجتماع ساكنين باتنوين بيفتاد واگر دريں
هر دو صيغه بسبب الف ولام يا اضافت تنوين نباشد الف حذف نشود چون اَلْمَدْعٰى
وَالْمِدْعٰى ومَدْعَاكُمْ ومِدْعَاكُمْ ودر مِدْعَاءٌ بقاعدهٔ ۱۹ واو همزه شده مثل دعاء
مصدر در مَدَاعٍ جمع ظرف وأداعٍ جمع مذكر اسم تفضيل تعميل قاعدهٔ ۲۵ شده مَدْعَيَانِ
ومِدْعَيَانِ تثنيه ظرف وآله وأَدْعَيَانِ تثنيه اسم تفضيل ومَدَاعِيُّ جمع آله واو بقاعدهٔ
۲۰ ودر دُعْيٰى بقاعدهٔ ۲۶ يا شده ودر دُعْيَيَانِ ودُعْيَيَاتٌ الف بقاعدهٔ ۲۲ يا شده

قولہ در مَدْعًى :۔ مَدْعًى اسم ظرف اور مِدْعًى اسم آلہ میں واؤ بقاعدہ ۷ الف ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ اگر ان دو صیغوں میں الف لام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو الف حذف نہ ہوگا۔ جیسے اَلْمَدْعٰى و اَلْمِدْعٰى اور مَدْعَاكُمْ و مِدْعَاكُمْ۔

قولہ در مِدْعَاءٌ :۔ مِدْعَاءٌ اسم آلہ اصل میں مِدْعَاوٌ تھا۔ واؤ بقاعدہ ۱۹ ہمزہ ہوگیا جیسے کہ مصدر دُعَاءٌ میں واؤ ہمزہ ہوگیا ہے۔

قولہ در مَدَاعٍ :۔ مَدَاعٍ جمع مکسر اسم ظرف میں اور اَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل میں قاعدہ ۲۵ جاری ہوا ہے۔

قولہ مَدْعَيَانِ و مِدْعَيَانِ :۔ مَدْعَيَانِ تثنیہ ظرف اصل میں مَدْعَوَانِ تھا۔ مِدْعَيَانِ تثنیہ آلہ اصل میں مِدْعَوَانِ تھا۔ اَدْعَيَانِ تثنیہ اسم تفضیل اصل میں اَدْعَوَانِ تھا۔ ان تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ ۲۰ یاء ہوگیا ہے اور مَدَاعِيُّ جمع آلہ اصل میں مَدَاعِيوُ تھی۔ اس میں واؤ بقاعدہ ۲۰ یاء ہوا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا گیا۔

قولہ در دُعْيٰى :۔ دُعْيٰى میں واؤ بقاعدہ ۲۶ یاء ہوگیا ہے اور دُعْيَيَانِ و دُعْيَيَاتٌ میں الف بقاعدہ ۲۲ یاء ہوگیا

وہمچنیں ہر جا دریں ہر دو صیغہ اثبات فعل ماضی معروف دَعَا دَعَوَا دَعَتْ
دَعَتَا دَعَوْا دَعَوْنَ دَعَوْتَ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُمْ دَعَوْتِ دَعَوْتُنَّ دَعَوْتُ دَعَوْنَا
واو در دَعَا کہ دراصل دَعَوَ بود بقاعدۂ ۲ الف شد فائدہ ہر الف کہ بدل از واو باشد
بصورت الف نوشتہ شود لہذا در دعا الف می نویسند و بدل از یا بصورت یا
چون رمیٰ در دَعَوَا تثنیہ واو بسبب اتصال آن بالف تثنیہ سلامت ماندہ و
در دَعَوْا جمع الف بالتقائے ساکنین افتاد و در دَعَتْ دعتا بسبب اتصال
تای تانیث و از دعون تا آخر جملہ صیغ بر اصل اند اثبات فعل ماضی مجہول
دُعِيَ دُعِيَا دُعُوْا دُعِيَتْ دُعِيَتَا دُعِيْنَ دُعِيْتَ دُعِيْتُمَا دُعِيْتُمْ دُعِيْتِ
دُعِيْتُنَّ دُعِيْتُ دُعِيْنَا در جمع صیغ ایں بحث واو بقاعدہ ۱۱ یا شدہ و در دُعُوْا
جمع مذکر غائب یا بقاعدہ ۱۰ بعد نقل حرکتش بما قبل حذف شدہ اثبات فعل مضارع
معروف يَدْعُوْ يَدْعُوَانِ يَدْعُوْنَ تَدْعُوْ تَدْعُوَانِ يَدْعُوْنَ تَدْعِيْنَ
تَدْعُوْنَ اَدْعُوْ نَدْعُوْ صیغہای تثنیہ مطلقاً و صیغہائے جمع مؤنث بر اصل
اند و در يَدْعُوْ و اخواتش واو بقاعدۂ ۱۰ ساکن شدہ و در ہر دو جمع مذکر و تَدْعِيْنَ

ہے اور ان دونوں صیغوں میں ہر جگہ یہی ہوتا ہے یعنی الف بقاعدہ نمبر ۲۶ یا ء ہو جاتا ہے چاہے صحیح ہوں جیسے نُصْرَيَانِ و نُصْرَيَاتٌ جو کہ نُصْرٰی کا تثنیہ و جمع ہے۔

قولہ فائدہ :۔ واوؔ سے تبدیل شدہ الف بصورت الف لکھا جاتا ہے جیسے دَعَوَ سے دَعَا اور یاء سے تبدیل شدہ بصورت یاء لکھا جاتا ہے جیسے رَمیٰ۔

قولہ در يَدْعُوْ :۔ یدعو اور اس کے اخوات میں واوؔ بقاعدہ نمبر ۱۰ ساکن ہوگیا ہے اور صیغہ جمع مذکر غائب (یدعون) صیغہ جمع مذکر حاضر (تدعون) اور واحد مؤنث حاضر (تدعین) میں واوؔ بقاعدہ نمبر ۱۰ ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔ صورۃً جمع مذکر اور جمع مؤنث حاضر ایک جیسے ہیں۔

بقاعدۂ مذکور حذف شدہ وصورت جمع مذکر ومؤنث دریں بحث یکی ست اثبات فعل مضارع مجہول یُدْعیٰ یُدْعَیَانِ یُدْعَوْنَ تُدْعیٰ تُدْعَیَانِ یُدْعَیْنَ تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ تُدْعَیَانِ تُدْعَیْنَ اُدْعیٰ نُدْعیٰ در جمیع این صیغہا واو بقاعدۂ ۲۰ یا شدہ بعد ازان بقاعدۂ ۷ الف شدہ در غیر تثنیہ وغیر جمع مؤنث وآن الف در یُدْعَوْنَ وتُدْعَوْنَ وتُدْعَیْنَ واحد مؤنث حاضر بالتقائے ساکنین حذف شدہ وصورت واحد مؤنث حاضر وجمع مؤنث حاضر متحد شدہ تُدْعَیْنَ لیکن واحد در اصل تُدْعَوِیْنَ بود واو بقاعدۂ ۲۰ یا شدہ بعد ازاں یا بقاعدہ ۷ الف شدہ بالتقای ساکنین افتادہ وجمع مؤنث حاضر در اصل تُدْعَوْنَ بود واو یا شد وبس نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّدْعُوَ لَنْ یَّدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْا لَنْ تَدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْنَ لَنْ تَدْعُوْا لَنْ تَدْعِیْ لَنْ تَدْعُوْنَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَدْعُوَ دریں صیغ عمل لَنْ ہمچنانکہ در صحیح جاری میشود جاری شدہ تغیری جز آنکہ در مضارع شدہ بود بظہور نیامدہ نفی

قولہ در جمیع :۔ مضارع مجہول کے تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ نمبر ۲۰ یاء ہوکر صیغہ تثنیہ و جمع مؤنث کے علاوہ دیگر تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۷ الف ہوگیا ہے اور وہ الف یُدْعَوْنَ ، تُدْعَوْنَ اور تُدْعَیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر میں التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے اور صیغہ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر صورۃً متحد ہوگئے ہیں لیکن واحد (تُدْعَیْنَ) اصل میں تُدْعَوِیْنَ تھا. واؤ بقاعدہ نمبر ۲۰ یاء ہوگیا اور یاء بقاعدہ نمبر ۷ الف ہوکر التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی اور صیغہ جمع اصل میں تُدْعَوْنَ تھا اس میں صرف واؤ یاء ہوا ہے۔

سوال :۔ یُدْعیٰ اور مضارع مجہول کے دیگر صیغوں میں اولاً واؤ کو یاء کیوں کیا گیا ہے پھر الف حالانکہ واؤ بھی الف ہوسکتا ہے کیونکہ شرائط قلب موجود ہیں؟

جواب :۔ چونکہ ان میں قلب کے دونوں قانون جاری ہوسکتے ہیں اس لئے پہلے واؤ کو یاء کیا پھر الف تاکہ دونوں پر عمل ہوسکے اور بحد امکان اعمال سے اعمال بہتر ہوتا ہے۔

تاکید بلن در فعل مستقبل مجهول لَنْ یُّدْعیٰ لَنْ یُّدْعَیَا لَنْ یُّدْعَوْا لَنْ تُدْعیٰ لَنْ تُدْعَیَا لَنْ یُّدْعَیْنَ لَنْ تُدْعَوْا لَنْ تُدْعَیْ لَنْ تُدْعَیْنَ لَنْ اُدْعیٰ لَنْ نُدْعیٰ در یُدْعیٰ و اخوات او بسبب بودن الف نصب لن ظاهر نشده و در باقی صیغ همچو صحیح عمل لن جاری شده تغیری جدید رو نموده نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْا لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْنَ لَمْ تَدْعُوْا لَمْ تَدْعِیْ لَمْ تَدْعُوْنَ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ در مواقع جزم واو ساقط شده و در دیگر صیغ مثل صحیح عمل لم ظاهر شد تغیری نیفزوده مجهول لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا لَمْ یُدْعَوْا لَمْ تُدْعَ لَمْ تُدْعَیَا لَمْ یُدْعَیْنَ لَمْ تُدْعَوْا لَمْ تُدْعَیْ لَمْ تُدْعَیْنَ لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ در مواقع جزم الف حذف شده و بس بحث لام تاکید با نون ثقیله در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنَّ لَیَدْعُوَانِّ لَیَدْعُنَّ لَتَدْعُوَنَّ لَتَدْعُوَانِّ

قولہ دریں:۔ نفی تاکید بلن میں مضارع کے تغیر کے علاوہ کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔ حرف ناصب نے اس میں صحیح کی مثل عمل کیا ہے جس کی وجہ سے ضمہ اور نون اعرابی ساقط ہو گئے ہیں۔

قولہ در یُدْعیٰ:۔ یُدْعیٰ اور اس کے اخوات کے آخر میں الف ہے اس لئے حرف ناصب کا عمل ظاہر نہیں ہوا کیونکہ الف حرکت قبول نہیں کرتا اور کوئی سبب الف کے حذف کا بھی موجود نہیں اور باقی صیغوں میں صحیح کی مثل لن کا عمل جاری ہوا ہے کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

قولہ در مواقع جزم:۔ نفی جحد میں جزم کے مقامات میں واؤ ساقط ہو گیا ہے کیونکہ حرف جازم مضارع کے آخر سے حرکت ساقط کرتا ہے اور یَدْعُوْ مضارع میں حرکت تھی ہی نہیں۔ لہذا اخت حرکت یعنی واؤ کو حذف کیا گیا۔

سوال:۔ جازم تو صرف ایک حرکت گراتا ہے اور حرف علت جو دو حرکتوں سے مرکب ہوتا ہے جازم سے کیسے ساقط ہو گیا؟

جواب:۔ حرف علت کا ایک حصہ گرانا ممکن نہ تھا اور نہ ہی تمام کو باقی رکھنا کہ اس میں ابطال عمل ہے۔ لہذا بامر مجبوری تمام کو ساقط کیا گیا۔

لَیَدْعُوْنَانِّ لَتَدْعُنَّ لَتَدْعِنَّ لَتَدْعُوْنَانِّ لَادْعُوَنَّ لَنَدْعُوَنَّ در صیغ
مضارع ہمچنانکہ در صحیح از نون ثقیلہ تغیرات میشود ہموں طور اینجا شدہ و پس مجہول
لَیُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَانِّ لَیُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیَنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَیُدْعَیْنَانِّ
لَتُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیِنَّ لَتُدْعَیْنَانِّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَنَّ
در اصل یُدْعٰی بود چوں لام تاکید در اول و نون ثقیلہ در آخر آوردند نون ثقیلہ فتحہ ماقبل خود
خواست الف قابل حرکت نبود لہذا یارا کہ اصل الف بود واپس آوردند و فتحہ دادند
لَیُدْعَیَنَّ شد و قس علیہ لَتُدْعَیَنَّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ سوال در لَنْ یُّدْعٰی
چرا بسبب نصب یارا واپس نیاوردند کہ بران فتحہ ظاہر میشد جواب اگر یارا باز
می آوردند باز الف میشد چہ علت اعلال کہ تحرک یا و انفتاح ماقبل ست موجود ست
و در لَیُدْعَیَنَّ و در اخواتش علت اعلال موجود نیست زیراکہ اتصال نون ثقیلہ

قولہ لَیُدْعَیَنَّ :۔ لَیُدْعَیَنَّ اصل میں یُدْعٰی تھا۔ جب لام تاکید مضارع کے اول میں اور نون آخر میں لائے اور نون نے ماقبل کا فتحہ چاہا چونکہ الف قابل حرکت نہیں تھا۔ لہٰذا الف کے اصل یعنی یاء کو واپس لاکر مفتوح کیا۔ بموجب کل شئ یرجع الی اصلہ۔

قولہ سوال در لَنْ یُّدْعٰی :۔ لَنْ یُّدْعٰی میں نصب کی وجہ سے یاء کیوں واپس نہیں لائے تاکہ اس پر فتح ظاہر ہو؟

جواب :۔ اگر یاء واپس لائیں تو بار دیگر الف ہو جائے گی۔ کیونکہ علت اعلال یعنی واؤ کا متحرک ہونا اور ماقبل کا فتحہ موجود ہے۔

قولہ در لَیُدْعَیَنَّ :۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ لَیُدْعَیَنَّ اور اس کے اخوات میں یاء واپس لائی گئی ہے اور علت اعلال پائے جانے کے باوجود تعلیل نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب یہ ہے کہ ان صیغوں میں علت اعلال موجود نہیں ہے کیونکہ نون ثقیلہ کا اتصال قاعدہ کے اجراء سے مانع ہے۔

ازموانع اجرای قاعدہ ،ست لَیَدْعُوْنَ دراصل یُدْعُوْنَ بود بعد آوردن لام تاکید در اول ونون ثقیلہ درآخر وحذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو ونون ثقیلہ واو غیر مدہ بود آنرا ضمہ دادند وہمچنیں در لَتَدْعُوْنَّ و در لَتَدْعِیْنَّ یارا کسرہ دادند فائدہ حین اجتماع ساکنین اگر اوّل مدہ باشد آنرا حذف میکنند واگر غیر مدہ باشد واو را ضمہ میدہند و یارا کسرہ مدہ حرف علت ساکن را گویند کہ حرکت ماقبل آن موافق باشد وغیر مدہ آنکہ چنیں نباشد لام تاکید بانون خفیفہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنْ لَیَدْعُنْ لَتَدْعُوَنْ لَتَدْعُنْ لَتَدْعِنْ لَاَدْعُوَنْ لَنَدْعُوَنْ مجہول لَیُدْعَیَنْ لَیُدْعَوُنْ لَتُدْعَیَنْ لَتُدْعَوُنْ لَتُدْعَیِنْ لَاُدْعَیَنْ لَنُدْعَیَنْ امر حاضر معروف اُدْعُ اُدْعُوَا اُدْعُوْا اُدْعِیْ اُدْعُوْنَ واو در اُدْعُ بسبب سکون وقفی حذف شدہ و دیگر صیغ از مضارع ہمراں نمط ساختہ شدہ اند کہ در صحیح ساختہ بودند امر غائب ومتکلم معروف لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُ لِتَدْعُوَا

قولہ لَیَدْعُوْنَّ :۔ لَیَدْعُوْنَّ اصل میں یُدْعُوْنَ تھا۔ لام تاکید اول میں اور نون آخر میں آنے کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہوگیا تو واوٴ و نون ثقیلہ کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ واوٴ غیر مدہ تھا اس کو ضمہ دیا لَیَدْعُوْنَّ ہوا۔ اسی طرح لَتَدْعُوْنَّ میں اور لَتَدْعِیْنَّ میں یاء کو کسرہ دیا۔

قولہ فائدہ :۔ جب دو ساکن جمع ہوں اور ان کا اول مدہ ہو تو اس کو حذف کرتے ہیں اور اگر مدہ نہ ہو تو واوٴ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ مدہ اس حرف علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو۔ اور غیر مدہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے ماقبل کی حرکت اس کے مخالف ہو۔

بیت۔ حرف مدہ گر ہمی دانی۔ گویمت یاد کن بآسانی ۔ حرف علت چوں شود ساکن۔ حرکت ماقبل موافق داں

لِیَدْعُوْنَ لِاَدْعُ لِنَدْعُ امر مجہول لِیُدْعَ لِیُدْعَیَا تا آخر مانند لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا تا آخر امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اُدْعُوَنَّ اُدْعُوَانِّ اُدْعُنَّ اُدْعِنَّ اُدْعُوْنَانِّ بعد آوردن نون ثقیلہ در اُدْعُ واو محذوف را کہ بسبب وقف حذف شدہ بود و حالا وقف نماندہ باز آوردند و فتحہ دادند و در دیگر صیغ حسب معمول تغیرات کردند امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَدْعُوَنَّ لِیَدْعُوَانِّ لِیَدْعُنَّ لِتَدْعُوَنَّ لِتَدْعُوَانِّ لِیَدْعُوْنَانِّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ در لِیَدْعُوَنَّ واخواتش واو کہ بسبب جزم افتادہ بود باز آمدہ مفتوح شدہ دیگر ہمہ حسب معمول ست امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُدْعَیَنَّ تا آخر بصورت مضارع مجہول بانون ثقیلہ است سوای اینکہ لام ایں مکسور ست ولام مضارع مفتوح در لِیُدْعَیَنَّ واخوات او بسبب انعدام جزم یا را کہ اصل الف محذوف بود باز آوردند چراکہ الف قابل فتحہ کہ نون ثقیلہ آنرا میخواہد نبود نون خفیفہ جمیع صیغ امر بقیاس نون ثقیلہ میتوان دریافت نہی معروف لَایَدْعُ لَایَدْعُوَا لَایَدْعُوْا لَاتَدْعُ لَاتَدْعُوَا لَایَدْعُوْنَ لَاتَدْعُوْا لَاتَدْعِیْ لَاتَدْعُوْنَ لَااَدْعُ لَانَدْعُ بوضع لَمْ یَدْعُ تا آخر نہی مجہول بقیاس لَمْ یُدْعَ مجہول تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَدْعُوَنَّ

قولہ بعد آوردن:۔ اُدْعُ میں جو واؤ وقف کی وجہ سے حذف ہوگیا تھا نون ثقیلہ بڑھانے کے بعد واپس لے آئے اس لئے کہ اب وقف نہیں رہا اور اس کو فتحہ دیا۔

قولہ در لِیُدْعَیَنَّ:۔ لِیُدْعَیَنَّ اور اس کے اخوات میں جزم نہ ہونے کی وجہ سے الف محذوفہ کی اصل یعنی یاء واپس لائے کیونکہ نون ماقبل کا فتحہ چاہتا ہے اور الف قابل حرکت نہیں۔

لَا یَدْعُوَانِّ تا آخر مجہول لَا یُدْعَیَنَّ لَا یُدْعَیَانِّ تا آخر قیاس امر با نون ثقیلہ نون خفیفہ را ہمبرین قیاس می باید بر آورد بحث اسم فاعل دَاعٍ دَاعِیَانِ دَاعُوْنَ دَاعِیَۃٌ دَاعِیَتَانِ دَاعِیَاتٌ دریں ہمہ صیغ واو بقاعدہ ۱۱ یا شدہ در داعٍ بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ بسبب اجتماع ساکنین حذف گردیدہ اگر بریں صیغہ الف ولام آید یا بسبب اضافت بران تنوین نیاید صرف براسکان یا اکتفا کنند و حذف نشود چوں اَلدَّاعِیْ و دَاعِیْکُمْ و در اَلدَّاعِیْ گاہی حذف یا ہم آمدہ چنانچہ در قولہ تعالیٰ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ واین ہمہ در حالت رفع وجر ست و در حالت نصب دَاعِیًا وَالدَّاعِیَ و دَاعِیَکُمْ گویند بحث اسم مفعول مَدْعُوٌّ مَدْعُوَّانِ مَدْعُوُّوْنَ مَدْعُوَّۃٌ مَدْعُوَّتَانِ مَدْعُوَّاتٌ دریں صیغ واو مفعول در واو لام فعل ادغام یافتہ

قولہ دریں ہمہ صیغ :- اسم فاعل کے تمام صیغوں میں واوَ بقاعدہ ۱۱ یاء ہوگیا ہے اور دَاعٍ میں یاء بقاعدہ ۱۰ ساکن ہوکر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے ۔

فائدہ :- اس پوری بحث میں قاعدہ نمبر ۲۰ بھی جاری ہوسکتا ہے مگر قاعدہ ۱۱ راجح ہے اسی لئے مرتبین نے اس میں قاعدہ ۱۱ جاری کیا ہے ۔ نہ قاعدہ نمبر ۲۰ چنانچہ صاحب "مفتاح الشافیہ" دُعِیَ ، رُمِیَ اور اَلْغَازِیْ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ تینوں قسم اول کی مثالیں ہیں یعنی اُس واوَ کی جو لام کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہوکر یاء ہوجاتا ہے اور بعض نے قاعدہ ۲۰ کو واوَ ماقبل مفتوح کے ساتھ خاص کردیا ہے جیسا کہ دستور المبتدی میں ہے کہ جو واوَ کلمہ میں تیسری جگہ ہو جب رابع یا زائد ہوجائے اور اس کا ماقبل مفتوح ہو تو یاء ہوجاتا ہے ۔

قولہ اگر بریں صیغہ :- اگر اس صیغہ (دَاعٍ) پر الف لام ہونے یا اس کے مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو یاء صرف ساکن ہوگی حذف نہیں ہوگی ، کیونکہ تنوین نہ ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین نہیں رہے گا جیسے اَلدَّاعِیْ اور دَاعِیْکُمْ نیز اَلدَّاعِیْ میں یاء کبھی تخفیفاً حذف بھی کردیتے ہیں جیسے ارشاد باری ہے یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اور یہ تمام صورتیں حالت رفعی وجری میں ہیں کیونکہ یاء پر ضمہ وکسرہ ثقیل ہوتا ہے اور حالت نصبی میں دَاعِیًا اَلدَّاعِیَ اور دَاعِیَکُمْ کہیں گے ۔

ولبس ناقص یائی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ الرَّمْیُ تیر انداختن رَمٰی يَرْمِیْ رَمْیاً فهو رَامٍ و رُمِیَ يُرْمٰی رَمْیاً فَهُوَ مَرْمِيٌّ الامر منه اِرْمِ والنهی عنه لَا تَرْمِ الظرف منه مَرْمًى والالة منه مِرْمًى مِرْمَاةٌ مِرْمَاءٌ وتثنيتهما مَرْمَيَانِ ومِرْمَيَانِ والجمع منهما مَرَامٍ وَمَرَامِيُّ افعل التفضيل منه اَرْمٰی والمؤنث منه رُمْيٰى وتثنيتهما اَرْمَيَانِ ورُمْيَيَانِ والجمع منهما اَرَامٍ واَرْمَوْنَ و رُمًى و رُمْيَيَاتٌ ظرف ازین باب باوصف کسر عین مضارع مفتوح العین آمده بقاعده که نوشته ایم که از ناقص مطلقاً ظرف مفتوح العین آید و یای آن الف شده لسبب اجتماع ساکنین باتنوین افتاده وهمچنین در مِرْمًى آله و بوقت عدم تنوین الف باقی ماند چون اَلْمَرْمٰی ومَرْمَاکُمْ مَرَامٍ جمع ظرف و اَرَامٍ جمع تفضیل که دراصل مَرَامِی واَرَامِی بوده باعمال قاعده ۲۵ مَرَامٍ و اَرَامٍ شده دراَرْمٰی یا بقاعده، الف شده رُمْيٰى مؤنث وهردو تثنیه براصل اند وهمچنین رُمْيَيَاتٌ در رُمًى جمع تکسیر رُمْيٰى یا الف شده باجتماع ساکنین باتنوین افتاده اثبات فعل ماضی معروف

قوله ظرف ایں باب:۔ اس باب سے ظرف مضارع مکسور العین ہونے کے باوجود بفتح عین آیا ہے۔ اس قاعدہ سے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ناقص سے ظرف مطلقاً مفتوح العین آتا ہے اور ظرف (مَرْمًى) کی یاء الف ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے ایسے ہی اسم آلہ (مِرْمًى) میں اور تنوین نہ ہونے کے وقت الف باقی رہتا ہے جیسے اَلْمَرْمٰی ومَرْمَاکُمْ۔

قوله مَرَامٍ:۔ مَرَامٍ جمع ظرف اور اَرَامٍ جمع تفضیل اصل میں مَرَامِیُ اور اَرَامِیُ تھے قاعدہ ۲۵ سے مَرَامٍ اور اَرَامٍ ہو گئے۔

قوله رُمْيٰى مؤنث:۔ رُمْيٰى اسم تفضیل مؤنث اور اسم تفضیل مذکر ومؤنث کا تثنیہ (اَرْمَيَانِ ورُمْيَيَانِ) اور رُمْيَيَاتٌ اپنی اصل پر ہیں اور رُمْيٰى کی جمع تکسیر رُمًى میں یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر گئی ہے۔

رَمیٰ رَمَیَا رَمَوْا رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنَ رَمَیْتَ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُمْ رَمَیْتِ رَمَیْتُنَّ

رَمَیْتُ رَمَیْنَا در رَمیٰ رَمَوْا و رَمَتْ و رَمَتَا یا بقاعدہ ۷ الف شدہ در غیر رَمیٰ

بالتقای ساکنین با تای تانیث حذف گردیدہ دیگر ہمہ صیغ بر اصل اند اثبات فعل

ماضی مجہول رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا رُمِیَتْ تا آخر در جمیع این صیغ در غیر رُمُوْا کہ بقاعدہ ۱۱

حرکت یا بما قبل رفتہ یا حذف شدہ ہیچ یک تعلیل نشدہ اثبات فعل مضارع معروف

یَرْمِیْ یَرْمِیَانِ یَرْمُوْنَ تَرْمِیْ تَرْمِیَانِ یَرْمِیْنَ تَرْمُوْنَ تَرْمِیْنَ تَرْمِیْنَ

اَرْمِیْ نَرْمِیْ در یَرْمِیْ و تَرْمِیْ و اَرْمِیْ و نَرْمِیْ یا بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ و در یَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ

و تَرْمِیْنَ بقاعدہ مذکور حذف شدہ باقی صیغ یعنی تثنیہ ہا و ہر دو جمع مونث بر اصل ست و

صورت واحد مونث حاضر بعد حذف یا مثل جمع مونث حاضر یعنی تَرْمِیْنَ شد مجہول

یُرْمیٰ یُرْمَیَانِ یُرْمَوْنَ تُرْمیٰ تُرْمَیَانِ یُرْمَیْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَیْنَ اُرْمیٰ نُرْمیٰ

تثنیہ ہا و ہر دو جمع مونث بر اصل اند و در باقی صیغ یا بقاعدہ ۷ الف شدہ در

مواقع اجتماع ساکنین یعنی یُرْمَوْنَ و تُرْمَوْنَ و تُرْمَیْنَ واحد مونث حاضر حذف

شدہ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّرْمِیَ لَنْ یَّرْمِیَا لَنْ یَّرْمُوْا تا آخر

بجز عملیکہ لن میکند تغیری در صیغ حادث نشدہ مجہول لَنْ یُّرْمیٰ لَنْ یُّرْمَیَا تا آخر

بجز اینکہ در یُرْمیٰ و تُرْمیٰ و اُرْمیٰ و نُرْمیٰ عمل لن بسبب الف ظاہر نشدہ در ہیچ

صیغہ تغیری جدید بظہور نرسیدہ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَرْمِ لَمْ یَرْمِیَا

قولہ در رَمیٰ۔ رَمیٰ رَمَوْا، رَمَتْ اور رَمَتَا میں واو بقاعدہ ۷ الف ہوکر رَمَوْا میں یہ الف اجتماع ساکنین باواو جمع اور رَمَتْ و رَمَتَا میں اجتماع ساکنین باتائے تانیث کی وجہ سے گر گیا ہے اور باقی صیغے اپنے اصل پر ہیں۔

لَمْ يَرْمُوْا لَمْ تَرْمِ لَمْ تَرْمِيَا لَمْ يَرْمِيْنَ لَمْ تَرْمُوْا لَمْ تَرْمِيْ لَمْ تَرْمِيْنَ لَمْ اَرْمِ لَمْ نَرْمِ درمواقع جزم یا ساقط شده و در دیگر صیغ عمل لم بطور صحیح ظہور پذیرفتہ مجہول لَمْ يُرْمَ لَمْ يُرْمَيَا تا آخر حال آن مثل معروف ست لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَيَرْمِيَنَّ لَيَرْمِيَانِّ لَيَرْمُنَّ لَتَرْمِيَنَّ لَتَرْمِيَانِّ لَيَرْمِيْنَانِّ لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ لَتَرْمِيْنَانِّ لَاَرْمِيَنَّ لَنَرْمِيَنَّ بر قیاس لَيَضْرِبَنَّ تا آخر بعد اعلال ہمچکہ مضارع ماندہ بود مثل صحیح تغیرات شدہ مجہول لَيُرْمَيَنَّ لَيُرْمَيَانِّ لَيُرْمَوُنَّ لَتُرْمَيَنَّ لَتُرْمَيَانِّ لَيُرْمَيْنَانِّ لَتُرْمَوُنَّ لَتُرْمَيِنَّ لَتُرْمَيْنَانِّ لَاُرْمَيَنَّ لَنُرْمَيَنَّ بر قیاس لَيُدْعَيَنَّ تا آخر نون خفیفہ معروف و مجہول ہمبرین نمط امر حاضر معروف اِرْمِ اِرْمِيَا اِرْمُوْا اِرْمِيْ اِرْمِيْنَ در صیغہ واحد مذکر حاضر یا بسبب وقف افتادہ و دیگر صیغہا از مضارع حسب دستور ساختہ اند سوال چون اِرْمُوْا را از تَرْمُوْنَ ساختند بعد حذف علامت مضارع بسبب سکون مابعد آن ہرگاہ ہمزہ وصل آوردند بایستی ہمزہ مضموم آرند زیرا کہ عین کلمہ مضموم ست جواب اگرچہ عین کلمہ فی الحال در ترمون مضموم ست لیکن در اصل مکسور ست

قولہ سوال :۔ جب اِرْمُوْا کو تَرْمُوْنَ سے بنایا اور بعد حذف علامت مضارع سکون مابعد کی وجہ سے ہمزہ وصل لائے تو ہمزہ کو مضموم لانا چاہیئے تھا کیونکہ عین کلمہ مضموم ہے۔

جواب :۔ اگرچہ عین کلمہ فی الحال تَرْمُوْنَ میں مضموم ہے مگر اصل میں مکسور ہے کیونکہ اس کی اصل تَرْمِيُوْنَ ہے اور ہمزہ وصلی عین کی اصل حرکت کے اعتبار سے لایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُدْعِيْ میں جو کہ تَدْعِيْنَ سے بنا ہے ہمزہ وصلی مضموم ہے اگرچہ فی الحال تَدْعِيْنَ میں عین مکسور ہے۔

چہ اصلش تَرْمِیُوْنَ بودہ وہمزہ وصل باعتبار حرکت اصل می آرند وہمیں جہت در اُدْعِی کہ از عَدَعِیُنَ ساختہ شدہ ہمزہ وصل مضموم آوردند امر غائب ومتکلم معروف لِيَرْمِ لِيَرْمِيَا لِيَرْمُوْا لِتَرْمِ لِتَرْمِيَا لِيَرْمِيْنَ لِاَرْمِ لِنَرْمِ امر مجہول لِيُرْمَ لِيُرْمَيَا بر قیاس لَمْ يُرْمَ لَمْ يُرْمَيَا تا آخر بودہ است وہمچنیں نہی معروف چوں لَايَرْمِ لَايَرْمِيَا تا آخر ونہی مجہول چوں لَايُرْمَ تا آخر نون ثقیلہ وخفیفہ چوں در امر ونہی در آید حرف علت محذوف باز آمدہ مفتوح گردد ودیگر صیغ تغیری زائد غیر ما فی الصحیح نشود امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اِرْمِيَنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمُنَّ تا آخر امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِيَرْمِيَنَّ لِيَرْمِيَانِّ تا آخر مجہول بانون ثقیلہ لِيُرْمَيَنَّ تا آخر امر حاضر معروف بانون خفیفہ اِرْمِيَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ لِيَرْمِيَنْ لِيَرْمُنْ لِتَرْمِيَنْ لِاَرْمِيَنْ لِنَرْمِيَنْ امر مجہول بانون خفیفہ لِيُرْمَيَنْ لِيُرْمَوُنْ لِتُرْمَيَنْ لِتُرْمَوُنْ لِتُرْمَيِنْ لِاُرْمَيَنْ لِنُرْمَيَنْ نہی معروف بانون خفیفہ لَايَرْمِيَنْ لَايَرْمُنْ لَاتَرْمِيَنْ لَاتَرْمُنْ لَاتَرْمِنْ لَااَرْمِيَنْ لَانَرْمِيَنْ نہی مجہول بانون خفیفہ مثل امر مجہول اسم فاعل رَامٍ رَامِيَانِ رَامُوْنَ رَامِيَةٌ رَامِيَتَانِ رَامِيَاتٌ در غیر رَامٍ کہ یا ساکن

قولہ در غیر رَامٍ :- اسم فاعل کے صیغہ واحد مذکر (رَامٍ) اور جمع مذکر (رَامُوْنَ) کے علاوہ دیگر صیغوں میں تعلیل نہیں ہوتی۔ رَامٍ اصل میں رَامِيٌ تھا یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر گئی اور رَامُوْنَ اصل میں رَامِيُوْنَ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو چلی گئی اور یاء واؤ ہوکر حذف ہوگئی۔

شده باجتماع ساکنین افتاده ورامُوْنَ که حرکت یا ماقبل رفته یا واو شده حذف
گشته بهیچ یک صیغه اعلال نیست اسم مفعول مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ تا آخر در جمیع این
صیغ واو بقاعده ۱۴ یا شده در یا ادغام یافته وضم ماقبل بکسره بدل شده ناقص
واوی از باب سَمِعَ یَسْمَعُ الرِّضیٰ وَالرِّضْوَانُ خوشنود شدن و پسند کردن
رَضِیَ یَرْضیٰ رِضیً و رِضْوَاناً فهو رَاضٍ و رُضِیَ یُرْضیٰ رِضیً و رِضْوَاناً
فَهُوَ مَرْضِیٌّ الامر منه اِرْضَ والنهی عنه لَا تَرْضَ الظرف منه مَرْضیً
والآلة منه مِرْضیً مِرْضَاةٌ مِرْضَاءٌ وتثنیتهما مَرْضَیَانِ ومِرْضَیَانِ
والجمع منهما مَرَاضٍ ومَرَاضِیُّ اَفْعَلُ التفضیل منه اَرْضیٰ والمؤنث
منه رُضْییٰ وتثنیتهما اَرْضَیَانِ و رُضْیَیَانِ والجمع منهما اَرْضَوْنَ وَاَرَاضٍ
و رُضیً و رُضْیَیَاتٌ در جمیع صیغ معروف این باب هم اعلال مثل اعلال دُعِیَ و یُدْعیٰ
شده وهمه اعلالات صیغ این باب مثل صیغ باب دَعَا یَدْعُوْ است بجز مَرْضِیٌّ مفعول
که در اصل مَرْضُوْوٌ بوده برخلاف قیاس قاعده دلی دران جاری شده می باید
فهمید و می باید گردانید ناقص یائی از سَمِعَ اَلْخَشْیَةُ ترسیدن خَشِیَ یَخْشیٰ خَشْیَةً
فهو خَاشٍ تا آخر بوضع مجهول رَمیٰ یَرْمِیْ اعلال افعال این باب شده و در دیگر

قوله در جمیع این صیغ :- اسم مفعول کے تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ ۱۲ یاء ہو کر یاء میں ادغام ہو گیا ہے اور یاء کی رعایت میں ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو گیا ہے۔

قوله بجز مَرْضِیٌّ :- مَرْضِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا۔ اس میں دُلِیٌّ کا قاعدہ برخلاف قیاس جاری ہوا ہے کیونکہ مَرْضُوْوٌ بروزن مَفْعُوْلٌ ہے نہ بروزن فُعُوْلٌ اور دُلِیٌّ کے قاعدہ میں وزن فعول شرط ہے۔

صیغ صرف صغیر مثل صرف صغیر رَمٰی یَرْمِیْ لفیف مفروق از ضَرَبَ یَضْرِبُ
اَلْوِقَایَۃُ نگاہ داشتن وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً فَھُوَ وَاقٍ وَّوُقِیَ یُوْقٰی وِقَایَۃً فھو
مَوْقِیٌّ الامر منہ قِ والنھی عنہ لَاتَقِ الظرف مَوْقًی والاٰلۃ منہ مِیْقًی
مِیْقَاۃٌ مِیْقَاءٌ وتثنیتھما مَوْقَیَانِ والجمع منھما مَوَاقٍ وَمَوَاقِیُّ
افعل التفضیل منہ اَوْقٰی والمؤنث منہ وُقْیٰی وتثنیتھما اَوْقَیَانِ و
وُقْیَیَانِ والجمع منھما اَوْقَوْنَ وَاَوَاقٍ وَوُقًی وَوُقْیَیَاتٌ در فا کلمہ ایں باب
قواعد مثال و در لام کلمہ قواعد ناقص جاریست ماضی معروف وَقٰی وَقَیَا وقواعد چوں رمٰی
رَمَیَا تا آخر مجہول وُقِیَ تا آخر چوں رُمِیَ تا آخر اثبات مضارع معروف
یَقِیْ یَقِیَانِ یَقُوْنَ تَقِیْ تَقِیَانِ یَقِیْنَ تَقُوْنَ تَقِیْنَ تَقِیْنَ اَقِیْ نَقِیْ
واو یَقِیْ وجملہ صیغ بقاعدہ یَعِدُ حذف شدہ و دریا قواعد صرف رَمٰی یَرْمِیْ جاری
گشتہ مضارع مجہول یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ تا آخر چوں یُرْمٰی تا آخر نفی تاکید
بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّقِیَ لَنْ یَّقِیَا لَنْ یَّقُوْا لَنْ تَقِیَ لَنْ تَقِیَا
لَنْ یَّقِیْنَ لَنْ تَقُوْا لَنْ تَقِیْ لَنْ تَقِیْنَ لَنْ اَقِیَ لَنْ نَّقِیَ لن بجز عمل
کہ در صحیح میکند دریں باب سبب تغیری دیگر نشدہ ہماں اعلال کہ در مضارع بود
باقی ماندہ مجہول لَنْ یُّوْقٰی لَنْ یُّوْقَیَا تا آخر چوں لَنْ یُّرْمٰی تا آخر

قولہ واو یَقِیْ: یَقِیْ اور باقی صیغوں میں واو بقاعدہ یَعِدُ حذف ہوا ہے اور یاء لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوتے ہیں۔

نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَقِ لَمْ یَقِیَا لَمْ یَقُوْا لَمْ تَقِ لَمْ تَقِیَا لَمْ یَقِیْنَ لَمْ تَقُوْا لَمْ تَقِیْ لَمْ تَقِیْنَ لَمْ اَقِ لَمْ نَقِ لام کلمہ در لَمْ یَقِ واخواتش بجزم افتادہ و دیگر صیغہا بدستور ست مجہول لَمْ یُوْقَ لَمْ یُوْقَیَا تا آخر چون لَمْ یُرْمَ تا آخر لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَقِیَنَّ لَیَقِیَانِّ لَیَقُنَّ لَتَقِیَنَّ لَتَقِیَانِّ لَیَقِیْنَانِّ لَتَقُنَّ لَتَقِنَّ لَتَقِیْنَانِّ لَاَقِیَنَّ لَنَقِیَنَّ در لام کلمہ چون صرف لَیَرْمِیَنَّ عمل باید کرد مجہول لَیُوْقَیَنَّ تا آخر چون لَیُرْمَیَنَّ تا آخر نون خفیفہ ہم برین قیاس امر حاضر معروف قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیَا قِیْنَ قِ در اصل تَقِیْ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند در آخر وقف نمودند یا بیفتاد قِ شد دیگر صیغہا حسب دستور از مضارع ساختہ اند امر غائب و متکلم معروف لِیَقِ لِیَقِیَا لِیَقُوْا لِتَقِ لِتَقِیَا لِیَقِیْنَ لِاَقِ لِنَقِ امر مجہول لِیُوْقَ تا آخر چون لِیُرْمَ تا آخر امر معروف بانون ثقیلہ قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیْنَانِّ امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَقِیَنَّ لِیَقِیَانِّ لِیَقُنَّ تا آخر امر مجہول لِیُوْقَیَنَّ تا آخر امر حاضر معروف بانون خفیفہ قِیَنْ قُنْ قِنْ امر مجہول بانون خفیفہ لِیُوْقَیَنْ تا آخر نہی معروف لَا یَقِ لَا یَقِیَا تا آخر مجہول لَا یُوْقَ تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَا یَقِیَنَّ لَا یَقِیَانِّ لَا یَقُنَّ تا آخر مجہول لَا یُوْقَیَنَّ لَا یُوْقَیَانِّ لَا یُوْقَوُنَّ الخ نہی معروف

بانون خفیفہ لَایَقِیْنَ لَایَقِنَّ تا آخر مجہول لَایُوْقَیْنَ لَایُوْقُوْنَ لَا تُوْقَیْنَ لَاتُوْقُوْنَ لَاتُوْقِیْنَ لَا اُوْقَیْنَ لَانُوْقَیْنَ اسم فاعل وَاقٍ وَاقِیَانِ وَاقُوْنَ تا آخر چون رَامٍ تا آخر اسم مفعول مَوْقِیٌّ چون مَرْمِیٌّ تا آخر لفیف مفروق از حسب تحسب اَلْوَلَایَۃُ مالک شدن وَلِیَ یَلِیْ وَلَایَۃً فھو وَالٍ وَوُلِیَ یُوْلٰی وَلَایَۃً فھو مَوْلِیٌّ الامر منہ لِ والنھی عنہ لَاتَلِ الظرف منہ مَوْلیً والاٰلۃ منہ مِیْلیً مِیْلَاۃٌ ومِیْلَاءٌ وتثنیتھما مَوْلَیَانِ ومِیْلَیَانِ والجمع منھما مَوَالٍ ومَوَالِیُّ افعل التفضیل منہ اَوْلٰی والمؤنث منہ وُلْیٰ وتثنیتھما اَوْلَیَانِ ووُلْیَیَانِ والجمع منھما اَوَالٍ واَوْلَوْنَ ووُلًی ووُلْیَیَاتٌ حسب قواعد مشرحہ بالاقیاس وَقٰی یَقِیْ صیغ این باب را اعلال باید کرد وجملہ صیغ صرف کبیر می باید خواند لفیف مقرون از ضرب اَلطَّیُّ پیچیدن طَوٰی یَطْوِیْ طَیًّا فھو طَاوٍ تا آخر چون رَمٰی یَرْمِیْ تا آخر ناقص واوی از باب افتعال اَلْاِحْتِبَاءُ زانو ایستادہ کردہ حبوہ بستہ نشستن اِحْتَبٰی یَحْتَبِیْ اِحْتِبَاءً فھو مُحْتَبٍ الامر منہ اِحْتَبِ والنھی عنہ لَاتَحْتَبِ الظرف منہ مُحْتَبًی ناقص یائی ایضاً اَلْاِجْتِبَاءُ برگزیدن اِجْتَبٰی یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبٍ و اُجْتُبِیَ یُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبًی الامر منہ اِجْتَبِ والنھی عنہ لَا تَجْتَبِ الظرف منہ مُجْتَبًی لفیف مقرون ایضاً اَلْاِلْتِوَاءُ پیچیدہ شدن

ناقص واوی از اِنْفِعَال اِنْمِحَاءٌ محو شدن یائی ایضاً اِنْبِغَاءٌ مناسب شدن
لفیف مقرون ایضاً اِنْزِوَاءٌ بگوشہ نشستن ناقص واوی از اِسْتِفْعَال
اَلْاِسْتِعْلَاءُ بلند شدن ناقص یائی اَلْاِسْتِغْنَاءُ بے پروا شدن واوی
از افعال اَلْاِعْلَاءُ بلند کردن اَعْلٰی یُعْلِی اِعْلَاءً فھو مُعْلٍ و اُعْلِیَ یُعْلٰی
اِعْلَاءً فھو مُعْلًی الامر منہ اَعْلِ والنھی عنہ لَا تُعْلِ الظرف منہ
مُعْلًی یائی ایضاً اَلْاِغْنَاءُ بے پروا کردن اَغْنٰی یُغْنِی اِغْنَاءً تا آخر لفیف
مفروق اَلْاِیْلَاءُ قریب کردن اَوْلٰی یُوْلِی اِیْلَاءً فھو مُوْلٍ مقرون
اَلْاِرْوَاءُ سیراب کردن اَرْوٰی یُرْوِی ایضاً اَلْاِحْیَاءُ زندہ کردن اَحْیٰی
یُحْیِی تا آخر ناقص واوی از تفعیل اَلتَّسْمِیَۃُ نام نہادن سَمّٰی
یُسَمِّی تَسْمِیَۃً فھو مُسَمٍّ وَ سُمِّیَ یُسَمّٰی تَسْمِیَۃً فھو مُسَمًّی الامر
منہ سَمِّ والنھی عنہ لا تُسَمِّ الظرف منہ مُسَمًّی ازیں باب مصدر
ناقص ولفیف ومہموز لام بروزن تَفْعِلَۃٌ می آید ناقص یائی منہ ایضاً
اَلتَّلْقِیَۃُ انداختن لَقّٰی یُلَقِّی تَلْقِیَۃً فھو مُلَقٍّ لفیف مقرون اَلتَّقْوِیَۃُ
قوت دادن قَوّٰی یُقَوِّی تَقْوِیَۃً فھو مُقَوٍّ الخ مقرون دیگر اَلتَّحِیَّۃُ
سلام کردن حَیّٰی یُحَیِّی تَحِیَّۃً فھو مُحَیٍّ تا آخر سوال در عین لفیف تعلیل

قولہ سوال :۔ جب لفیف کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوتی تو تَحِیَّۃٌ میں عین کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو کیوں دی گئی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تَحِیَّۃٌ لفیف بھی ہے اور مضاف بھی اس میں مضاف ہونے کی

نمیشود پس حرکت عین تَحِیَّۃٌ چرا نقل کردہ بما قبل دادند جواب تَحِیَّۃٌ لفیف
ہم ہست ومضاعف ہم نقل حرکت دریں بحیثیت مضاعف بود نشس
کردہ اند ولہذا در تَقْوِیَۃٌ نقل نکردند ناقص واوی از مُفَاعَلَۃٌ مُغَالَاۃٌ
گراں کردن مہر غَالٰی یُغَالِیْ مُغَالَاۃً الخ یائی مُرَامَاۃٌ باہم
تیراندازی کردن رَامٰی یُرَامِیْ مُرَامَاۃً الخ لفیف مفروق مُوَارَاۃٌ
پوشیدن وَارٰی یُوَارِیْ الخ مقرون مُدَاوَاۃٌ دوا کردن دَاوٰی یُدَاوِیْ الخ
ناقص واوی از تَفَعُّل اَلتَّعَلِّیْ برتری نمودن تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا
فھو مُتَعَلٍّ در مصدر واو بقاعدۂ ۱۶ بعد کسرہ یا شدہ ساکن گشتہ باجتماع
ساکنین درحالت رفع وجر حذف گردیدہ ناقص یائی اَلتَّمَنِّیْ آرزو کردن
تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا تا آخر لفیف مفروق اَلتَّوَلِّیْ دوستی نمودن مقرون
اَلتَّقَوِّیْ قوی شدن ناقص واوی از تَفَاعُل اَلتَّعَالِیْ برتر شدن تَعَالٰی
یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالٍ الخ یائی اَلتَّمَارِیْ شک نمودن لفیف مفروق
اَلتَّوَالِیْ پے درپے کار کردن تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا الخ مقرون اَلتَّسَاوِیْ
برابر شدن قسم پنجم در مرکبات مہموز ومعتل مہموز فا واجوف واوی
از نصر اَلْاَوْلُ رجوع کردن اٰلَ یَؤُوْلُ اَوْلًا چوں قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا الخ درہمزہ

حیثیت سے حرکت نقل کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ تَقْوِیَۃٌ میں واؤ عین کلمہ کی حرکت نقل نہیں کی گئی کیونکہ یہ صرف لفیف ہے۔

قولہ درہمزہ :۔ ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور واؤ میں معتل کے قواعد جاری کرنے چاہئیں مگر جس جگہ مہموز د

قواعد مہموز جاری باید کرد و در واو قواعد معتل مگر جائیکہ قاعدۂ مہموز و معتل باہم متعارض شوند ترجیح قاعدہ معتل را باشد چنانچہ یَأوُلُ کہ دراصل یَاوُلُ بود قاعدۂ رَاسٌ مقتضی ابدال ہمزہ بالف ست و قاعدۂ معتل مقتضی نقل حرکت واو بما قبل ہمیں را ترجیح دادند و ہکذا در ءَ أُدُلُ کہ اَأْدُلُ بود بقاعدۂ آمَنَ مقتضی ابدال ہمزہ بالف بود براں قاعدۂ معتل راکہ مقتضی نقل حرکت بود ترجیح دادند اَأُدُلُ شد بعد ازاں ہمزہ دوم را بقاعدۂ اَوَادِمُ داد کردند اَوُدُلُ شد مہموز فا و اجوف یائی از ضَرَبَ اَلْاَیْدُ قوی شدن اَدَیَئِیْدُ اَیْدًا فھو اٰئِدٌ تا آخر چوں باعٔ یَبِیْعُ تا آخر دریں باب ہم ضابطۂ مرقومہ مرعی باید کرد پس در یَئِیْدُ بر قاعدۂ رَاْسٌ قاعدۂ یَبِیْعُ ترجیح یافتہ و ہمچنیں در اَئِیْدُ صیغہ واحد متکلم لیکن بالآخر ہمزہَ دوم بقاعدۂ اَئِمَّۃٌ یا شد مہموز فا و ناقص واوی از نَصَرَ اَلْاَلُوُّ کوتاہی کردن اَلَا یَا لُوْا در ہمزہ قاعدہ مہموز

معتل کا قاعدہ ایک دوسرے کے معارض ہو وہاں معتل کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی۔ مثلاً یَأوُلُ دراصل یَاوُلُ تھا اس میں مہموز کا قاعدہ نمبر۱ ہمزہ کے الف ہونے کا مقتضی تھا اور معتل کا قاعدہ حرکت واوَ ماقبل کو منتقل کرنے کا۔ پس معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیتے ہوئے واوَ کی حرکت ہمزہ کو دی اور اَاُدُلُ صیغہ واحد متکلم میں بھی جو اصل میں اَأْدُلُ تھا معتل کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ورنہ تخفیف کا قاعدہ نمبر۲ ہمزہ کے الف ہوجانے کا مقتضی تھا پھر اَاُدُلُ میں تخفیف ہمزہ کا قاعدہ نمبر۷ جاری کرتے ہوئے دوسرے ہمزہ کو دجوبا واوَ کیا اَوُدُلُ ہوا۔

قولہ دریں باب: اس باب میں بھی اس قاعدہ کی رعایت کی جاتی کہ قاعدۂ مہموز و معتل کے تعارض کے وقت قاعدۂ معتل کو ترجیح ہوتی ہے۔ پس یَئِیْدُ مضارع میں جو اصل یَئْیِدُ تھا رَأسٌ کے قاعدہ کے بجائے یَبِیْعُ کا قاعدہ جاری ہوا۔ یعنی یاءَ کی حرکت ماقبل کو دیکر یاءَ کو ساکن کیا۔ یَئِیْدُ ہوا۔ اسی طرح واحد متکلم اَئِیْدُ میں لیکن بالآخر ہمزہ دوم بقاعدہ اَئِمَّۃٌ یاء ہوگیا۔

و درواو قاعدہ ناقص جاری باید کرد مهموز فا و ناقص یائی از ضرب الاتیان آمدن اتی یاتی چوں رمی یرمی از فتح یفتح الاباء انکار کردن ابی یابی مهموز فا و لفیف مقرون از ضرب الاوی جای پناه گرفتن اوی یاوی چوں طوی یطوی مهموز عین مثال از ضرب الواد زنده در گور کردن واد یئد چوں وعد یعد مهموز عین و ناقص یائی از فتح الرؤیة دیدن و دانستن رای یری رؤیة فهو راءٍ و رُئی یُری رویة فهو مرئیٌّ الامر منه رَ والنهی عنه لاتر الظرف منه مرایٌ والالة منه مِرایٌ مِراة مِراءٌ وتثنیتهما مَرْءَیان و مِرْءَیانِ والجمع منهما مَرَاءٍ و مَرَائیُّ افعل التفضیل منه اَرْای والمؤنث منه رُءْیی وتثنیتهما ارایان و رؤییان والجمع منهما اَرَاءٍ و اَرَاوَن و رُأی و رُءْیَیات زیں پیش نوشته ایم که قاعده یَسَلُ دریں باب در افعال لازم شده نه در اسماء این امر ملحوظ کرده جمله صیغ را با مراعات قواعد ناقص در لام می باید خواند تعلیماً صرف کبیر هم مینویسیم که این باب صیغ مشکله دارد اثبات فعل ماضی معروف رای رایا راوْ رات راتا راین تا آخر چوں رمی تا آخر جز اینکه در همزه بین بین میتواند شد مجهول رُئی رُئیا رُوا رُئیت تا آخر چوں رُمی تا آخر اثبات فعل مضارع

قولہ زیں پیش ہ۔ قبل ازیں قواعد تخفیف میں بیان ہو چکا ہے کہ افعال رؤیت میں یَسَلُ کا قاعدہ وجوبی ہے اوران سے مشتقہ اسماء میں جوازی ہے۔ اس قاعدہ کا لحاظ کرتے ہوئے تمام صیغوں کو پڑھنا چاہیئے اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد کا بھی لحاظ کیا جائے۔

معروف یَرٰی یَرَیانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیْنَ

اَرٰی نَرٰی یَرٰی در اصل یَرْأَیُ بود حرکت ہمزہ بقاعدہ یَسَلُ بماقبل رفتہ و ہمزہ

حذف شدہ یَرَیُ شد یا بقاعدہ ۷ الف گشت و ہمچنیں در جملہ صیغ جز تثنیہ

کہ دراں صرف بر تعمیل قاعدہ یَسَلُ اکتفا رفتہ یا السبب مانع الف نشدہ و در یَرَوْنَ

وَتَرَوْنَ صیغہا جمع مذکر الف لسبب التقای ساکنین یا واو و در تَرَیْنَ واحد

مؤنث حاضر لسبب التقای ساکنین بایا حذف شد مجہول یُرٰی یُرَیَانِ

یُرَوْنَ تا آخر مثل معروف در اعلال نفی تاکید بلن معروف و مجہول

لَنْ یَّرٰی لَنْ یَّرَیا لَنْ یَّرَوْا تا آخر در الف یَرٰی و اخوات ادلن عمل

نکردہ چنانچہ در لَنْ یَّخْشٰی و لَنْ یَّرْضٰی و در دیگر صیغ ہمچنیکہ در صحیح عمل میکند

عمل کردہ اعلالاتیکہ در مضارع بود ہموں باقی ماندہ نفی جحد بلم در مستقبل

معروف و مجہول لَمْ یَرَ لَمْ یَرَیا لَمْ یَرَوْا لَمْ تَرَ لَمْ تَرَیا لَمْ

یَرَیْنَ لَمْ تَرَوْا لَمْ تَرَیْ لَمْ تَرَیْنَ لَمْ اَرَ لَمْ نَرَ لَمْ یَرَ در اصل

یَرٰی بود لسبب لَمْ الف از آخر افتادہ لَمْ یَرَ شد وہکذا لَمْ تَرَ لَمْ اَرَ لَمْ نَرَ

و در باقی صیغ عملے کہ در مضارع صحیح میکند نمودہ بر اعلالاتی کہ در مضارع بود

اعلالے نیفزودہ لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف و مجہول

قولہ یَرٰی :۔ یہ اصل میں یَرْأَیُ تھا۔ ہمزہ کی حرکت بقاعدہ یَسَلُ ماقبل کو دی ہمزہ حذف ہوگیا اور یاء بقاعدہ ۷ الف ہوگئی یَرٰی ہوا۔ اسی طرح باقی صیغوں میں اور تثنیہ کے صیغوں میں صرف تخفیف ہوتی ہے کیونکہ تثنیہ کا الف تعلیل سے مانع ہے۔ جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے۔

لَیُرَینَّ لَیُرَیَانِّ لَیُرَوُنَّ لَتُرَینَّ لَتُرَیَانِّ لَیُرَیْنَانِّ لَتُرَوُنَّ لَتُرَینَّ لَتُرَیْنَانِّ لَاُرَینَّ لَنُرَینَّ لَیُرَینَّ در اصل یری بود لام تاکید در اول و نون ثقیلہ در آخر آوردند نون ثقیلہ فتحہ ماقبل خواست الف قابل حرکت نبود لہذا یارا کہ اصل الف بود باز آوردہ فتحہ دادند لَیُرَینَّ شد و ہمچنیں لَتُرَینَّ لَاُرَینَّ لَنُرَینَّ لَیُرَوُنَّ در اصل یرون بود لعد آوردن لام تاکید و نون ثقیلہ و حذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو و نون واو غیر مدہ بود لہذا آنرا ضمہ دادند لَیُرَوُنَّ شد و ہکذا لَتُرَوُنَّ و در لَتُرَینَّ واحد مؤنث حاضر بعد حذف نون اعرابی یارا کسرہ دادند بانون خفیفہ لَیُرَینْ لَیُرَوُنْ لَتُرَینْ لَتُرَوُنْ لَتُرَینْ لَاُرَینْ لَنُرَینْ امر حاضر معروف رَ رَیَا رَوْا رَیْ رَیَا رَیْنَ ہٖ در اصل تری بود لعد حذف علامت مضارع متحرک ماند لہذا حاجت بہمزہ وصل نشد در آخر وقف نمودند لسبب وقف الف آخر بیفتاد ر شد در دیگر صیغہا لعد حذف علامت مضارع نون اعرابی حذف شدہ در غیر رَیْنَ جمع مؤنث کہ لسبب بودن

قولہ لَیُرَینَّ :- یہ اصل میں یَرٰی تھا۔ لام تاکید اول میں اور نون آخر میں آیا نون نے ماقبل کا فتحہ چاہا اور الف قابل حرکت نہ تھا یاء کو جو الف کی اصل ہے واپس لاکر فتحہ دیا۔

قولہ لَیُرَوُنَّ :- لَیَرَوُنَّ معلوم اصل میں یَرَوْنَ اور لَیُرَوُنَّ مجہول اصل میں یُرَوْنَ تھا۔ نون ثقیلہ کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہو جانے کے بعد اجتماع ساکنین ہوا واؤ غیر مدہ تھا لہذا اس کو ضمہ دیا۔ لَیَرَوُنَّ و لَیُرَوُنَّ ہوا۔ ایسے ہی لَتَرَوُنَّ اور لَتُرَوُنَّ اور واحد مؤنث حاضر میں نون اعرابی حذف ہو جانے کے بعد یاء کو کسرہ دیا۔

نون جمع تغیری در آخر آن نشده امر غائب و متکلم معروف لِیَرَ لِیَرَیا لِیَرَوا لِتَرَ لِتَرَیا لِیَرَیْنَ لِاَرَ لِنَرَ مثل لَمْ یَرَ اعلال باید کرد و ہکذا امر مجہول امر حاضر معروف بانون ثقیلہ رَیَنَّ رَیَانِّ رَوُنَّ رَیِنَّ رَیْنَانِّ رَیَنَّ در اصل رَ بود بعد آوردن نون ثقیلہ علت حذف حرف علت کہ وقف بود زائل شد لہذا حرف علت قابل باز آمدن شد مگر الف کہ حذف شدہ قابل حرکت نبود و نون ثقیلہ فتحہ ماقبل میخواہد لہذا یارا کہ اصل بودہ باز آوردہ فتحہ دادند رَیَنَّ شد و در رَوُنَّ و رَیِنَّ واو و یارا کہ غیرہ مدّہ بودند بسبب اجتماع ساکنین حرکت ضمہ و کسرہ دادند نون ثقیلہ امر بالام مثل نون ثقیلہ فعل مضارع است جز اینکہ لام امر مکسور است و لام مضارع مفتوح امر حاضر معروف بانون خفیفہ رَیَنْ رَوُنْ رَیِنْ وامر بالام ہم بریں قیاس نہی معروف و مجہول لَا یُرَ تا آخر نہی بانون ثقیلہ لَا یَرَیَنَّ لَا یَرَیَانِّ تا آخر بقیاس صیغہای نون ثقیلہ امر اعلال باید کرد نہی بانون خفیفہ لَا یُرَیَنْ لَا یُرَوُنْ لَا تُرَیَنْ لَا تُرَوُنْ لَا تُرَیِنْ لَا اُرَیَنْ لَا نُرَیَنْ اسم فاعل رَاءٍ رَائِیَانِ رَاؤُنَ رَائِیَۃٌ رَائِیَتَانِ رَائِیَاتٌ چوں رامٍ تا آخر اسم مفعول مَرْئِیٌّ مَرْئِیَّانِ تا آخر چوں مرمیٌّ تا آخر مہموز لام و اجوف

قولہ رَیَنَّ:۔ رَیَنَّ اصل میں رَ تھا۔ نون ثقیلہ آخر میں آنے کی وجہ سے حرف علت کے حذف کا سبب یعنی آخر میں وقف باقی نہ رہا لہذا حرف محذوفہ قابل واپسی ہوگیا مگر چونکہ الف حرکت قبول نہیں کرتا اس لئے یاء کو واپس لاکر فتحہ دیا رَیَنَّ ہوا۔ رَوُنَّ اور رَیِنَّ میں التقاء ساکنین کی وجہ سے واوٗ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیا۔

یائی از ضَرَبَ اَلْمَجِیْءُ آمدن جَاءَ یَجِیْءُ مَجِیْئًا فهو جَاءٍ وجِیْءَ یُجَاءُ مَجِیْئًا فهو مَجِیْءٌ الامر منه جِئْ والنهی عنه لاتَجِئْ الظرف منه مَجِیْءٌ تا آخر بروضع بَاعَ یَبِیْعُ تا آخر جز آنکه جَاءٍ اسم فاعل راکه دراصل جَایِءٌ بود چون بطور بَائِعٌ اعلال کردند جَاءِءٌ شد پس بقاعدۂ دو ہمزۂ متحرکہ ثانیہ را یا کردند جَائِیٌ شد آن زمان دریاکار رامٍ کردند جَاءٍ شد جملہ صیغ صرف کبیر ہم مثل صیغ صرف بَاعَ ست جز اینکہ ہر جا ہمزہ ساکن شدہ دران بقاعدۂ ہمزہ ساکنہ ابدال شدہ چنانچہ در جِئْنَ جِئْتَ جِئْتُمَا تا آخر ہمزہ بسبب کسرۂ ماقبل یا شدہ جوازًا وہم بین بین قریب وبعید در ہمزہ حسب اقتضای قاعدہ جائز ست فائدہ شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَۃً کہ ہم اجوف یائی ومہموز لام ست ہم از سَمِعَ میتواند شد وہم از فَتَحَ چہ حرف حلق بجائے لام در وموجود ست وکسرۂ عین ماضی ظاہر نشدہ در صیغ ماقبل شِئْنَ یا الف شدہ است واصل الف یا مکسور ومفتوح ہر دو میتوان شد ودر شِئْنَ وما بعد آن کسرۂ فا چنانکہ بسبب کسر عین ممکن ست ہمچنین بسبب یائی بودن یا وصف فتحہ چنانکہ در بِعْنَ ولہذا صاحب صراح آنرا از فتح شمردہ وبعضی لغویان از سَمِعَ

قولہ شَاءَ یَشَاءُ :۔ یہ باب اجوف یائی اور مہموز اللام ہے۔ باب فَتَحَ اور سَمِعَ دونوں سے ہو سکتا ہے کیونکہ حرف حلق اس کے لام کلمہ میں موجود ہے اور ماضی میں عین کا کسرہ ظاہر نہیں کیونکہ شِئْنَ سے پہلے صیغوں میں یاء الف ہو گئی ہے اور الف کی اصل یائے مکسورہ ہو سکتی ہے اور مفتوحہ بھی۔

قولہ ودر شِئْنَ :۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ شَاءَ از باب فَتَحَ نہیں ہو سکتا کیونکہ

فائدہ در جِئْ امر حاضر و لَمْ یَجِئْ وغیرہ صیغ منجزمہ مضارع ہمزہ یا می تواند شد و در شَاْ و لَمْ یَشَأْ وغیرہ الف لیکن ایں حرف علت باقی خواہد ماند حذف نخواہد شد زیرا کہ بدل ست اصلی نیست فائدہ در مَجِیْءٌ و مَشِیْئَۃٌ ہمزہ را یا کردہ ادغام نتوان کرد چہ اصلی ست و آن قاعدہ برای مدہ زائدہ است و در مجائیٔ جمع ظرف و دیگر امثالش یا بقاعدہ ۱۸ السبب اصلیت ہمزہ نشدہ فصل سوم در مضاعف

اس کی ماضی شِئْتَ سے آخر تک بکسر الفاء آئی ہے۔ جواب یہ ہے کہ فاء کا کسرہ جیسے عین کے کسرہ کی وجہ سے ممکن ہے ایسے ہی یائی ہونے کی وجہ سے فتح عین کے باوجود ممکن ہے یعنی اگر یہ باب فتح سے قرار دیا جائے تو فاء کا کسرہ یائے محذوفہ پر دلالت کریگا جیسے بِعْنَ میں اور باب سَمِعَ سے ہو تو یہ کسرۂ فاء عین کے کسرہ پر دلالت کریگا۔ اسی وجہ سے صاحب صراح نے اس کو فتح سے اور بعض لغویین نے سمع سے شمار کیا ہے۔

قولہ فائدہ :۔ جِئْ امر حاضر اور لَمْ یَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ یا بن سکتا ہے اور شَأْ و لم یَشَأْ میں ہمزہ الف بن سکتا ہے لیکن یہ حرف علت باقی رہے گا حذف نہیں ہوگا کیونکہ اصلی نہیں بلکہ بدلا ہوا ہے۔

قولہ فائدہ :۔ مَجِیْءٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں ہمزہ کو یاء کر کے ادغام نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ یاء اصلی ہے اور تخفیف ہمزہ کا قاعدہ ۵ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔

قولہ و در مَجَائِیُ :۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ اسم ظرف کی جمع اور اس کے امثال میں یاء الف مفاعل کے بعد واقع ہے اس کو ہمزہ کیوں نہیں کیا گیا؟ جواب یہ ہے کہ مَجَائِیُ وغیرہ میں یاء اصلی ہے اور قاعدہ ۱۸ یائے زائدہ کے متعلق ہے۔

قولہ مضاعف :۔ یہ ضَاعَفَ سے اسم مفعول ہے مضاعف میں تین طریقوں سے تخفیف کی جاتی ہے۔

۱۔ تخفیف بالادغام جیسے مَدَّ میں

۲۔ تخفیف بالابدال یعنی ایک حرف کو دوسرے سے تبدیل کر کے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل سماعی جیسے دَسّٰهَا جو اصل میں دَسَّسَهَا تھا۔ سین ثانی کو یاء سے اور یاء کو الف سے تبدیل کیا۔ دوم قیاسی جیسے دِیْمَاسٌ جو اصل میں دِمَّاسٌ تھا۔

۳۔ تخفیف بالحذف :۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اوّل سماعی جیسے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا۔ دوم قیاسی جیسے تَنَزَّلُ جو اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا

مشتمل بر دو قسم قسم اوّل در قواعد وصرف مضاعف قاعدہ چوں از دو حرف متجانس یا متقارب اول ساکن باشد در ثانی ادغام کنند خواہ در یک کلمہ باشد چوں مَدٌّ و شَدٌّ و عَبَدْتُمْ خواہ در دو کلمہ چوں اِذْهَبْ بِنَا وَعَصَوْا وَّكَانُوْا مگر آنکہ اوّل مدہ باشد چوں فِيْ يَوْمٍ کہ ادغام نکنند ب اگر ہر دو متحرک باشد در یک کلمہ و ما قبل اول متحرک اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کنند چوں مَدَّ وفَرَّ مگر شرط ایں ست کہ اسم متحرک العین مثل شَرَرٌ و سُرُرٌ نباشد ج اگر ما قبل اول ساکن باشد غیر مدہ حرکت اول بما قبل دادہ ادغام کنند چوں يَمُدُّ ويَفِرُّ ويَعَضُّ بشرط آنکہ ملحق نباشد لہذا در جَلْبَبَ

قولہ قاعدہ را :۔ جب دو حرف ہم جنس یا قریب المخرج سے اول ساکن ہو تو اس کو دوسرے میں ادغام کرتے ہیں خواہ ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَدٌّ اور شَدٌّ یہ متجانسین کی مثال ہے اور عَبَدْتُمْ۔ یہ متقاربین کی مثال ہے متجانسین کے ادغام میں ایک حرف لکھتے ہیں اور متقاربین میں عموماً دو لفظ جیسے عَبَدْتُمْ یا دو کلموں میں جیسے اِذْهَبْ بِنَا اور اور عَصَوْا وَّكَانُوْا ۔مگر اول متجانس مدہ ہو تو ادغام نہیں کرتے جیسے فِيْ يَوْمٍ ۔

قولہ اگر ہر دو :۔ اگر دونوں حرف متحرک ایک کلمہ میں ہوں اور اول کا ما قبل بھی متحرک ہو تو اوّل کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں مگر یہ قاعدہ اسم متحرک العین میں جاری نہیں ہوتا جیسے شَرَرٌ اور سُرُرٌ کیونکہ ادغام کے بعد یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ اسم متحرک العین تھے یا ساکن العین اس سے معلوم ہوا کہ مصنف کے نزدیک مطلق التباس مانع ادغام نہیں بلکہ التباس فی الاسم مانع ادغام ہے۔

قولہ اگر ما قبل اوّل :۔ اگر اول متجانس کا ما قبل ساکن غیر مدہ ہو تو اس کی حرکت ما قبل کو دیکر ادغام کرتے ہیں جیسے يَمُدُّ جو اصل میں يَمْدُدُ تھا اور يَفِرُّ جو اصل میں يَفْرِرُ تھا يَعَضُّ جو اصل میں يَعْضَضُ تھا اس قاعدہ میں شرط ہے کہ کلمہ ملحق نہ ہو لہذا جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔

ایں قاعدہ جاری نشود ۲۷ د اگر ماقبل اول مدہ باشد بے نقل حرکت اول راساکن کردہ در دوم ادغام کنند چوں حَاجّ و مُوْدّ ۔ ۲۸ ہ اگر بعد ادغام بر حرفِ دوم وقفِ امر یا جزم جازم وارد شود آنجا حرفِ دوم را فتحہ و کسرہ و فک ہر سہ جائز ست چوں فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ ۔ و اگر ماقبل اول مضموم باشد ضمہ ہم جائز ست چوں لَمْ یَمُدُّ مضاعف از نَصَرَ اَلْمَدُّ کشیدن مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا فھو مَادٌّ و مُدَّ یُمَدُّ مَدًّا فھو مَمْدُوْدٌ الامر منہ مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ والنھی عنہ لاتَمُدَّ لاتَمُدِّ لاتَمُدُّ لا تَمْدُدْ الظرف منہ مَمَدٌّ والآلۃ منہ مِمَدٌّ و مِمَدَّۃٌ و مِمْدَادٌ وتثنیتھما مَمَدَّانِ و مِمَدَّانِ والجمع منھما مَمَادُّ و مَمَادِیْدُ افعل التفضیل منہ اَمَدُّ والمونث منہ مُدّٰی و تثنیتھما اَمَدَّانِ و مُدَّیَانِ والجمع منھما اَمَدُّوْنَ و اَمَادُّ و مُدَدٌ و مُدَّیَاتٌ در مَدَّ کہ اصلش مَدَدَ بود بقاعدہ ب ۲ ادغام کردند و ہمچنیں در مُدَّ و یَمُدُّ بقاعدہ ج ۳

قولہ اگر ماقبل اوّل مدہ باشد :- اگر پہلے حرف کا ماقبل مدہ ہو تو ماقبل کو حرکت منتقل کئے بغیر اول حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کریں گے جیسے حَاجّ اور مُوْدّ جو اصل میں حَاجِج اور مُوْدِدَ بروزن تُوْتِلَ تھا ۔

قولہ اگر بعد ادغام :- اگر دوسرا حرف ادغام کے بعد وقفِ امر یا جزم جازم کی وجہ سے ساکن ہو جائے تو اس کو فتحہ و کسرہ دینا اور فک ادغام ہر تین امر جائز ہیں مثلاً فِرَّ ، فِرِّ ، اِفْرِرْ ۔ اگر اول متجانس کا ماقبل مضموم ہو تو ثانی کو ضمہ بھی دے سکتے ہیں جیسے لم یَمُدُّ ۔

قولہ و یَمُدُّ :- یَمُدُّ اور یُمَدُّ میں بقاعدہ ج ۳ ادغام کیا ہے مَادٌّ اسم فاعل ، مَمَادُّ جمع ظرف و آلہ اور اَمَادُّ جمع اسم تفضیل میں بقاعدہ د ۲ عمل کیا اور مُدَّ امر حاضر اور لاتَمُدَّ نہی میں قاعدہ ہ ۵ جاری ہوا ۔

ادغام کردند وہکذا در یَمُدُّ در مادٌّ اسم فاعل و مَمَادُّ جمع ظرف و آلہ و
اَمَادُّ جمع اسم تفضیل بقاعدہ ۲ عمل کردند و در امر ونہی بقاعدہ ۵ عمل شد
اثبات فعل ماضی معروف مَدَّ مَدَّا مَدُّوْا مَدَّتْ مَدَّتَا مَدَدْنَ
مَدَدْتَ مَدَدْتُمَا مَدَدْتُمْ مَدَدْتِ مَدَدْتُنَّ مَدَدْتُ مَدَدْنَا در
مَدَدْنَ وما بعدِ آن بسبب سکونِ دال دوم دال اول را ادغام نکردند مگر
از مَدَدْتَ تا مَدَدْتُ دال دوم در تا بقاعدہ ۱۱ ادغام یافتہ بسبب قرب مخرج
دال با تا مجہول مُدَّ مُدَّا مُدُّوْا مُدَّتْ مُدَّتَا مُدِدْنَ مُدِدْتَ
مُدِدْتُمَا مُدِدْتُمْ مُدِدْتِ مُدِدْتُنَّ مُدِدْتُ مُدِدْنَا مضارع
معروف یَمُدُّ یَمُدَّانِ یَمُدُّوْنَ تا آخر وہکذا مجہول نفی بلن لَنْ
یَمُدَّ لَنْ یَمُدَّا لَنْ یَمُدُّوْ تا آخر بنہجیکہ لن در صحیح عمل میکند کردہ
ادغام مضارع بحال خودست وہمچنیں مجہول۔ نفی جحد بلم معروف
لَمْ یَمُدَّ لَمْ یَمُدِّ لَمْ یَمُدُّ لَمْ یَمْدُدْ لَمْ یَمُدَّا لَمْ یَمُدُّوْا
لَمْ تَمُدَّ لَمْ تَمُدِّ لَمْ تَمُدُّ لَمْ تَمْدُدْ لَمْ تَمُدَّا لَمْ یَمْدُدْنَ
لَمْ تَمُدُّوْا لَمْ تَمُدِّیْ لَمْ تَمْدُدْنَ لَمْ اَمُدَّ لَمْ اَمُدِّ لَمْ اَمُدُّ
لَمْ اَمْدُدْ لَمْ نَمُدَّ لَمْ نَمُدِّ لَمْ نَمُدُّ لَمْ نَمْدُدْ در لَمْ یَمُدَّ و

قولہ در مَدَدْنَ :۔ مَدَدْنَ اور اس کے مابعد میں دال ثانی ساکن ہے اس لئے ادغام نہیں کیا گیا۔ مگر مَدَدْتَ سے مَدَدْتُ تک بقاعدہ ۱۱ دوسری دال کو تا میں ادغام کیا گیا ہے کیونکہ تاء و دال قریب المخرج ہیں۔

انوالشس اعمال قاعده کے شده وقس علیه المجهول لام تاکید با نون ثقیله در فعل مستقبل معروف لَيَمُدَّنَّ لَيَمُدَّانِّ لَيَمُدُّنَّ تا آخر طوریکه در صحیح میباشد بوده است ادغام مضارع بحال خود ماند وہمچنیں مجهول نون خفیفه معروف لَيَمُدَّنْ لَيَمُدُّنْ تا آخر وهكذا المجهول امر حاضر معروف مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ مُدَّا مُدُّوا مُدِّي اُمْدُدْنَ در تثنیه و جمع مذکر و واحد مؤنث حاضر فکِ ادغام جائز نیست زیرا که موقع جزم و وقف دال دوم نیست و لهذا اُكْفُفَا در شعر قصیده بُرده ع فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا غلط قرار داده اند امر بالام معروف و مجهول بقیاس لَم ست امر حاضر معروف با نون ثقیله مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ اُمْدُدْنَانِّ در مُدَّنَّ ہم که وقف باقی نمانده بجز حالت واحده یعنی فتحهٔ دال فکِ ادغام وضمه وکسره جائز نیست امر حاضر معروف با نون خفیفه مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ امر بالام ہمبرین قیاس نهی معروف لَا يَمُدَّ لَا يَمُدِّ لَا يَمُدُّ لَا يَمْدُدْ لَا يَمُدَّا لَا يَمُدُّوا

قوله در تثنیه :۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ تقریر سوال یہ ہے کہ اس باب کے صیغہ واحد امر حاضر میں چار صورتیں جائز ہیں لہذا تثنیہ، جمع اور واحد مؤنث میں بھی جائز ہونی چاہئیں کیونکہ یہ واحد مذکر کی فرع ہیں۔

جواب یہ ہے کہ چار صورتیں وہاں جاری ہوتی ہیں جہاں حرف ثانی وقف امر یا جزم جازم کی وجہ سے ساکن ہو گیا ہو اور ان صیغوں میں موضع جزم و وقف دال دوم نہیں بلکہ وقف کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے اُكْفُفَا کو جو کہ فک ادغام کے ساتھ ہے صرفیین نے غلط قرار دیا ہے۔

قوله در مُدَّنَّ :۔ یعنی مُدَّنَّ میں نون ثقیلہ کی وجہ سے وقف باقی نہیں رہا لہذا حالت واحدہ یعنی دال کے فتحہ کے علاوہ فک ادغام اور دال کا ضمہ وکسرہ جائز نہیں۔

تا آخر نون ثقیلہ و خفیفہ بوضعی کہ در امر دانستی در نہی ہم بیار اسم فاعل مَادٌّ مَادَّانِ مَادُّونَ مَادَّةٌ مَادَّتَانِ مَادَّاتٌ طریق ادغامش گفتہ شدہ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ تا آخر بوضع صحیح مضاعف از ضَرَبَ الفرار گریختن فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا فھو فَارٌّ الامر منہ فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ والنہی عنہ لا تَفِرَّ لَا تَفِرِّ لا تَفْرِرْ الظرف منہ مَفِرٌّ تا آخر مضاعف از سَمِعَ اَلْمَسُّ دست رسانیدن مَسَّ یَمَسُّ مَسًّا فھو مَاسٌّ و مُسَّ یُمَسُّ مَسًّا فھو مَمْسُوْسٌ الامر منہ مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ والنہی عنہ لا تَمَسَّ لَا تَمَسِّ لَا تَمْسَسْ الظرف منہ مَمَسٌّ تا آخر بقواعدیکہ دانستہ بقیاس مَدَّ و فَرَّ کہ گردانیدۂ صیغ ایں باب ہم باید خواند مضاعف از افتعال اَلْاِضْطِرَارُ بجبر بجانبی کشیدن اِضْطَرَّ یَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فھو مُضْطَرٌّ و اُضْطُرَّ یُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فھو مُضْطَرٌّ الامر منہ اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ والنہی عنہ لا تَضْطَرَّ لَا تَضْطَرِّ لَا تَضْطَرِرْ الظرف منہ مُضْطَرٌّ دریں باب فاعل و مفعول و ظرف بیک صورت شدہ لیکن اصل فاعل بکسر عین ست و مفعول و ظرف بفتح عین از انفعال اَلْاِنْسِدَادُ بند شدن اِنْسَدَّ یَنْسَدُّ تا آخر از استفعال اَلْاِسْتِقْرَارُ قرار گرفتن اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا فھو مُسْتَقِرٌّ و اُسْتُقِرَّ یُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا فھو مُسْتَقَرٌّ الامر منہ اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ والنہی عنہ لا تَسْتَقِرَّ لا تَسْتَقِرِّ لا تَسْتَقْرِرْ الظرف منہ مُسْتَقَرٌّ از افعال

اَلْاِمْدَادُ مدد کردن اَمَدَّ يُمِدُّ اِمْدَادًا فهو مُمِدٌّ و اُمِدَّ يُمَدُّ اِمْدَادًا فهو مُمَدٌّ الامر منه اَمِدَّ اَمِدِّ اَمْدِدْ والنہی عنہ لاتُمِدَّ لاتُمِدِّ لاتُمْدِدْ الظرف منه مُمَدٌّ مضاعف تَفْعِيل و تَفَعُّل بہمہ وجوہ مثل صحیح ست چوں جَدَّدَ يُجَدِّدُ تَجْدِيْدًا و تَجَدَّدَ يَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا مُفَاعَلَت اَلْمُحَاجَّةُ باہم حجت پیش کردن یکی مر دیگر یرا حَاجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ و حُوْجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فهو مُحَاجٌّ الامر منه حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ والنہی عنہ لاتُحَاجَّ لاتُحَاجِّ لاتُحَاجِجْ الظرف منه مُحَاجٌّ در جمیع ایں باب بقاعدہ ادغام شدہ تفاعُل اَلتَّضَادُّ باہم ضد شدن تَضَادَّ يَتَضَادُّ تا آخر مثل مفاعلت ست قسم دوم در مرکبات مضاعف با مہموز و معتل مہموز فا و مضاعف اَلْاِمَامَةُ امام شدن اَمَّ يَؤُمُّ اِمَامَةً فهو اٰمٌّ و اُمَّ يَاَمُّ اِمَامَةً فهو مَاْمُوْمٌ الامر منه اُمَّ اُمِّ اُؤْمُمْ والنہی عنہ لاتَؤُمَّ لاتَؤُمِّ لاتَؤْمُمْ الظرف منه مَاَمٌّ تا آخر در ہمزہ بقواعد مہموز و در متجانسین بقواعد مضاعف عمل خواہند کرد مگر بوقت تعارض

قولہ الامامۃ (امام ہونا) اس باب کے ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور حروف متجانسین میں مضاعف کے قواعد جاری ہوں گے اور بوقت تعارض قواعد مضاعف کو ترجیح ہوگی۔ پس يَاْمُّ میں رَاسٌ کے قاعدہ کی بجائے يُمَدُّ کے قاعدہ پر عمل کیا گیا اور اٰوُمُّ میں بھی آمَنَ کے قاعدہ پر يُمُدُّ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی لیکن ادغام کے بعد چونکہ قاعدہ تخفیف جاری ہو سکتا ہے اس لئے دوسرے ہمزہ کو واؤ کیا گیا۔

قولہ در متجانسین :۔ اس باب میں متجانسین میں قواعد مضاعف کے مطابق عمل کیا جائے گا اور واؤ میں قواعد معتل کے مطابق اور بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی جیسا کہ مَوَدَّةٌ اسم آلہ میں قاعدہ معتل واؤ کے یاء کر دینے کا مقتضی

قاعدہ مضاعف را ترجیح خواہند داد پس در یَؤُمُّ بقاعدہ راسُ عمل نکنند بلکہ
بقاعدہ یَمُدُّ و در اَدُمَّ برقاعدہ آمَنَ قاعدہ یَمُدُّ را ترجیح دادند لیکن بعد ادغام
بقاعدہ ہمزتین متحرکتین ہمزہ دوم را واو کردند مثال و مضاعف از سَمِعَ اَلْوُدُّ
دوست داشتن وَدَّ یَوَدُّ وُدًّا فهو وَادٌّ وُوِدَّ یُوَدُّ وُدًّا فهو مَوْدُوْدٌ
الامر منه وَدَّ وَدِّ اِیْدَدْ والنهی عنه لَا تَوَدَّ لَا تَوَدِّ لَا تَوْدِدْ والظرف منه
مَوَدٌّ والاٰلة منه مِوَدٌّ مِوَدَّةٌ مِیْدَادٌ و تثنیتهما مَوَدَّانِ و مِوَدَّانِ
والجمع منهما مَوَادُّ و مَوَادِیْدُ افعل التفضیل منه اَوَدُّ والمؤنث منه
وُدّیٰ و تثنیتهما اَوَدَّانِ و وُدَّیَانِ والجمع منهما اَوَدُّوْنَ واَوَادُّ
وُدَدٌ و وُدَّیَاتٌ در متجانسین بقواعد مضاعف عمل ست و در واو بقواعد
معتل مگر حین تعارض چنانکہ در مِوَدٌّ آلہ کہ قاعدہ معتل مقتضی ابدال واو بیا بود
و قاعدہ مضاعف مقتضی نقل حرکت دال اول بواو قاعدہ مضاعف را ترجیح دادہ
اند مهموز و مضاعف از افتعال اَلْاِیْتِمَامُ اقتدا نمودن، اِیْتَمَّ یَأْتَمُّ
اِیْتِمَامًا فهو مُؤْتَمٌّ وَاُوْتُمَّ یُوْتَمُّ اِیْتِمَامًا فهو مُؤْتَمٌّ الامر منه
اِیْتَمَّ اِیْتَمِّ اِیْتَمِمْ والنهی عنه لَا تَأْتَمَّ لَا تَأْتَمِّ لَا تَأْتَمِمْ الظرف
منه مُؤْتَمٌّ فائدہ نون ساکن چون قبل یکی از حروف یَرْمَلُوْنَ واقع شود

تھا کیونکہ واو ساکن ماقبل مکسور ہے اور قاعدہ مضاعف دال اوّل کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کا مقتضی تھا پس مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دیتے ہوئے ادغام کیا گیا۔

در دو کلمہ دراں حرف ادغام یابد در یَرْمَلُوْن بی غنہ و در باقی باغنہ چوں

مِنْ رَّبِّکَ مِنْ لَّدُنَّا مَنْ یَّرْغَبُ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ صَالِحًا مَّنْ

ذَکَرٍ نہ دریک کلمہ چوں دُنْیَا وَ صِنْوَانٌ فائدہ لام تعریف در تَ ثَ دَ ذَ رَ زَ سَ

شَ صَ ضَ طَ ظَ لَ نَ ادغام یابد چوں وَالشَّمْسِ و ایں حروف را حروف

شمسیہ گویند و در دیگر حروف مدغم نشود چوں وَالْقَمَرِ ایں حروف

را حروف قمریہ گویند وجہ تسمیہ ہمیں ست کہ ایں ہر دو لفظ در قرآن مجید

واقع اند اول بادغام و ثانی بی ادغام پس حروفی کہ در انہا ادغام میشود بالفظ

قولہ فائدہ:۔ نون ساکن اگر یَرْمَلُوْنَ کے حروف میں سے کسی سے پہلے واقع ہو اور کلمے دو ہوں تو نون مابعد میں ادغام ہو جاتا ہے اور حروف یَنْمُوْ میں ادغام باغنہ اور لَر میں ادغام بےغنہ ہوتا ہے۔

تنوین کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ تنوین نام ہی نون ساکن کا ہے اسی لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے تنوین کا ذکر صراحتاً نہیں کیا بلکہ امثلہ کے ضمن میں کیا ہے اور آخری دو مثالیں تنوین کی ذکر کی ہیں۔ دُنْیَا اور صِنْوَانٌ میں ایک کلمہ ہونے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوا۔

قولہ فائدہ:۔ لام تعریف متن میں مذکور حروف میں ادغام کیا جاتا ہے اور ان کو حروف شمسیہ کہتے ہیں جیسے وَالشَّمْسِ اور دیگر حروف میں ادغام نہیں کیا جاتا ہے جیسے اَلْقَمَرُ اور ان کو حروف قمریہ کہتے ہیں۔ شمسیہ اور قمریہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اَلشَّمْسُ اور اَلْقَمَرُ دونوں قرآن مجید میں واقع ہیں. اوّل ادغام کے ساتھ اور دوم بغیر ادغام کے۔ لہذا جن حروف میں ادغام ہو سکتا ہے وہ بمناسبت شمس حروف شمسی اور جن میں ادغام نہیں ہو سکتا وہ بمناسبت قمر حروف قمری سے موسوم ہوئے۔

فائدہ:۔ حروف شمسیہ و قمریہ کی وجہ تسمیہ کتب صرف میں یہ بھی مذکور ہے کہ سورج نکلتا ہے تو ستاروں کو پوشیدہ کر لیتا ہے ایسے ہی حروف شمسیہ لام تعریف کو اپنے اندر پوشیدہ کر لیتے ہیں مگر جب چاند نکلتا ہے تو ستارے پوشیدہ نہیں ہوتے اور یہ حروف بھی لام تعریف کو اپنے اندر نہیں چھپاتے۔

شمس مناسبت دارند و دیگر بالفظ قمر باب چہارم در افادات نافعہ جناب
استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ
ذہنی ثاقب داشتند و ہمتی بعلم صرف ہم می گماشتند شذوذ اکثر شواذ صرفیہ
را بتقریر قاعدہ بوجہ انیق دفع میفرمودند و مطالب دیگر ہم بہ بیان بدیع
ارشاد می نمودند بعضے ازان تقاریر افادۃً حوالہ قلم می کنم افادہ در معتل افعال و
استفعال اعلال آمدہ چون اَقَامَ اِقَامَۃً و اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً و تصحیح ہم
آمدہ چون اَدْوَحَ اِدْوَاحاً و اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَاباً و تصحیح بکثرت آمدہ
صرفیان بسبب قصور باع در تقریر قاعدہ ہمہ الفاظ کثیرہ را شاذ قرار دادہ اند
جناب استاذی المرحوم المغفور رفع اللہ درجاتہ تقریر قاعدہ بنہجے

قولہ باب چہارم :- چوتھا باب افادات نافعہ کے بیان میں ہے ۔ میرے استاذ سید محمد بریلوی اللہ تعالے جنت میں ان کو بلند درجہ عطا فرمائے ، روشن ذہن کے مالک تھے علم صرف میں اپنی نظر و فکر سے کام لیتے ہوئے بیشمار شواذ صرفیہ کے شذوذ کو انوکھی و نرالی تقریر سے دفع کرتے تھے اور دیگر نادر فوائد بھی بے نظیر انداز میں بیان فرماتے تھے ۔ ان تقاریر سے کچھ برائے افادہ لکھتا ہوں ۔

قولہ افادہ :- معتل عین کے باب افعال و استفعال میں تعلیل ہوتی ہے جیسے اَقَامَ جو اصل اَقْوَمَ تھا اور اِسْتَقَامَ جو اصل میں اِسْتَقْوَمَ تھا ۔ ان دونوں میں واؤ بقاعدہ ۸ الف ہو گیا ہے ایسے ہی ان کے مصدر اِقَامَۃً اور اِسْتِقَامَۃً ہیں ۔ اور تصحیح (عدم تعلیل) بھی آئی ہے جیسے اَدْوَحَ اِدْوَاحاً اور اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَاباً اور تصحیح بکثرت آئی ہے لہذا اعتراض ہوا کہ اس میں معتل کا قاعدہ ۸ کیوں نہیں جاری کیا گیا ۔ چونکہ صرفیین قلت نظر کی وجہ سے قاعدہ ۸ کو پوری قیود کے ساتھ نہیں بیان کر سکے ۔ لہذا انہوں نے الفاظ کثیرہ مثلاً اَدْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ وغیرہ کو شاذ قرار دیدیا ہے ۔ جناب استاذ مرحوم و مغفور نے (اللہ تعالی ان کے درجات بلند کرے) قاعدہ کی تقریر ایسے طریقہ پر فرمائی کہ شذوذ بالکل جاتا رہا اور تمام کلمات صحیحہ قاعدہ پر منطبق ہو گئے اور وہ تقریر یہ ہے ۔" جو واؤ ویاء متحرک جس کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو اور مصدر میں ملاقی (متصل) الف ساکن نہ ہو جب دوسری شرطیں (جو قاعدہ ۸ میں گزری ہیں)

فرمودند که شذوذ بالکل دفع شده وہمہ کلمات صحیحہ برقاعدہ نشستہ و آن اینست کہ ہر واو ویای متحرک کہ ماقبلش حرف صحیح ساکن باشد و وزن مصدر ملاقی الف ساکن نباشد حین تحقق شروط دیگر حرکت آن واو ویا بماقبل دہند واگر آن حرکت فتحہ باشد واو ویا الف شود واز افعال واستفعال چنانکہ مصدر برین دو وزن آید بروزن اِفْعَلَةٌ واِسْتِفْعَلَةٌ ہم می آید اِقَامَةٌ و اِسْتِقَامَةٌ وہمہ مصادر اَفْعَالٌ مُعَلّلہ این ہر دو باب برہمین وزن بودہ اند واین وزن خاص در اجوف آمدہ چنانکہ وزن فُعَلٌ مصدر ثلاثی مجرد مختص بناقص ست ودر غیر ناقص نیامدہ وہمچنانکہ ناقص را اختصاص بوزن فُعَلٌ

پائی جائیں اس واوٗ ویاء کی حرکت ماقبل کو دیتے ہیں اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واوٗ ویاء الف ہو جاتے ہیں"۔

قولہ واز افعال:۔ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے تقریر اعتراض یہ ہے کہ اس تقریر قاعدہ کے مطابق اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ میں تعلیل نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ ان کا مصدر اصل میں اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ تھا جس میں واوٗ الف سے ملاقی ہے جواب یہ ہے کہ اِفْعَال اور اِسْتِفْعَال کا مصدر جس طرح کہ ان دو وزنوں پر آتا ہے اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے اَقَامَ کا مصدر اِقَامَةٌ جو اصل میں اِقْوَمَةٌ بروزن اِفْعَلَةٌ اور اِسْتَقَامَ کا مصدر اِسْتِقَامَةٌ جو اصل میں اِسْتِقْوَمَةٌ تھا اور ان دونوں بابوں کے افعال معللہ کے مصادر اسی وزن پر آتے ہیں اور یہ وزن اجوف کے ساتھ خاص ہے غیر اجوف میں نہیں آتا۔

قولہ چنانکہ:۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اگر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کا وزن درست ہے تو چاہیئے کہ ہر قسم سے آتے اجوف کے ساتھ کیوں مختص ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس وزن کا ایک قسم کے ساتھ مختص ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا مصدر ہے مگر ناقص کے ساتھ خاص ہے اور غیر ناقص میں نہیں آیا۔

قولہ ہمچنانکہ:۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اگر ناقص میں باب افعال واستفعال کا مصدر افعلۃ و استفعلۃ کے وزن پر آتا ہے تو اَرْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ میں بھی تعلیل ہونی چاہیئے کیونکہ ان کا مصدر لامحالہ اسی وزن پر ہوگا۔ جواب

نیست مصدر ناقص بر دیگر اوزان ہم مے آید فُعَلٌ را البتہ اختصاص بناقص ست کہ در غیر ناقص نمی آید ہمچنیں اجوف اِفْعَال و اِسْتِفْعَال را اختصاص بایں دو وزن نیست مصدر اجوف ایں ہر دو باب بروزن افعال واستفعال ہم می آید چنانچہ در جمیع صیغ مصححہ ایں ہر دو باب البتہ اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ در غیر اجوف نمی آید پس در مصدر اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ و امثالش کہ بروزن اِفْعَال واستفعال آمدہ واو و یا ملاقی الف ساکن ست لہذا در جمیع باب اعلال نمودند و در مصدر اَقَامَ و اِسْتَقَامَ وامثالش کہ بروزن اِفْعَلَةٌ و اِسْتِفْعَلَةٌ است واو و یا ملاقی الف ساکن نیست لہذا در جمیع باب اعلال نمودند پس ہیچ کلمہ برخلاف قاعدہ نیست سوال فعل را در اعلال اصل قرار دادہ اند و مصدر را فرع چنانچہ در قَامَ قِیَامًا و قَاوَمَ قِوَامًا نوشتہ اند و اینجا عکس آن لازم می آید کہ فعل در اعلال تابع مصدر شدہ

یہ ہے کہ وزن افعلۃ واستفعلۃ اور اجوف کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی اجوف باب افعال واستفعال کے مصدر کے لئے ضروری نہیں کہ افعلۃ و استفعلۃ کے وزن پر ہی آئے البتہ جو مصدر بروزن افعلۃ و استفعلۃ ہوگا اس کا اجوف ہونا ضروری ہے جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ناقص کے ساتھ خاص ہے اور ان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی ناقص کے لئے ضروری نہیں کہ اس کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر ہی آئے مگر یہ وزن جب بھی آئے گا اس کا ناقص ہونا ضروری ہے۔ پس اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ اور ان کے امثال کے مصادر میں جو کہ افعال واستفعال کے وزن پر ہیں۔ واو ویاء الف سے ملاقی ہیں لہذا تمام باب میں اعلال نہیں کیا گیا اور اَقَامَ و اِسْتَقَامَ اور ان کے امثال کے مصادر میں جو کہ بروزن افعلۃ و استفعلۃ ہیں واو ویاء ملاقی الف ساکن نہیں لہذا تمام باب میں اعلال کر دیا گیا پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہ ہوا۔

قولہ سوال :۔ صرفیین نے اعلال میں فعل کو اصل اور مصدر کو اس کی فرع قرار دیا ہے۔ یعنی فعل میں تعلیل کی گئی ہو تو مصدر میں بھی کرتے ہیں جیسے قَامَ قِیَامًا ورنہ نہیں جیسے قَاوَمَ قِوَامًا۔ مگر مذکورہ بالا تقریر سے یہ لازم آتا

جواب ایں اصالت و فرعیت سخنی ست سرسری اصل در اعلال وہمچو احکام اینست کہ وحدت حکم باب منظور می باشد تا صیغ غیر متناسب نشوند پس اگر دریک صیغہ وجہی مقتضی قوی اعلال شود در ہمہ صیغ اعلال میکنند و اگر دریک صیغہ مقتضی قوی تصحیح یافتہ شود ہمہ صیغ را صحیح میدارند مراعات ایں معنی کہ مقتضی در اصل یافتہ شد یا در فرع ہرگز ملحوظ نیست مثلاً بودن واو میان یائے مفتوحہ وکسرہ ثقیل ست ومقتضی حذف واو لہذا در یَعِدُ واو را حذف کردند و در دیگر صیغ برعایت تناسب یا مثلاً اجتماع دو ہمزہ زائدہ در اول مضارع ثقیل ست ومقتضی حذف ہمزۂ دوم لہذا در اُکرِمُ کہ در اصل اُاَکرِمُ بود ہمزۂ دوم حذف شدہ و در یُکرِمُ وتُکرِمُ ایں علت موجود نیست صرف برعایت تناسب حذف کردند بے لحاظ ایں معنی کہ یَعِدُ اصل ست وتَعِدُ وغیرہ فرع آن ویا اُکرِمُ اصل ست

ہے کہ اعلال میں فعل مصدر کے تابع ہے۔

جواب :۔ اصل وفرع ہونا ایک سرسری بات ہے اعلال ودیگر احکام میں دراصل جس چیز کا لحاظ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ باب کا حکم متحد رہے تاکہ صیغے غیر متناسب نہ ہوجائیں۔ لہذا اگر کسی صیغے میں اعلال کی وجہ قوی پائی جائے تو تمام صیغوں میں تعلیل کردیتے ہیں اور ایک صیغہ میں عدم اعلال کا مقتضی قوی موجود ہو تو باقی صیغوں میں بھی تعلیل نہیں کرتے اس بات کا ہرگز لحاظ نہیں کیا جاتا کہ سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں۔ مثلاً واؤ کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونا ثقیل اور حذفِ واؤ کا مقتضی ہے اس لئے یَعِدُ میں واؤ حذف کیا گیا اور باقی صیغوں میں بھی برعایت تناسب حذف کردیا گیا۔

اسی طرح مضارع کے اوّل میں دو زائد ہمزوں کا اجتماع ثقیل ہے اور دوسرے ہمزہ کے حذف کا مقتضی ہے لہذا اُکرِمُ میں جو اصل میں اُاَکرِمُ تھا۔ دوسرا ہمزہ حذف ہوگیا مگر یُکرِمُ وغیرہ میں یہ علت نہ ہونے کے باوجود صرف برعایت تناسب ہمزہ حذف کردیا گیا ہے۔ ان دونوں مثالوں میں اس بات کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ یَعِدُ اصل اور تَعِدُ وغیرہ فرع

دتکرم وغیرہ فرع آن والا اگر غائب را اصل قرار دہند تابع کردن یکرم مر اکرم را بیجا میشود و اگر متکلم اصل باشد اتباع اعد نعد مر یعد را نازیبا میگردد سوال ازیں تقریر واضح شد کہ اصل قاعدہ در یعد یافتہ میشود وتعد و اعد و نعد تابع آں ہستند پس آنچہ کہ دریں رسالہ نوشتہ کہ تقریر قاعدہ در مطلق علامت مضارع می باید صرف در یا تقریر قاعدہ نمودن و دیگران را تابع قــرار دادن تطویل لا طائل ست غلط میشود جواب در تحریر قواعد دو مقام ست یکی تقریر قاعدہ دیگر بیان نکتہ وسبب حکم قاعدہ در تقریر قاعدہ بیان کلی باید کہ شامل جمیع جزئیات باشد و در بیان نکتہ وسبب شرح نمودہ شود کہ علت حکم چنین یافتہ شد در فلان صیغہ و دیگرہا را تابع کردہ اند در اصل تقریر تفریق نمودن موجب انتشار ذہن میشود ولہذا عادت محققین ہمچنیں ست کَمَا تَرَاہُ فِی الْفُصُوْلِ الْاَکْبَرِیَّۃِ وَالْاُصُوْلِ الْاَکْبَرِیَّۃِ وسائر کتب اولی التحقیق وتحقیق اصالت و فرعیت فعل و مصدر

ہے یا اُکرِمُ اصل اور تُکرِمُ وغیرہ فرع ہے ورنہ غائب (یَعِدُ) کو اصل قرار دیں تو پھر غائب (یُکرِمُ) کو متکلم اُکرِمُ کے تابع کرنا بے معنی ہوگا اور متکلم (اُکرِمُ) کو اصل قرار دیں تو اَعِدُ و نَعِدُ (متکلم) سے حذفِ واؤ باتباع یَعِدُ (غائب) لغو ہوگا۔

قولہ سوال: اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اصل قاعدہ یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور دیگر صیغے اس کے تابع ہیں لہذا مصنف کا معتل کے قاعدہ ۱۲ میں یہ کہنا غلط ہو گیا کہ قاعدہ کی تقریر مطلق علامت مضارع میں کرنی چاہیئے صرف یا میں قاعدہ کی تقریر کرنا اور دوسرے صیغوں کو اس کے تابع قرار دینا تطویل لا طائل ہے۔

قولہ جواب: مذکورہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تحریر قواعد میں دو مقام ہیں ایک تقریر قاعدہ دوم بیان نکتہ تقریر قاعدہ کی ایسی کلی ہونی چاہیئے جو تمام جزئیات کو شامل ہو اور نکتہ وسبب کے بیان میں یہ واضح کرنا چاہیئے کہ قاعدہ کی علت فلاں صیغہ میں تھی اور فلاں چیز تھی اور دوسرے صیغوں کو اس کا تابع کیا گیا ہے اصل تقریر میں فرق کر دینا

بعد ازیں در ہمیں باب حسب افادات جناب استاذی خواہد آمد افادہ اَبیٰ یابیٰ راکہ از فَتَحَ یَفْتَحُ بے آنکہ عین یا لامش حرف حلق باشد آمدہ شاذ گفتہ اند و کلمات دیگر مثل قَلیٰ یَقْلیٰ و عَضَّ یَعَضُّ و بَقِیَ یَبْقیٰ علے بعض اللغات ہم از فَتَحَ بے شریطہ مذکورہ آمدہ برائے دفع شذوذ اینہا حضرت تقریر قاعدہ بریں نہج نمودند کہ ہر کلمۂ صحیح کہ از باب فَتَحَ یَفْتَحُ آید باید کہ عین یا لامش حرف حلق باشد قید صحیح در قاعدہ افزودند پس شذوذ آں کلمات کہ بعضے ناقص و بعضے مضاعف ہستند لازم نیاید افادہ در کُلْ و خُذْ و مُرْ کہ در اصل اُؤْکُلْ و اُؤْخُذْ و

موجب انتشار ذہن ہوتا ہے چنانچہ محققین کی عادت بھی یہی ہے جیسا کہ اَلْفُصُوْلُ الْاَکْبَرِیہ اور اَلْاُصُوْلُ الْاَکْبَرِیہ اور دیگر اصحاب تحقیق کی کتب سے واضح ہے۔

قولہ افادہ :- اَبیٰ یابیٰ جو باب فَتَحَ سے آیا ہے اس کو صرفیین نے شاذ کہا ہے کیونکہ اس کے عین یا لام میں حرف حلقی نہیں ہے اور دوسرے کلمات مثلاً قَلیٰ یَقْلیٰ وغیرہ جو بعض لغات میں باب فَتَحَ سے آتے ہیں بغیر شرط مذکور کے ان کو بھی شاذ کہا ہے۔ میرے استاذ مکرم اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے ان کلمات کے شذوذ کو رفع کرنے کے لئے یہ تقریر فرماتے کہ جو کلمہ صحیح کہ باب فتح سے آتے اس کے عین یا لام میں حرف حلقی ہونا ضروری ہے یعنی قاعدہ میں صحیح کی قید لگا کر ان کلمات کے شذوذ کو رفع کرتے تھے چونکہ ابیٰ یابیٰ وغیرہ صحیح نہیں بلکہ بعض ناقص اور دیگر مضاعف ہیں اس لئے انمیں عین یا لام کا حرف حلقی ہونا ضروری نہیں۔

سوال :- صحیح کی قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دور ہو گیا لیکن رَکَنَ یَرْکَنُ کا شذوذ پھر بھی باقی ہے کیونکہ یہ صحیح ہے اور فتح سے آیا ہے مگر عین یا لام حرف حلقی نہیں۔

جواب :- یہ باب فتح سے نہیں بلکہ تداخل سے ہے یعنی اس کی ماضی نَصَرَ سے اور مضارع سَمِعَ سے ہے۔

قولہ افادہ :- مہموز الفاء کا امر مثلاً کُلْ وغیرہ بمقتضی قیاس قاعدہ ۲ جاری ہونے کے بعد اُوْکُلْ اُوْمُرْ اور اُوْخُذْ آتا۔ اس لئے صرفیین نے ان میں ہمزۂ عین کے حذف کو شاذ قرار دیا ہے۔ صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ مکرم ان صیغوں سے قلب مکانی کے ذریعے شذوذ رفع فرماتے جو کہ حروف کی تقدیم و تاخیر سے عبارت ہے یعنی فاء کو عین کی جگہ اور عین کو فاء کی جگہ لے جا کر اُؤْکُلْ سے اُکْؤُلْ، اُؤْخُذْ سے اُخْؤُذْ اور اُؤْمُرْ سے اُمْؤُرْ بناتے پھر دوسرے

اُؤمُرْ بودہ حذف ہمزتین راشاذ گفتہ اند حضرت استاذی دفع شذوذ اینہا بایں نہج فرمودند کہ دریں صیغہا قلب مکانے واقع شدہ کہ فارابجائے عین بردند و عین رابجائے فالپس اَکُوْلُ اُخُوْذُ واُمُوْرُ شد پس بقاعدۂ یَسَلُ ہمزہ را حذف کردند وہمزۂ وصل باستغنار بیفتاد سوال قاعدۂ یَسَلُ جوازی ست و حذف در کُلْ خُذْ وجوبی جواب ماتقریر قاعدہ بریں نمط میکنیم کہ ہرہمزہ متحرکہ بعد ساکن غیر مدہ زائدہ ویای تصغیر باشد حرکت آن ہمزہ بما قبل رود وہمزہ حذف شود وجوباً اگر وقوع ہمزہ بعد ساکن لسبب قلب باشد یا در فعلی از افعال قلوب باشد والاجوازاً پس وجوب حذف ہمزہ در افعال رُؤْیَتُ ہم بقاعدہ است و دریں ہر سہ صیغہ ہم بقاعدہ وامتناع حذف ہمزہ در اسمائے رُؤْیَتُ ہم بقاعدہ است و در مُرْ قلب و عدم قلب ہر دو آمدہ بر تقدیر قلب ہمزہ وجوباً حذف میشود ولہذا اُمُؤْرُ نیامدہ و بر تقدیر عدم قلب حذف نمیشود

ہمزہ کو بقاعدہ یَسَلُ اور اوّل کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کرتے ۔

سوال :- کُلْ وخُذْ میں قلب مکانی کے بعد یَسَلُ کا قاعدہ جاری نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ قاعدہ جوازی ہے جبکہ کُلْ وخُذْ میں حذف وجوبی ہے ۔

جواب :- ہم قاعدہ کی تقریر اس طرح کریں گے کہ جو ہمزہ متحرکہ حرف ساکن غیر مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ وجوبا حذف کرتے ہیں اگر ہمزہ کا وقوع حرف ساکن کے بعد بسبب قلب مکانی کے ہو یا افعال قلوب کے کسی فعل میں ہو ورنہ جوازا اس تقریر سے افعال رُؤیت میں ہمزہ کا وجوبا حذف کرنا اور مذکورہ بالا تینوں صیغوں میں ہمزہ کا حذف کرنا قاعدہ کے مطابق ہو جائے گا۔ اور اسمائے رُؤیت میں ہمزہ کا وجوبا حذف نہ ہونا بھی قانون کے مطابق ہو جائے گا اور مُرْ میں قلب مکانی اور عدم قلب ہر دو جائز ہیں لہذا بصورت قلب ہمزہ وجوبا حذف کیا جائیگا یہی وجہ ہے کہ اُمُؤْرُ نہیں کہہ سکتے اور بصورت عدم قلب ہمزہ حذف نہیں ہوگا۔ کیونکہ قاعدۂ یَسَلُ جاری نہیں ہوسکتا

وقلب مکانی درلغت عرب بسیار واقع میشود گاہی ببردن فا بجائے عین وعین بجائے فا مثل آدُرٌ در اَدْءُرٌ جمع دَارٌ کہ دراصل اَدْوُرٌ بود واو بقاعدہ وُجُوہٌ ہمزہ شد وبقلب مکانی بجائے فا رفتہ بقاعدہ آمَنَ الف شد پس آدُرٌ بروزن اَعْفُلٌ شدہ وگاہے ببردن عین بجائے لام چوں قِسِیٌّ در قُوُوْسٌ جمع قَوْسٌ سین را بجای واو بردند واو را بجای سین قُسُوْوٌ شد پس بقاعدہ (۱۵) مثل دِلِیٌّ گشت و گاہی ببردن لام بجائے فا وفا بجای عین وعین بجای لام چوں اَشْیَاءُ کہ دراصل شَیْئَاءُ بود اسم جمع شَیْءٌ مثل نُعْمَاءُ اسم جمع نِعْمَتٌ واَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالٌ نمیتواند

اس لیے مُرّ اور اُمُرّ ہر دو جائز ہیں۔

قولہ قلب مکانی: قلب مکانی کلام عرب میں کثیر الوقوع ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے حسب ذیل تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں۔

۱۔ فا، کو عین کی جگہ اور عین کو فا، کی جگہ لے جاکر جیسے دَارٌ کی جمع اَدْءُرٌ کو قلب مکانی کے بعد آدُرٌ پڑھنا۔ اَدْءُرٌ اصل میں اَدْوُرٌ تھا واو بقاعدہ وُجُوہٌ ہمزہ ہو گیا۔ اَدْءُرٌ ہوا اور قلب مکانی کی وجہ سے ہمزہ فاء کی جگہ جاکر بقاعدہ آمَنَ الف ہو گیا پس آدُرٌ بروزن اَعْفُلٌ ہوا۔

۲۔ کبھی عین کو لام کی جگہ لے جاکر جیسے قَوْسٌ کی جمع قُوُوْسٌ سے قِسِیٌّ۔ قُوُوْسٌ میں جب سین واو کی جگہ اور واو سین کی جگہ چلا گیا تو قُسُوْوٌ ہوا پھر بقاعدہ (۱۵) دِلِیٌّ کی مثل ہو گیا۔

۳۔ کبھی لام کو فاء کی جگہ اور فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ لے جاکر جیسے اَشْیَاءُ جو شَیْءٌ کا اسم جمع ہے اصل میں شَیْئَاءُ تھا جیسے نُعْمَاءُ نعمت کا اسم جمع ہے۔

قولہ اسم جمع: شَیْئَاءُ کو شَیْءٌ کا اسم جمع قرار دیکر مصنف نے سیبویہ کے مذہب کو اختیار کیا ہے جس کے نزدیک شَیْئَاءُ اسم جمع ہے جمع نہیں کیونکہ یہ اوزان جمع سے نہیں۔

فائدہ: اسم جمع وہ ہے جس سے جمع کے معنی ظاہر ہوں اور اس کے لئے اسی مادہ سے مفرد نہ ہو لہذا شَیْئَاءُ اور نُعْمَاءُ کو اسم جمع قرار دینا صحیح نہ ہوا کیونکہ ان کے لئے مفرد ان کے مادہ سے شَیْءٌ اور نِعْمَۃٌ موجود ہے۔ رضی سے اس کا جواب یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شیئ اور نعمۃ، شَیْئَاءُ اور نُعْمَاءُ کے مفرد نہیں اگرچہ حروف اصلی میں متفق ہیں کیونکہ ان

شذ زیرا کہ اشیاءُ غیر منصرف ست و بر تقدیر بودنش بروزن افعال سببی برای منع صرف آن یافتہ نمیشود لہذا اصلش بروزن فَعْلاءُ قرار دادند کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف است قائم مقام دو سبب و بعد قلب اشیاءُ بروزن لَفْعاءُ شدہ

احاد کی وجہ سے ان کو جمع قرار دیا جاتے تو مثلاً اشیاء جمع قلت نہیں ہوگی کیونکہ اسکے اوزان محصور ہیں اور جمع کثرت بھی نہیں کیونکہ وہ تصغیر کے وقت واحد کی طرف رد کی جاتی ہے اور شیاء واحد کی طرف نہیں رد کی جاتی جیسے اُشَیّاءُ جس سے معلوم ہوا کہ یہ اسم جمع ہے اور شیئی اس کا مفرد نہیں۔

قولہ وَاَشْیَاءُ:۔ اَشْیَاءُ میں تین مذہب ہیں۔

۱۔ سیبویہ و خلیل کے نزدیک اس کا اصل شَیْئَاءُ تھا جو کہ قَصْبَاءُ وَغَضْبَاءُ کی مثل شیئی کا اسم جمع ہے۔ الف حاجز حصین نہ تھا لہٰذا اجتماع ہمزتین کی کراہت کی وجہ سے قلب مکانی کیا گیا تو اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہوا۔

۲۔ کسائی کے نزدیک اشیاء شَیْءٌ کی جمع ہے جیسے اَبْیَاتٌ بَیْتٌ کی جمع ہے اور اشیاء کا وزن اَفْعَالٌ ہے کیونکہ فَعْلٌ معتل العین کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے قَوْلٌ کی جمع اَقْوَال ہے یعنی کسائی کے نزدیک اشیاء میں قلب واقع نہیں ہوا بلکہ یہ اپنی اصل پر ہے اور محض اس توہم پر کہ اس کا اصل فعلاء ہوگا غیر منصرف استعمال ہونے لگا۔ یا فعلاء کی مشابہت کی وجہ سے جیسے صَحْرَاءُ کیونکہ ان دونوں کی جمع کبھی الف تاء کے ساتھ آتی ہے جیسے اشیاوات وصحراوات۔

(۳) اخفش و فراء کے نزدیک اشیاء کا وزن اَفْعاء ہے۔ یہ اصل میں اَشْیِئَاءُ بروزن اَفْعِلَاءُ تھا اس کا مفرد شَیْءٌ مخفف از شَیِّیْءٌ ہے اجتماع ہمزتین کی وجہ سے ہمزہ لام کلمہ کو حذف کر دیا گیا تو اشیاء بروزن اَفْعَاءُ ہوا۔

اخفش و فراء کا مذہب وجوہ کثیرہ سے ضعیف و خلاف اصل ہے۔ (۱) شیئی کا اصل اگر شَیِّیءٌ ہے تو یہ قاعدہ ہے کہ اصل کثیر الاستعمال ہوتا ہے جیسے سَیِّد مشدد مخفف کی نسبت کثیر الاستعمال ہے لہٰذا اس قاعدہ کے موافق شَیِّیءٌ مشدد کثیر الاستعمال ہوتا مگر یہ مسموع نہیں چہ جائیکہ کثیر الاستعمال ہو۔ (۲) اس کی جمع اَشَاوِی آتی ہے اور اَفْعِلَاءُ کی جمع اَفَاعِلُ کے وزن پر نہیں آتی۔ (۳) اگر اَشْیَاءُ اصل میں بروزن اَفْعِلَاءُ ہو تو یہ جمع کثرت ہوگی اور جمع کثرت بوقت تصغیر مفرد کی طرف رد کی جاتی ہے مگر اَشْیَاءُ کی تصغیر اُشَیَّاءُ آتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اشیاء جمع نہیں ورنہ اس کی یہ تصغیر خلاف قیاس ہوگی۔ کسائی کا مذہب دو وجہ سے ضعیف و خلاف اصل ہے (۱) اس کی جمع اَشَاوِی ہے اور افعال کی جمع افاعل نہیں آتی۔ (۲) دوسری وجہ مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کی ہے یعنی اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالٌ ہو تو اس کو بغیر کسی سبب کے غیر منصرف پڑھنا پڑیگا کیونکہ اس وقت ہمزہ تانیث کے لئے نہیں ہوگا لہٰذا اس کا اصل بروزن فعلاء قرار دیکر ہمزہ ممدودہ کو قائم مقام سببین قرار دینا صحیح ہے اور پھر شَیْئَاءُ قلب مکانی کی وجہ سے اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہوا۔

نوشتہ اند کہ قلب بدیگر اخوان اشتقاقی آن کلمہ شناختہ میشود مثل آدُرٌ کہ بلفظ دَارٌ واحد و دُورٌ جمع و دُوَیْرَۃٌ تصغیر معلوم میگردد کہ در آدُرٌ عین بجائے فا رفتہ وہمچنین در قِسِیٌّ از لفظ قَوْسٌ و تَقَوُّسٌ مدرک میگردد کہ اصل قِسِیٌّ قُوُوْسٌ بودہ و ہمچنیں قلب شناختہ میشود بانیکہ اگر قائل بقلب نشوند منع صرف بی سبب لازم آید چنانکہ در اَشْیَاءُ جناب استاذی میفرمودند کہ ہمچنیں قلب شناختہ میشود بانیکہ اگر قلب را اعتبار نکنند شذوذ لازم آید چنانکہ در کُلْ خُذْ مُرْ و چنانکہ منع صرف بی سبب خلاف قیاس ست و داعی اعتبار قلب گردیدہ ہمچنیں تخفیف ہمزہ یا اعلال بے تحقق علت خلاف قیاس ست و داعی برائے اعتبار قلب میتواند شد افادہ در لَمْ یَکُنْ و اِنْ یَکُنْ گاہی نون را حذف کردہ لَمْ یَکُ و اِنْ یَکُ میگویند

قولہ نوشتہ اند :- صرفیین نے لکھا ہے کہ کسی کلمہ میں قلب مکانی اس کی اشلہ اشتقاقی سے معلوم کی جاسکتی ہے یعنی ان کلمات سے جو اس کلمہ مقلوب کے ماخذ سے بنے ہوں۔ جیسے دَارٌ مفرد، دُوْرٌ جمع اور دُوَیْرَۃٌ تصغیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آدُرٌ میں عین قلب مکانی سے فاء کی جگہ چلی گئی ہے ایسے ہی لفظ قَوْسٌ اور تَقَوُّسٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ قِسِیٌّ کا اصل قُوُوْسٌ تھا۔ اسی طرح قلب بایں صورت پہچانا جاتا ہے کہ اگر قلب کا قول نہ کیا جائے تو کلمہ کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آجائے جیسا کہ اشیاء میں۔

قولہ جناب استاذی :- مصنف فرماتے ہیں کہ میرے استاذ فرماتے تھے کہ قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آجائے۔ جیسے کُلْ، خُذْ اور مُرْ میں اور جس طرح کہ بغیر سبب کے کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہے اسی طرح تحقق علت کے بغیر ہمزہ کی تخفیف یا اعلال خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہوسکتا ہے

قولہ فائدہ :- لَمْ یَکُنْ و اِنْ یَکُنْ میں کبھی نون کو حذف کر کے لَمْ یَکُ اور اِنْ یَکُ کہتے ہیں اور صرفیین نے اس حذف کو خلاف قیاس کہا ہے۔ جناب استاذیم نے اس کے لئے قاعدہ بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ "جو نون ناقص کے آخر

و ایں حذف را خلاف قیاس گفتہ اند جناب استاذی عفر اللہ لہ تقریر
قاعدہ برائے آن فرمودند و آن ایں کہ ہر نون کہ در آخر فعل ناقص واقع شود
حین دخول جوازم جائز ست کہ حذف گردد ہر چند کہ ایں قاعدہ منحصر در ہمیں یک فرد ست
لیکن کلیت را انحصار در فـــرد واحد مضر نیست تخلف بعضی جزئیات در حکم مضر
ست و بس و نظیر ایں تقریر بعضے محققین ست قاعدہ را در لفظ یا اللہ کہ با ثبات
ہمزہ با حرف ندا می آید یعنی اینکہ ہر الف ولام کہ در اسمی از اسمای الٰہی بعـــد
حذف ہمزہ بجائیش قائم شدہ باشد بوقت دخول حرف ندا ہمزہ آن قطعی شدہ باقی ماند
ایں کلیہ ہم منحصر در لفظ اللہ ست و بس افادہ یای مبدل از ہمزہ چوں فای

میں واقع ہو دخولِ جوازم کے وقت اس کو حذف کرنا جائز ہے"۔ اگرچہ یہ قاعدہ صرف اسی ایک فرد میں منحصر ہے کیونکہ افعالِ ناقصہ میں سے صرف اسی فعل کے آخر میں نون ہے لیکن کلیت کے لئے فردِ واحد میں انحصار مضر نہیں بلکہ حکم میں بعض جزئیات کا تخلف یعنی علتِ قاعدہ پائے جانے کے باوجود تعلیل نہ ہونا مضر ہے۔ سیبویہ نے اس قاعدہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ نون کے بعد حرف ساکن نہ ہو ورنہ حذف نہیں ہوگا جیسے لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

قولہ و نظیر ایں:۔ اس کی نظیر وہ قاعدہ ہے جو بعض محققین نے لفظ یَا اَللّٰہ میں حرفِ ندا کے باوجود اثباتِ ہمزہ کے متعلق بیان کیا ہے یعنی یہ کہ "جو الف ولام اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم میں ہمزہ حذف کرنے کے بعد اس کے قائم مقام ہو گیا ہو حرفِ ندا داخل ہونے کے وقت وہ ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے"۔ یہ کلیہ بھی صرف لفظ اللہ میں منحصر ہے کیونکہ اسماء الٰہی میں سے دوسرا کوئی اسم ایسا نہیں جس میں الف ولام کو ہمزہ محذوفہ کے قائم مقام بنایا گیا ہو۔

قولہ یائے مبدل:۔ جب باب افتعال کے فاکلمہ میں ہمزہ سے بدلی ہوئی یاء واقع ہو تو وہ تاء نہیں ہوتی جیسے اِيْتَكَلَ وَ اِيْتَمَرَ ان میں یاء تبدیل شدہ ہے اس لئے ہمزہ نہیں ہوئی مگر اِتَّخَذَ میں جس کا ماخذ اخذ مشہور ہے یاء تاء ہو گئی ہے باوجودیکہ یہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کو شاذ کہا گیا ہے۔ جناب استاذنا المرحوم اس کا شذوذ دفع کرنے کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے تبدیل شدہ نہیں اور اس کا مجرد تَخِذَ يَتْخَذُ سے اخذ

افتعال باشد تا می شود چوں اِیتَکَلَ وَ اِیتَمَرَ لہذا اِتَّخَذَ کہ دراں یا تا شدہ شاذ گفتہ اند جناب استاذنا المرحوم برائے دفع شذوذ آن میفرمودند کہ تا در اِتَّخَذَ اصلی ست مجرد آن تَخِذَ یَتْخَذُ بودہ است نہ اَخَذَ یَأخُذُ و بودن تَخِذَ بمعنی اَخَذَ از بیضاوی واضح می شود پس اِتَّخَذَ مثل اِتَّبَعَ ست کہ ماخوذ از تَبِعَ و تای آن اصلی ست

افادہ فیما بین بصریین و کوفیین اختلاف است درین کہ فعل اصل ست یا مصدر کوفیان باول قائل اند و بصریان بثانی و اصل اختلاف درہمیں ست کہ آیا فعل ماضی را مادہ و اصل قرار دادہ مشتق منہ باید گفت و مصدر را فرع و مشتق ازان یا بالعکس پس بصریان بامر معنوی استدلال میکنند کہ معنی مصدری مادہ و اصل برای معانی جمیع

یَأخُذُ نہیں۔ اور تَخِذَ کا بمعنی اَخَذَ ہونا بیضاوی سے معلوم ہوتا ہے پس اِتَّخَذَ اِتَّبَعَ کی مثل ہے جو کہ تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اس کی تاء اصلی ہے یعنی اِتَّخَذَ کا اصل اِیتَخَذَ نہیں بلکہ اِتتَخَذَ ہے۔

قولہ افادہ: بصریین و کوفیین کا اس میں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر کوفی فعل کی اصالت کے قائل ہیں اور بصری مصدر کی اصالت کے۔

قولہ اصل اختلاف: یہ ان لوگوں پر رد ہے جو یہ اختلاف مطلق اصالت و فرعیت میں ذکر کرتے ہیں یعنی اصل اختلاف اس میں ہے کہ آیا فعل ماضی کو مادہ و اصل قرار دیکر مشتق منہ کہا جائے اور مصدر کو فرع اور ماضی سے مشتق یا اس کے برعکس یعنی یہ اختلاف مطلق اصالت و فرعیت میں نہیں بلکہ اصالت و فرعیت من حیث الاشتقاق میں ہے کیونکہ اگر کوفیین کے نزدیک فعل مطلقاً اصل ہوتا تو وہ معنی کے اعتبار سے مصدر کو اصل قرار نہ دیتے۔

قولہ پس بصریان: بصریین مصدر کے اصل ہونے پر امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں معنی مصدری چونکہ تمام افعال و اسمائے مشتقہ کے معانی کے لئے مادہ و اصل ہیں لہذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کے لئے مادہ و اصل ہونا چاہیے اور کوفیین فعل کی اصالت پر امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اکثر مصدر اعلال میں عدماً و وجوداً فعل کا تابع ہوتا ہے جیسے یعد عدة اور یوجل وجلا اور متبوع اصل و تابع فرع ہوتا ہے۔

فائدہ: کچھ مصدر ایسے بھی ہیں جو تعلیل میں فعل کے تابع نہیں ہوتے جیسے قَوْلٌ اس کے فعل قَالَ میں تعلیل ہوئی

انفعال و اسمائے مشتقہ است پس لفظ مصدر ہم مادہ و اصل برای جمیع مشتقات
باشد و کوفیان بامور لفظیہ استدلال میکنند مثلاً اکثر مصدر تابع فعل در اعلال
میباشد و اعلال از امور لفظیہ است پس مصدر را فرع فعل در لفظ و مشتق
ازاں می باید گفت جناب استاذنا المرحوم مذہب کوفیین را ترجیح میدادند
و فے الواقع دلائل قویہ بر رجحان مذہب کوفیین قائم ست اول اینکہ گفتگو
در اشتقاق است و اشتقاق از امور لفظیہ است اگرچہ علاقہ بمعنی ہم دارد پس

ہے مگر مصدر میں نہیں ہوئی۔ اسی لئے مصنف نے "اکثر" کی قید لگائی ہے اور "قول" میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ
حرف علت ساکن ماقبل مفتوح نہایت خفت میں ہوتا ہے اور مصدر کو فعل کا تابع کرنے سے مقصود یہی تخفیف ہوتی ہے
جو کہ تابع کئے بغیر حاصل ہے۔

قولہ و اعلال از امور الخ:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ کوفیین فعل کے من حیث الاشتقاق
اصل ہونے پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے لہٰذا فعل اصل ہے جس سے ثابت ہوا کہ
فعل کی اصالت اعلال میں ہے نہ اشتقاق میں۔ اور مدعٰی یہ ہے کہ فعل اشتقاق میں اصل ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے
جواب دیا کہ اعلال امور لفظیہ میں سے ہے جب فعل کی اصالت اس میں ثابت ہوگئی تو اشتقاق میں بھی فعل کی اصالت ثابت
ہوگئی (حملاً للمشکوک علی المتیقن) لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کی فرع اور اس سے مشتق ہونا چاہیئے۔

قولہ جناب استاذنا:۔ مصنف فرماتے ہیں میرے استاذ مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے اور فی الواقع دلائل
تو یہ ان کے مذہب کے رجحان پر قائم ہیں۔

قولہ اول اینکہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ کوفیین کے مذہب پر پہلی دلیل قائم فرماتے ہیں وہ یہ کہ بحث اشتقاق میں
ہے یعنی کوفیین کا دعوٰی یہ ہے کہ فعل من حیث الاشتقاق اصل ہے اور اشتقاق امور لفظیہ سے ہے اگرچہ معنی کے
ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے جب اشتقاق امور لفظیہ سے ہوا تو اشتقاق کے اعتبار سے فعل یا مصدر کی اصالت کا فیصلہ بھی لفظ
کی بنیاد پر ہونا چاہیئے اور لفظ فعل و مصدر میں تأمل کرنا چاہیئے کہ آیا لفظ فعل ماضی مادہ و اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے یا لفظ
مصدر اور تأمل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مادہ بننے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے نہ لفظ مصدر میں۔ لہٰذا فعل اشتقاق میں
اصل اور مصدر اس کی فرع قرار پایا۔

در لفظ فعل ماضی و مصدر تأمل باید کرد کہ آیا لفظ فعل ماضی لیاقت مادیت دارد یا لفظ مصدر، و عند التأمل مدرک میگردد کہ لفظ فعل لیاقت مادیت دارد نہ لفظ مصدر زیرا کہ جملہ حروفی کہ در فعل ماضی یافتہ می شود بالضرورت در مصدر یافتہ میشود ولا عکس وہم جز ہفت وزن مصادر ثلاثی یعنی قَتْلٌ، فِسْقٌ، شُکْرٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ، صِغَرٌ، ہُدًی و تَفَاعُلٌ و تَفَعُّلٌ و تَفَعْلُلٌ در ہمہ اوزان حروف مصدر از حروف فعل ماضی زائد ست و ظاہر ست کہ لیاقت مادیت ہمون میدارد کہ در جملہ فروع یافتہ شود نہ آنکہ یافتہ نشود وہم مزید علیہ احق والیق ست باصالت و مادیت نہ مزید و بودن ہمہ حروف فعل ماضی در جملہ مصادر عیان ست در اِخْشِیْشَانٌ و اِدْہِیْمَامٌ کہ واو موجود در اِخْشَوْشَنَ والف موجود در اِدْہَامَّ یافتہ

قولہ زیرا کہ: مصنف اپنے اس دعویٰ پر کہ "مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے" دلیل قائم کرتے ہیں کہ لفظ فعل میں لیاقتِ مادیت اس لئے ہے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں، مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں لیکن ایسا نہیں کہ جو حروف بھی مصدر میں ہوں وہ تمام ہمیشہ فعل میں ضرور پائے جاتے ہوں جیسا کہ ثلاثی مجرد کے ان اوزان قَتْلٌ وغیرہ کے علاوہ باقی تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہیں یعنی وہ تمام حروف جو مصدر میں ہیں فعل ماضی میں نہیں پائے جاتے مثلاً شَہَادَۃٌ اور کَرَاہِیَۃٌ جن کی ماضی کَرِہَ اور شَہِدَ ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ فعل کے تمام حروف مصدر میں پائے جاتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مادہ ہونے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جائے تو ثابت ہوا کہ مادہ ہونے کی صلاحیت لفظ فعل میں ہے۔

قولہ نہ آنکہ: یعنی مادہ واصل ہونے کی صلاحیت اس میں نہیں جو تمام فرعات میں ہمیشہ نہیں پایا جاتا اور وہ مصدر ہے کہ اس کے تمام حروف فعل میں کبھی پائے جاتے ہیں جیسے قَتْلٌ و قَتَلَ اور کبھی نہیں پائے جاتے جیسے شَہَادَۃٌ و شَہِدَ۔

قولہ ہم مزید علیہ: جب یہ ثابت ہوچکا کہ مصدر میں فعل ماضی سے حروف کبھی زائد ہوتے ہیں لیکن فعل کے حروف مصدر سے کبھی بھی زائد نہیں ہوتے تو مزید علیہ (فعل ماضی) کا مادہ واصل ہونا احق والیق ہے نہ مزید فیہ یعنی مصدر کا۔

قولہ در اخشیشان: یہ سوال مقدر کا جواب ہے جو کہ مصنف کے قول "بودن ہمہ حروف فعل ماضی الخ" پر

نمی شود وجهش اینکه واو والف در مصدر بسبب کسرۂ ماقبل حسب اقتضائی
قاعده یا گردیده پس بالاصل واو والف در مصدر موجود ست واگر مصدر ماده
بودی ماضی اِخْشَیْشَنَ و اِدْهَیْمَمَ آمدی وہمچنین ہمہ افعال واسمائے مشتقہ زیراکہ
قاعده وو جہے برائے ابدال یا بواو در اِخْشَوْشَنَ و بالف در اِدْہَامَّ یافتہ نمے
شود و در مصدر تفعیل کہ حرف مکرر ماضی یافتہ نمیشود محققان گفتہ اند کہ اصل
یائے تفعیل آن حرف مکرر بوده مثلاً تَحْمِیْدٌ در اصل تَحْمِمْدٌ بود میم دوم را بیا بدل

وارد ہوتا ہے یعنی اگر مصدر میں فعل ماضی کے تمام حروف کا پایا جانا عیاں ہے تو اِخْشِیْشَانٌ میں اِخْشَوْشَنَ کا واؤ اور اِدْہِیْمَامٌ میں اِدْہَام کا الف کیوں موجود نہیں۔ مصنف جواب دیتے ہیں کہ یہ واؤ والف مصدر میں ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے قاعدہ ۳ کے مطابق یاء سے بدل گئے ہیں لہذا اصل کے اعتبار سے واؤ والف مصدر میں موجود ہیں۔

قولہ واگر مصدر مادہ بودے:۔ مصنف علیہ الرحمۃ بصریین کو الزامی جواب دیتے ہیں کہ اگر مصدر مادہ ہوتا تو اس کے تمام حروف ماضی میں پائے جاتے اور ماضی اِخْشَیْشَنَ اور اِدْهَیْمَمَ آتی اور اسی طرح تمام افعال واسمائے مشتقہ مثلاً یَخْشَیْشِنُ مُخْشَیْشِنٌ۔ لیکن یہ یاء کے ساتھ نہیں آتے بلکہ واؤ والف کے ساتھ آتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ مصدر مادہ واصل نہیں۔

قولہ زیراکہ:۔ بصریین کی جانب سے مذکورہ بالا الزامی اعتراض کا یہ جواب ممکن تھا کہ اخشیشان واِدہیمام مصدر کی یاء اخشوشن میں واؤ سے اِدْہَامَّ میں الف سے تبدیل ہوگئی ہے اور فی الاصل یہ یاء اخشوشن اور ادہام میں موجود ہے لہذا مصدر اصل ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ اِخْشَوْشَنَ میں یاء کو واؤ سے اور اِدْہَامَّ میں یاء کو الف سے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ وقاعدہ نہیں پایا جاتا لہذا یہ واؤ والف یاء سے بدلے ہوئے نہیں ہوسکتے۔

قولہ در مصدر تفعیل:۔ یہ مصنف کے مذکورہ بالا قول پر دوسرے اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ باب تفعیل کی ماضی میں جو عین مکرر ہوتی ہے وہ مصدر میں پائی نہیں جاتی بلکہ مصدر میں صرف ایک عین ہوتی ہے جس سے یہ قول باطل ہوگیا کہ مصدر میں ماضی کے تمام حروف پائے جاتے ہیں۔ مصنف نے فرمایا کہ باب تفعیل کے مصدر میں جو ماضی کا حرف مکرر نہیں پایا جاتا۔ محققین کہتے ہیں کہ یائے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے۔ مثلاً تَحْمِیْدٌ اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا تحمید ہوا اور مضاعف میں عموماً دفع ثقل کے لئے حرف دوم کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسے

کردند اکثر در مضاعف حرف دوم را برائے دفع ثقل بحرف علت بدل میکنند چنانچہ در دَسّٰہا کہ اصلش دَسَّسَہا بود سین آخر را بالف بدل کردند سوال اینکہ گفتی بہ تَبْصِرَۃٌ و تَسْمِیَۃٌ و سَلَامٌ و کَلَامٌ مصادر تَفْعِیلٌ و قِتَالٌ و قِیْتَالٌ مصدر مفاعلت منتقض میشود چہ دریں مصادر جملہ حروف ماضی موجود نیست جواب گفتگو در اصل مصادر ست کہ کلیۃً درباب باشد مصادر قلیلۃ الوجود اعتبار را نشاید و سَلَامٌ و کَلَامٌ را اسم مصدر گفتہ اند و اصل وزن تَفْعِلَۃٌ تَفْعِیلٌ بر آوردہ اند و گفتہ کہ تَسْمِیَۃٌ مثلاً در اصل تَسْمِیوٌ بود یا را حذف کردہ تا در آخر عوض دادند واو بسبب را بعیت یا شدہ و در قِیْتَالٌ الف کہ در ماضی بود بسبب کسرۂ ماقبل یا شدہ و قِتَالٌ

دسّٰہا میں جس کی اصل دَسَّسَہا ہے آخری سین کو الف سے بدلا دَسّٰہا ہوا۔

قولہ سوال:۔ مذکورہ بالا جواب پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ تمہارا یہ جواب کہ تفعیل کے مصدر میں یاء دراصل حرف مکرر ہے تفعیل کے ان مصادر میں نہیں جاری ہو سکتا جو تفعیل کے وزن پر نہیں۔ مثلاً تَبْصِرَۃٌ وغیرہ اور باب مفاعلہ کے مصدر قِتَالٌ و قِیْتَالٌ میں بھی کیونکہ ان مصادر میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔

قولہ جواب:۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ گفتگو دراصل ان مصادر میں ہے جو باب میں کلیۃً وارد ہوں اور مصادر قلیل الوجود قابل اعتبار نہیں۔

قولہ وسلام:۔ اور سلام وکلام سے تو اعتراض ہی فضول ہے کیونکہ دعویٰ یہ ہے کہ ماضی کے تمام حروف مصدر میں پائے جاتے ہیں اور سلام وکلام مصدر نہیں بلکہ اسم مصدر ہیں یعنی ان کا معنی تو مصدر جیسا ہے مگر ان سے کوئی چیز مشتق نہیں ہوتی۔

قولہ واصل وزن:۔ یہ تبصرۃ وتسمیۃ سے کئے گئے اعتراض کا دوسرا جواب ہے کہ یہ تفعلۃ کے وزن پر ہیں اور اس وزن کی اصل تفعیل قرار دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مثلاً تَسْمِیَۃٌ اصل میں تَسْمِیوٌ تھا یاء حذف کرکے اس کے عوض آخر میں تاء لائے اور واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا تَسْمِیَۃٌ ہوا۔

قولہ در قیتال:۔ اور قیتال مصدر میں ماضی کے تمام حروف موجود ہیں کیونکہ ماضی کا الف کسرۂ ماقبل کی وجہ سے

مخفف آنست پس در جملہ مصادر ہمہ حروف فعل ماضی ولو تقدیراً موجود ست دوم آنکہ فعل بی مصدر یافتہ میشود مثل لَیْسَ وعَسیٰ پس اگر مصدر اصل باشد وجود فرع بے وجود اصل لازم آید ومصدر بی فعل نیا مدہ وبعضی مصادر راکہ عقیمہ گفتہ اند مثل مَتْن وتَقْسِیْم کہ ازین ہر دو جز فاعل نیامدہ پس بودن اینہا اینچنین مسلّم نیست چنانچہ از قاموس واضح میشود سوم اینکہ بصریان بودن معنی مصدرے را مادہ برائے معانی افعال ومشتقات دلیل بر اشتقاق لفظ فعل از لفظ مصدر قرار دادہ اند این معنی بعد تامل در حقیقت اشتقاق لفظی محض باطل می گردد حقیقت اشتقاق لفظی این ست کہ در دو لفظ تناسب باشد لفظاً ومعنیً وہرجا از لفظے اعتبار بناء لفظ دیگر سہل باشد لفظ دوم را مبنی ومشتق از لفظ اول قرار دہند

مصدر میں یا ہو گیا ہے اور قِتَالٌ قِیْتَالٌ کا مخفف ہے۔ پس ان تمام مصادر میں فعل ماضی کے تمام حروف موجود ہیں اگرچہ تقدیراً ہیں۔

قولہ دوم آنکہ:۔ کوفیین نے اپنے اس دعویٰ پر کہ فعل ماضی من حیث الاشتقاق اصل ہے دوسری دلیل یہ دی کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے جیسے لَیْسَ اور عَسیٰ ان کے مصدر نہیں آئے پس اگر مصدر اصل ہو جیسا کہ مذہب بصریین ہے تو وجود فرع بغیر وجود اصل کے لازم آتا ہے اور مصدر بغیر فعل کے نہیں آتا جس سے معلوم ہوا کہ فعل اصل ہے۔

قولہ وبعضی مصادر:۔ یہ اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ قول مصنف "مصدر بے فعل نیامدہ" صحیح نہیں کیونکہ بعض مصادر عقیمہ ہیں جن کا فعل نہیں آتا مگر وہ مستعمل ہیں مصنف نے جواب دیا کہ بعض مصادر کو جو عقیمہ کہا گیا ہے مثلاً مَتْنٌ و تَقْسِیْمٌ کہ ان دونوں سے فاعل کے علاوہ کوئی دوسرا صیغہ نہیں آتا تو ان کا ایسا ہونا (عقیمہ ہونا) مسلم نہیں چنانچہ قاموس سے واضح ہے یعنی قاموس میں ہے قَسَّمَہٗ یُقَسِّمُہٗ جس سے معلوم ہوا کہ تقسیم کا ماضی و مضارع آتا ہے ایسے ہی مَتْنٌ کا فعل آیا ہے جیسے مَتَنَ الکَبْش۔

قولہ سوم اینکہ:۔ تیسری دلیل یہ کہ بصریین معنی مصدری کے معانی افعال و مشتقات کے لئے اصل ہونے سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ لفظ فعل لفظ مصدر سے مشتق ہے اگر اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور کیا جائے تو یہ بات باطل

صورت صوغ اوانی وحلی از ذہب وفضہ کہ مادہ ذہب وفضہ علیحدہ اولاً موجود ست ودران تصرف کردہ اوانی وحلی میسازند اینجا نیست کہ مشتق منہ علیحدہ اولاً موجود بود ودران تصرف کردہ مشتق راساختہ اند تحقق مشتق منہ ومشتق باعتبار وضع واستعمال در زمان واحد ست پس در دلیل اشتقاق فعل از مصدر کصوغ الاَوانی وَالحُلی مِنَ الذَہَبِ وَالفِضَّۃِ ذکر نمودن قیاس مع الفارق است

فائدہ غیر محققین در بیان ایں اختلاف وتحریر دلائل طرفین عجب خبط میکنند تقریر اختلاف در مطلق اصالت وفرعیت میکنند ودر بیان استدلال میگویند کہ ا

محض ہو کر رہ جاتی ہے کیونکہ اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں لفظی ومعنوی مناسبت ہو اور جہاں ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو ماخوذ فرض کرنا آسان ہو وہاں دوسرے لفظ کو پہلے سے ماخوذ ومشتق قرار دیتے ہیں۔

قولہ صورت صوغ :۔ یہ بصریین کی اس تقریر کا رد ہے کہ اشتقاق میں یہ ضروری ہے کہ مشتق میں مشتق منہ کا معنی و مادہ باقی رہے۔ لہٰذا مصدر سے فعل کا اشتقاق سونے وچاندی سے برتن بنانے کی مثل ہے یعنی سونے چاندی کا مادہ ومعنی (قیمت) برتنوں میں باقی ہوتا ہے مگر بشکل جدید اور اصل معنی پر زائد معنی پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی مصدر سے مشتق ہونے والوں میں مصدر کا معنی ومادہ باقی رہتا ہے جیسے ضَرْبٌ سے ضَرَبَ بنا ہے اس میں ہر دو یعنی مادہ ومعنی موجود ہیں۔ چونکہ فعل میں مصدر کا معنی ومادہ پایا جاتا ہے نہ اس کا عکس لہٰذا فعل کے لئے مصدر اصل ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مصدر سے فعل کے اشتقاق کو سونے وچاندی سے زیورات وبرتن بنانے کی مثل قرار دینا اس وقت صحیح ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ زیورات کے وجود سے پہلے جس طرح کہ ان کا مادہ (سونا چاندی) موجود تھا۔ فعل کے وجود سے قبل مصدر بھی موجود تھا مگر یہ ثابت نہیں کیونکہ فعل ومصدر کا تحقق باعتبار وضع واستعمال کے ایک زمانہ میں ہے لہٰذا فعل کے اشتقاق کو سونے چاندی کے زیورات کی مثل قرار دینا قیاس مع الفارق ہے۔

قولہ فائدہ :۔ غیر محققین اس اختلاف اور طرفین کے دلائل بیان کرنے میں عجیب خبط کرتے ہیں۔ بصریین وکوفیین کا اختلاف مطلق اصالت وفرعیت میں ذکر کرتے ہیں اور بیانِ استدلال میں یہ کہتے ہیں کہ بصریین اس لئے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یعنی غیر محقق مصدر سے فعل کے اشتقاق کو بصریین کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ محل نزاع یہی ہے کہ اشتقاق میں فعل اصل ہے یا مصدر۔

بصریان بانیجہت مصدر را اصل میگویند کہ فعل از مصدر مشتق ست وکوفیان[1] بانیجہت فعل را اصل میگویند کہ مصدر تابع فعل است در اعلال باز محاکمہ میکنند کہ مصدر من حیث الاشتقاق اصل ست و فعل من حیث الاعلال اصل ست واصل حقیقت آنست کہ تحریر نمودم بالجملہ نزد بصریان شش اسم مشتق اند اسم فاعل و اسم مفعول و اسم ظرف و اسم آلہ و صفت مشبہ و اسم تفضیل و نزد کوفیان ہفت شش مذکور دیگ مصدر و اصل اختلاف در اشتقاق ست کہ فعل از مصدر مشتق ست یا مصدر از فعل و دلائل قویہ مقتضی ترجیح ثانی ست کہ مذہب کوفیان ست افادہ واو در جمع مذکر غائب و حاضر و یا در مؤنث حاضر کہ بانون ثقیلہ حذف میشود بصریان میگویند کہ بسبب اجتماع ساکنین و کوفیان میگویند کہ بسبب اجتماع ثقیلین و لہذا الف ساقط نمیشود کہ ثقیل نیست و بصریان در بیان وجہ عدم حذف الف در تثنیہ گویند

قولہ وکوفیان :۔ یعنی غیر محقق بیانِ استدلال میں یہ کہتے ہیں کہ کوفیین اس لئے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے۔ پھر محاکمہ کرتے ہیں کہ مصدر من حیث الاشتقاق اصل ہے اور فعل من حیث الاعلال اصل ہے۔

قولہ واصل حقیقت :۔ اور اصل حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اختلاف مطلق اصالت میں نہیں بلکہ اصالت من حیث الاشتقاق میں ہے۔

قولہ افادہ :۔ نون ثقیلہ کی وجہ سے جمع مذکر غائب وحاضر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یاء حذف ہو جاتی ہے بصریین کہتے ہیں کہ اس حذف کا سبب اجتماع ساکنین ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ اجتماع ثقیلین سبب ہے اور تثنیہ کا الف اسی لئے نہیں گرتا کہ ثقیل نہیں۔ بصریین تثنیہ میں الف حذف نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر الف حذف کر دیں تو واحد و تثنیہ باہم ملتبس ہو جائیں گے مثلاً لَیَضْرِبَنَّ صیغہ واحد اور لَیَضْرِبَنَّ صیغہ تثنیہ میں الف حذف ہو جانے کی وجہ سے فرق نہیں ہو سکے گا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ میرے استاذ اس امر میں بھی کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیتے اور ان کی جانب سے بصریین پر یہ اعتراض وارد کرتے ہیں کہ اگر یہ اجتماع ساکنین مقتضی حذف ہے تو چاہیئے کہ جس طرح نون خفیفہ مواقع الف میں نہیں آتا

تحفہ رسولیہ

المعروف

خلاصہ علم الصیغہ سوالاً جواباً

تحریر

استاذ العلماء حضرت علامہ

مولانا حاجی نذیر احمد مہروی صاحب

بانی و مہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: - **کلمہ** کی تعریف واقسام بیان کریں؟

جواب: - **کلمہ** لفظِ موضوع مفرد کو کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں (۱)**فعل** (۲)**اسم** (۳)**حرف**۔

سوال: لفظ دیز کلمہ ہے یا نہیں اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو اس کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: صاحب علم الصیغہ نے کلمہ کی تعریف اس طرح کی ہے ''کلمہ لفظ موضوع مفرد را گویند'' اس تعریف میں لفظِ موضوع سے مراد و بامعنی لفظ ہے اور دیز مہمل اور بے معنی ہے لہٰذا یہ لفظ نہیں ہے۔

سوال: مصنف نے تقسیم کلمہ میں فعل کو پہلے ذکر کیوں کیا؟

جواب: اس لئے کہ علم صرف میں تغیرات سے بحث ہوتی ہے اور تغیرات فعل میں زیادہ ہیں (یعنی علم صرف کی ابحاث کا تعلق سب سے زیادہ فعل سے ہے)

سوال: - **کلمہ** کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کریں؟

جواب: (۱)**فعل**: وہ کلمہ ہے جو معنی مستقبل پر دلالت کرے اور ازمنہ ثلاثہ یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کوئی زمانہ اس میں ہو جیسے ضرب۔ (۲)**اسم**: وہ کلمہ ہے جو بغیر ازمنہ ثلاثہ کے معنی مستقل پر دلالت کرنے جیسے رجل۔ (۳)**حرف**: وہ کلمہ ہے جو معنی غیر مستقل پر دلالت کرے جیسے مِن، الیٰ۔

سوال: معنی و زمانہ کے اعتبار سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں۔ (۱)**ماضی** (۲)**مضارع** (۳)**امر**۔ اس لئے کہ فعل کا آخر عامل لفظی کے بغیر یا تو مفتوح ہوگا یا مرفوع یا موقوف پہلا ماضی دوسرا مضارع اور تیسرا امر ہے۔

سوال: **فعل** کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کریں؟

جواب: (۱)**ماضی**: وہ فعل ہے جو گزشتہ زمانہ میں کسی معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے فَعَلَ (اُس ایک مرد نے کیا) (۲)**مضارع**: وہ فعل ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کسی معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے یَفْعَلُ (وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں کرتا ہے یا کرے گا) (۳)**امر**: وہ فعل ہے جو فاعلِ مخاطب سے زمانہ آئندہ میں

کسی کام کی طلب پر دلالت کرے جیسے افعل (تو ایک مرد زمانہ آئندہ میں کر)۔

سوال: ماضی ومضارع **معروف ومجهول** کی تعریف کریں؟

جواب: ماضی ومضارع میں اگر فعل کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو وہ **معروف** ہے جیسے ضرب اور یضرب اور اگر فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہو یعنی جس پر کام واقع ہوا ہے تو وہ **مجهول** ہے جیسے ضُرِبَ اور یُضرَبُ۔

سوال: کیا **امر** بھی مجہول ہوتا ہے؟

جواب: نہیں! کیونکہ **امر** مصنف کے نزدیک **امر حاضر معروف** میں منحصر ہے اور امر کی مذکورہ تعریف بھی صرف امر حاضر معروف پر صادق آتی ہے (مضارع مجزوم بلام کو مجازاً **امر** کہہ دیا گیا ہے)

سوال: حروف اصلیہ کے اعتبار سے اقسام فعل بیان کریں؟

جواب: حروف اصلیہ کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں (۱) **ثلاثی** کہ جس کے صیغہ واحد مذکر غائب ماضی میں تین حروف اصلی ہوں جیسے ضرب۔ (۲) **رباعی** جس کی ماضی کے مذکورہ صیغہ میں چار حروف اصلی ہوں جیسے بعثر

سوال: حروف اصلیہ وزائدہ کی پہچان کیا ہے؟

جواب: صرفیوں نے حرف اصلی اور حرف زائد کی پہچان کے لئے فا، عین اور لام کو ثلاثی میں، فا، عین اور دو لام کو رباعی میں اور فا، عین اور تین لام کو خماسی میں میزان ومعیار مقرر کیا ہے لہٰذا جو حرف ان میں سے کسی ایک حرف کے مقابلے میں ہوگا وہ اصلی کہلائے گا اور جو ان میں سے کسی کے مقابلے میں نہیں ہوگا وہ زائد کہلائے گا۔

سوال: اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) **صحیح**۔ (۲) **مهموز**۔ (۳) **مضاعف**۔ (۴) **معتل**۔ انہیں اقسام اربعہ کو بعض نے ہفت اقسام سے تعبیر کیا ہے جو درج ذیل شعر میں موجود ہیں۔

صحیح است ومثال است ومضاعف لفیف وناقص ومهموز واجوف

اور انہیں اقسام کو بعض نے دس اقسام سے تعبیر کیا ہے جو درج ذیل رباعی میں موجود ہیں۔

چوں اسم وفعل دہ اقسام دارند در یں یک بیت جملہ شد مؤلف

یک صحیح دو دو لفیف وزاں سہ مہموز　　　مثال واجوف وناقص مضاعف

سوال:- حروف علت کی تعداد اور وجہ تسمیہ بیان کریں۔

جواب:- حرف علت نام کردند واؤ الف و یائے را　　　ہر کہ را درد ے رسد لاچار گوید وائے را

یعنی حروف علت تین ہیں واؤ، الف اور یاء جن کا مجموعہ **وای** ہے۔

وجہ تسمیہ: یہ مجموعہ مریض شدت الم کے وقت کہتا ہے اس لئے ان کو حروف علت کہتے ہیں۔

سوال:- اقسام اسم بیان کریں؟

جواب:- اسم کی تین قسمیں ہیں۔ (۱)**مصدر**۔ اسکی تعریف کرتے ہوئے حضرت صدر الشریعہ کے شاگرد رشید علامہ مفتی عبد الرشید فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (**شـــعـــر**) صیغے نکلیں جس سے مصدر اس کو جان ☆ اُس کے آخر دن ہو یا تن اے جوان (۲)**مشتق** جو فعل سے نکالا گیا ہو جیسے ضَارِبٌ۔ (۳)**جامد** جو نہ مصدر ہو نہ مشتق جیسے رَجُلٌ۔

سوال:- وہ کون سے اسماء ہیں جو فعل کی مثل ثلاثی، رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں، نیز صحیح وغیرہ دس قسموں میں منقسم ہوتے ہیں؟

جواب:- ایسے اسم دو ہیں (۱)**مصدر** (۲)**مشتق**۔

سوال:- تعداد حروف کے اعتبار سے اسم جامد کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- اسم جامد کی درج ذیل چھ قسمیں ہیں۔ (۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ (۵) خماسی مجرد (۶) خماسی مزید فیہ۔ (خماسی صرف اسم جامد ہوتا ہے مصدر یا مشتق خماسی نہیں ہوتا)

سوال:- انواع حروف کے اعتبار سے اسم جامد کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- انواع حروف کے اعتبار سے اسم جامد کی دس اقسام ہیں صحیح، مہموز وغیرہ۔

سوال:- فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد کے کتنے اور کون کونسے اوزان ہیں؟

جواب:- اس کے تین اوزان ہیں (۱)فعَل (۲)فعِل (۳)فعُل۔

سوال:- ہر ایک وزن ماضی سے اس کا مضارع تحریر کریں؟

جواب:- ماضی فعَل سے مضارع کے تین وزن آتے ہیں۔ (۱)یفعُلُ (۲)یفعِلُ (۳)یفعَلُ۔ اور ماضی فعِل کے دو مضارع آتے ہیں۔ (۱)یفعَلُ (۲)یفعِلُ۔ اور ماضی فعُل کا ایک مضارع ہے۔ (۱)یفعُلُ۔

ہر ایک ماضی کو اس کے مضارع کے ساتھ ملانے سے ایک باب بنتا ہے اس لئے ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں۔ (۱) فَعَلَ یَفْعِلُ جیسے ضرب یضرب۔ (۲) فَعَلَ یَفْعَلُ جیسے فتح یفتح۔ (۳) فَعَلَ یَفْعُلُ جیسے نصر ینصر۔ (۴) فَعِلَ یَفْعَلُ جیسے سمع یسمع۔ (۵) فَعِلَ یَفْعِلُ جیسے حسب یحسب۔ (۶) فَعُلَ یَفْعُلُ جیسے کرم یکرم۔

سوال: - ایسے عامل کتنے اور کونسے ہیں جو مضارع پر داخل ہو کر صرف معنی میں عمل کرتے ہیں؟

جواب: - یہ دو ہیں ایک کلمہ مَا اور دوسرا لا جیسے مایضربُ اور لا یضربُ، نہیں مارتا ہے یا نہیں مارے گا وہ ایک مرد۔ (لفظ ما اور لا سے لفظ مضارع میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئی)

سوال: - ایسے حروف کتنے اور کون کون سے ہیں جو مضارع میں لفظاً اور معنیً عمل کرتے ہیں؟

جواب: - یہ دو قسم کے حروف ہیں۔ **اوّل** حروف ناصبہ جیسے لَنْ ناصبہ یہ فعل مضارع کے پانچ صیغوں میں نصب دیتا ہے۔ سات صیغوں سے نون اعرابی گراتا ہے (یہ حرف ناصب کا لفظی عمل ہے) اور مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے (یہ حرف ناصب کا معنوی عمل ہے) جیسے لن یَّضرب (ان، کی اور اذن بھی لن جیسا عمل کرتے ہیں)

دوم حروف جازمہ جیسے لَمْ یہ فعل مضارع کے پانچ صیغوں کو جزم دیتا ہے اور سات صیغوں سے نون اعرابی گراتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے لم یضرب نہیں مارا اس ایک مرد نے۔

سوال: - نون ثقیلہ کے لاحق ہونے سے مضارع میں کیا تبدیلی آتی ہے؟

جواب: - (۱) نون ثقیلہ کے لاحق ہونے سے مضارع کا آخر پانچ صیغوں (یفعلُ تفعلُ تفعلُ افعلُ نفعلُ) میں مفتوح ہو جاتا ہے۔ (۲) تثنیہ کے صیغوں سے نون اعرابی گر جاتا ہے اور الف تثنیہ باقی رہتا ہے اور صیغہ جمع مذکر میں واؤ اور واحد مؤنث حاضر میں یاء گر جاتی ہے لیکن واؤ سے پہلے ضمہ اور یاء سے پہلے کسرہ باقی رہتا ہے تا کہ واؤ اور یاء محذوفہ پر دلالت کرے اور نون اعرابی گر جاتا ہے۔ (۳) جمع مؤنث غائب و حاضر میں نون جمع اور نون ثقیلہ کے درمیان الف فاصل لایا جاتا ہے تا کہ تین نون جمع نہ ہوں (جمع مؤنث کا نون اعرابی نہیں بلکہ یہ نون ضمیری ہے اس لئے نون ثقیلہ لاحق ہونے سے یہ باقی رہتا ہے)۔ (۴) نون ثقیلہ لاحق ہونے سے مضارع سے زمانہ حال ختم ہو جاتا ہے اور اس میں صرف زمانہ مستقبل رہ جاتا ہے۔

سوال:- نون خفیفہ کے احکام نون ثقیلہ جیسے ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب:- صرف اتنا فرق ہے کہ نون خفیفہ صیغہائے ذوات الالف میں لاحق نہیں ہوتا تاکہ دو ساکن جمع نہ ہو جائیں اسکے باقی احکام ثقیلہ جیسے ہیں۔

بحث امر ونہی

سوال:- امر حاضر بنانے کا مفصل طریقہ بیان کریں؟

جواب:- امر حاضر معروف مضارع حاضر معروف سے درج ذیل طریقہ سے بنایا جاتا ہے۔ (الف) علامت مضارع حذف کر کے دیکھیں اگر بعد والا حرف متحرک ہو تو آخر کو ساکن کردیں اگر آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے تَعِدُ سے عِدْ اگر آخر میں حرف علت ہو تو گرادیں جیسے تَقِیْ سے قِ (علامت مضارع کو حذف کیا جس کا بعد والا حرف متحرک ہے لہٰذا آخر میں وقف کیا اور یاء بوجہ وقف گر گئی تو قِ ہوا) (ب) اگر علامت مضارع کا مابعد ساکن ہو تو (۱) شروع میں ہمزہ وصل مضموم لائیں اگر عین کلمہ مضموم ہو اور آخر کو ساکن کردیں۔ جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ۔ اور اگر آخر میں حرف علت ہو تو گرادیں۔ جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ۔ (۲) عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو اول میں ہمزہ وصل مکسور لائیں اور آخر کو ساکن کردیں اگر آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ ورنہ حرف علت گرادیں جیسے تَرْمِیْ سے اِرْمِ۔

فائدہ: عین مضارع مفتوح ہونے کی صورت میں امر کا ہمزہ وصلی مفتوح نہیں آتا تاکہ مضارع متکلم سے التباس نہ ہو۔

سوال:- اِرْمُوْا میں ہمزہ وصل مضموم کیوں نہیں حالانکہ تَرْمُوْنَ میں عین کلمہ مضموم ہے؟

جواب:- اگرچہ موجودہ شکل میں تَرْمُوْنَ کا عین مضموم ہے مگر اصل میں مکسور ہے کیونکہ اصل میں تَرْمِيُوْنَ تھا۔

سوال:- جِئْ صیغہ امر حاضر معلوم میں مہموز کا پہلا قانون جاری کر کے اُس کو جِیْ پڑھنا بھی جائز ہے کیا جِیْ کے یاء کو گرا کر اس کو "جِ" پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- یہ جائز نہیں اس لئے کہ امر بناتے وقت وہ حرف علت گرایا جاتا ہے جو اصلی ہو یعنی کسی سے بدلا ہوا نہ ہو اور لفظ جِیْ کی یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔

سوال:- امر سے نون اعرابی کیوں ساقط ہو جاتا ہے؟

جواب:- اس لئے کہ یہ نون علامت معرب ہے اور **امر** مبنی الاصل ہے۔

سوال:- نہی کی تعریف اور لائے نہی کا عمل تحریر کریں؟

جواب:- نہی وہ فعل ہے جس میں کسی کام سے روکا جائے لائے نہی کا عمل یہ ہے کہ پانچ جگہ مضارع کے آخر میں جزم دیتا ہے اور سات جگہ نون اعرابی گرادیتا ہے۔

بیان اسماءِ مشتقہ

سوال:- بصریوں کے نزدیک فعل سے مشتق ہونے والے اسماء کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب: بصریوں کے نزدیک اسماء مشتقہ چھ ہیں۔ (۱)**اسم فاعل** (۲)**اسم مفعول** (۳)**اسم تفضیل** (۴)**صفت مشبہ** (۵)**اسم ظرف** (۶)**اسم آلہ**۔

سوال:- اسم فاعل کی تعریف اور ثلاثی مجرد سے اس کا وزن سپرد قلم کریں۔

جواب:- اسم فاعل وہ ہے جو کام کرنے والے کی ذات پر دلالت کرے اور ثلاثی مجرد سے یہ فاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارِبٌ۔

سوال:- اسم مفعول کی تعریف اور ثلاثی مجرد سے اس کا وزن تحریر کریں۔

جواب:- اسم مفعول وہ ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو یہ ثلاثی مجرد سے مفعُولٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مضرُوبٌ۔

سوال:- اسم فاعل اور اسم مفعول کے صرف چھ چھ صیغے کیوں آتے ہیں؟

جواب:- ان میں صفات لازمہ یعنی تذکیر و تانیث، وحدت، تثنیہ اور جمع کا اعتبار کیا گیا ہے اس لئے ان کے چھ چھ صیغے ہیں (اور فعل جو ان کی اصل ہے اس میں صفات غیر لازمہ یعنی غائب، مخاطب اور متکلم کا بھی اعتبار کیا گیا ہے اس لئے اس کے ۱۴ صیغے ہیں)

سوال:- اسم تفضیل کی تعریف اور ثلاثی مجرد سے اس کا وزن لکھیں؟

جواب:- اسم تفضیل وہ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں فاعلیت کا معنی دوسروں کی بہ نسبت زیادہ پایا جاتا ہو یہ ثلاثی مجرد سے افعَلُ کے وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے اس وزن پر نہیں آتا۔

سوال:- کیا ثلاثی مجرد رنگ وعیب سے اسم تفضیل افعلُ کے وزن پر آتا ہے؟

جواب:- نہیں! کیونکہ ثلاثی مجرد رنگ وعیب سے افعلُ کے وزن پر صفت مشبہ آتی ہے لہٰذا اس وزن پر اسم تفضیل نہیں آتا تاکہ اشتباہ نہ ہو۔

سوال:- جس مادہ میں رنگ یا عیب کے معنٰی ہوں اس سے اسم تفضیل افعلُ کے وزن پر کیوں نہیں آتا اور صفت مشبہ کیوں آتی ہے؟

جواب:- اس لئے کہ رنگ اور عیب میں استمرار ہے یعنی رنگ یا عیب جب کسی کے ساتھ قائم ہو جائے تو ہمیشہ قائم رہتا ہے اور صفت مشبہ میں بھی دوام واستمرار ہے اس لئے اس وزن پر صفت مشبہ آتی ہے، لیکن اسم تفضیل میں حدوث ہوتا ہے مثلاً زیدٌ اضربُ من عمروٍ سے مراد یہ ہے کہ زید عمرو کے مقابلے میں زیادتی ضرب کے ساتھ متصف ہے پس صفت ضرب زید سے صادر ہو کر ختم ہو گئی اس لئے اسم تفضیل لون وعیب سے افعلُ کے وزن پر نہیں آتا۔

سوال:- رنگ وعیب کے مادہ میں معنٰیِ تفضیل کیسے ادا کریں گے؟

جواب:- مصدر منصوب پر لفظ اشدُّ وغیرہ بڑھا کر جیسے اشدُّ حُمرۃً، اشدُّ صمماً۔

سوال:- جمع سالم وجمع تکسیر کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب:- (الف) **جمع سالم** اس کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن باقی رہے جیسے اَفعَلُون اور فُعلَیات کہ ان دونوں میں واحد (افعلُ اور فعلٰی) کا وزن باقی ہے ٹوٹا نہیں ہے۔ (ب) **جمع تکسیر** وہ ہے جس کے واحد کا وزن جمع میں باقی نہ رہے جیسے افاعلُ یہ افعلُ کی اور فُعَلُ یہ فُعلٰی کی جمع تکسیر ہے۔

سوال:- صفت مشبہ کی تعریف اور صفت مشبہ واسم فاعل کے درمیان فرق واضح کریں؟

جواب:- صفت مشبہ وہ اسم ہے جو کسی ذات کے معنٰی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے۔ **بطور ثبوت** کا معنٰی یہ ہے کہ اس ذات کے لئے معنٰی مصدری ہمیشہ ثابت ہے اور کبھی اس سے جدا نہ ہو گا جیسے سمیعٌ، اس ذات کو کہتے ہیں جس کے لئے سننے کی صفت ہمیشہ کے لئے ثابت ہوتی کہ جس وقت وہ ذات نہیں سن رہی اس وقت بھی سمیع ہے لیکن اسم فاعل میں معنٰی مصدری کا ثبوت عارضی ہوتا ہے یعنی جلدی یہ معنٰی موصوف سے الگ ہو جاتا ہے جیسے سامِعٌ اس کو کہتے ہیں جو ابھی سن رہا ہے جس وقت نہیں سنے گا تو سننا اس سے جدا ہو جائے گا۔

سوال:- اسم آلہ کی تعریف اور اوزان مشہورہ وغیر مشہورہ تحریر کریں؟

جواب:۔ **اسم آلہ** وہ ہے جو صدورِ فعل کے آلہ پر دلالت کرے۔ اس کے مشہور وزن تین ہیں۔ (۱) مِفْعَلٌ (۲) مِفْعَلَةٌ (۳) مِفْعَالٌ۔ اور کبھی فاعَلٌ (بفتح عین) کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے خاتَمٌ بمعنی مہر کرنے کا آلہ اور عالَمٌ بمعنی جاننے کا آلہ۔

سوال:۔ کیا اسم آلہ کے ان اوزان کے اندر کوئی فرق ہے؟

جواب:۔ ہاں! وہ یہ کہ مِضْرَبٌ، مِضْرَبَةٌ یا مِضْرَابٌ۔ مطلقاً اپنے معنی اشتقاقی میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً ان کے معنی ہیں مارنے کا آلہ تو ہر آلہ ضرب کو مِضْرَب کہہ سکتے ہیں خواہ وہ لاٹھی ہو یا کوئی دوسری چیز لیکن جو اسم آلہ فاعَلٌ کے وزن پر آتا ہے وہ مطلقاً معنی اشتقاقی میں مستعمل نہیں ہوتا مثلاً عالَم کے معنی ہیں جاننے کا آلہ تو ہر جاننے کے آلہ کو عالَم نہیں کہیں گے اگر چہ عِلم سے مشتق ہے اور عالَم کے معنی اشتقاقی کی وجہ سے اس کا اطلاق ہر آلہ علم پر ہونا چاہئے مگر ایسا نہیں ہوتا۔

سوال:۔ **اسم ظرف** کی تعریف واقسام بیان کریں؟

جواب:۔ **اسم ظرف** وہ ہے جو فعل صادر ہونے کی جگہ یا وقت پر دلالت کرے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) **ظرف زمان** اسم ظرف کا جو صیغہ وقت کے معنی پر دلالت کرے اسے ظرف زمان کہتے ہیں۔ (۲) **ظرف مکان** اسم ظرف کا وہ صیغہ جو جگہ کے معنی پر دلالت کرے وہ ظرف مکان کہلاتا ہے۔

سوال:۔ اسم ظرف کے مفتوح العین اور مکسور العین ہونے کا قاعدہ وضابطہ تحریر کریں۔

جواب:۔ (الف) مضارع مفتوح العین، مضارع مضموم العین اور ناقص سے مطلقاً چاہے مضارع ناقص کسی باب کا ہو، ظرف مَفْعَل (بفتح العین) کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے مَفْتَح، مَنْصَر، مَرْمٰی۔ (ب) مضارع مکسور العین اور مثال سے چاہے وہ مضارع مثال کے کسی باب کا ہو اس کا ظرف مَفْعِل (بکسر العین) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرِب، مَوْقِع۔

سوال:۔ کیا یہ بات درست ہے کہ مضاعف سے بھی مطلقاً اسم ظرف فتح عین کے ساتھ آتا ہے جیسے مَفَرٌّ جو مضارع یَفِرُّ (مکسور العین) سے ہے اور یہ لفظ قرآن مجید میں بھی آیا ہے جیسے اَیْنَ الْمَفَرّ۔

جواب:۔ صحیح یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین مضارع کا اسم ظرف بکسر العین آتا ہے جیسے مَحِلٌّ یہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسے حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ اور لفظ مَفَرّ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔ مذکورہ بالا ضابطہ اس شعر میں موجود ہے۔

ظرف یفعِل مفعِل است الاّ زمتعلات لام

مفعَل اَست از غیر یفعِل همچناں الامثال

سوال:- مصدر میمی کی تعریف کریں؟

جواب:- مصدر میمی اس مصدر کو کہتے ہیں جو مفعَل کے وزن پر ہو۔

سوال:- مصادر ثلاثی مجرد کے دس اوزان لکھیں؟

جواب:-(۱)فعل (۲)فَعلی (۳)فعلۃ (۴)فعلان (۵)فِعل (۶)فعلی (۷)فعلۃ (۸)فعلان (۹)فعل (۱۰)فُعلی۔

سوال:- اسم تفضیل اور صیغہ مبالغہ دونوں زیادتی معنی فاعلیت پر دلالت کرتے ہیں ان میں کوئی فرق ہو تو بیان کریں؟

جواب:- فرق یہ ہے کہ اسم تفضیل میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی نفسہ نہیں ہوتی بلکہ دوسرے کی نسبت سے یہ زیادتی ہوتی ہے اضربُ من زیدٍ کے معنی ہیں زید سے زیادہ مارنے والا اور مبالغہ میں یہ زیادتی فی حد ذاتہ ہوتی ہے کسی دوسرے کی نسبت سے زیادتی ملحوظ نہیں ہوتی جیسے ضرَّابٌ، بہت مارنے والا۔

سوال:- **مبالغہ** کی تعریف اور مشہور اوزان لکھیں؟

جواب:- **مبالغہ** وہ ہے جو کسی موصوف میں فی حد ذاتہ صفت کی زیادتی بتائے۔ مبالغہ کے اوزان یہ ہیں فَعّال جیسے ضرّاب، فعّال جیسے طوّال، فعل جیسے حذر، فعیل جیسے علیم۔

سوال:- کیا اللّٰہ اکبر میں بھی معنی نسبت معتبر ہے؟

جواب:-ہاں اللّٰہ اکبر میں معنی نسبت معتبر ہیں یعنی اللّٰہُ اکبرُ من کلّ شیئٍ اللہ عزوجل ہر شی سے بڑا ہے۔

سوال:- اعداد میں فاعل کا وزن کس مقصد کے لئے آتا ہے؟

جواب:- مرتبہ اور درجہ بیان کرنے کے لئے آتا ہے مثلاً خامس کے معنی ہیں پانچواں یعنی جو شمار میں اس درجہ میں ہو۔ اعدادِ مرکبہ میں صرف پہلی جز فاعل کے وزن پر آئے گی، جیسے حادی عشر گیارہواں اور دس کے بعد کی دہائیوں میں مرتبہ اور عدد کے لئے ایک ہی وزن آتا ہے مثلاً عِشرُوْن کا بیس یا بیسواں کوئی ایک معنی کر سکتے ہیں۔

سوال:-**فاعل ذِیکَذا** کسے کہتے ہیں؟

جواب:-**فَاعِل** کا وزن جو نسبت کے لئے آتا ہے اسے **فاعل ذِیکَذا** کہتے ہیں جیسے لابن، دودھ والا۔ تامر، کھجور والا۔

سوال:- جس فعل میں زمانہ حال واستقبال ہو اس کو مضارع اور غابر کیوں کہتے ہیں؟

جواب:۔ (الف) ایسے فعل کو مضارع اس لئے کہتے ہیں کہ مضارع کے معنی ہیں مشابہ، چونکہ یہ فعل حرکات، سکنات اور تعداد حروف اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے اس لئے اس کو مضارع کہتے ہیں۔

(ب) **غابر** کے معنی ہیں باقی، چونکہ زمانہ ماضی کے بعد حال واستقبال جو مضارع کے مدلول ہیں باقی رہ جاتے ہیں اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں کہ اس میں باقی رہ جانے والے دو زمانے پائے جاتے ہیں۔

سوال:۔ باب فتح کی خاصیت وشرط تحریر کریں؟

جواب:۔ اس باب کی شرط یہ ہے کہ جو کلمہ صحیح اس باب سے آئے گا اس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہوگا۔

حرف حلقی شش بود اے نور عین

ہمزہ ہا وَ حاء وخا وَ عین وغین

سوال:۔ کیا جس کلمہ صحیح کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ لازماً باب فَتَحَ سے آئے گا؟

جواب:۔ نہیں! دیکھو سَمِعَ یَسْمَعُ کا لام کلمہ حرف حلقی ہے مگر یہ باب فَتَحَ سے نہیں، البتہ جو کلمہ صحیح اس باب سے آئے گا اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہوگا۔

سوال:۔ فعل لازم اور متعدی کی تعریف کریں؟

جواب:۔ (الف) لازم وہ فعل ہے جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اس کا اثر دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔ جیسے کَرُمَ زَیْدٌ، زید عزت والا ہوا۔ (ب) متعدی وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل سے تجاوز کر کے کسی دوسرے تک پہنچے۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً زید نے عمرو کو مارا۔

سوال:۔ فعل لازم سے مفعول ومجہول کیوں نہیں آتے؟

جواب:۔ اس لئے کہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول ہوتا وہی ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لئے مفعول نہیں آتا اور چونکہ فعل مجہول مفعول کی طرف منسوب ہوتا ہے لہٰذا وہ بھی فعل لازم سے نہیں آتا۔

سوال:۔ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ فعل لازم سے بھی مفعول اور مجہول آجائے؟

جواب:۔ لازم کو حرف جر کے ساتھ متعدی کر دیں۔ جیسے کُرِمَ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِہٖ۔

فائدہ: فعل لازم باب افعال یا تفعیل پر لے جانے سے بھی متعدی ہو جاتا ہے۔

ابواب ثلاثی مزیدفیہ

سوال:- ثلاثی مزید فیہ **ملحق** کی تعریف اور مثال تحریر کریں۔

جواب:- **ملحق** اسے کہتے ہیں کہ جو حرف زیادہ کرنے کے بعد رباعی کے وزن پر ہو جائے اور ملحق بہ کے معنی (خاصہ) کے سوا اس میں دوسرے معنی نہ ہوں۔ جیسے جلبب یہ مجرد میں جلب تھا آخر میں ایک باء زیادہ کرنے سے دحرج کے وزن پر ہو گیا ہے۔

سوال:-**غیر ملحق** کی تعریف اور اسکا دوسرا نام لکھیں۔

جواب:- **غیر ملحق** وہ ہے جو حرف زیادہ کرنے کے بعد رباعی کے وزن پر نہ ہو۔ جیسے اجتنب اور اگر رباعی کے وزن پر ہو جائے تو ملحق بہ کے علاوہ اس کا باب دوسرا معنی بھی رکھتا ہو۔ جیسے اکرم یہ دحرج کے وزن پر تو ہے مگر اس کے خواص اور بھی ہیں مثلاً لازم کو متعدی کرنا۔ غیر ملحق کا دوسرا نام **مطلق** ہے۔

سوال:- ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے کتنے اور کون کون سے باب ہیں؟

جواب:- ہمزہ وصل کے ابواب سات ہیں (۱)افتعال (۲)استفعال (۳)انفعال (۴)افعلال (۵)افعیلال (۶)افعیعال (۷)افعوّال۔

سوال:- ابواب غیر ثلاثی مجرد کے ساتھ مختص قواعد بیان کریں؟

جواب:- **قاعدہ نمبر (۱)**:-ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب کی ماضی مجہول کا ہر حرف متحرک مضموم ہو جاتا ہے سوائے آخر کے ماقبل کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے اور ساکن اپنی حالت پر رہتا ہے اس لئے اُجْتُنِب میں ہمزہ اور تاء مضموم ہیں نیز ماضی منفی میں ہمزہ اور ما ولا کا الف ساقط ہو جاتا ہے جیسے ما اجتنب۔

قاعدہ نمبر (۲):-ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب کا اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے اور علامت مضارع کی جگہ میم مضموم ہوتا ہے اور آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے۔ مگر اس میں آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔

قاعدہ نمبر (۳):-(الف) غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم آلہ کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو لفظ مابہ مصدر پر زائد کرتے ہیں مثلاً مابہ الاجتناب۔ (ب) اگر معنی تفضیل ادا کرنے ہوں تو مصدر منصوب پر لفظ اشدُّ زائد کرتے ہیں۔ جیسے اشدُّ اجتنابا۔

باب افتعال کے قواعد وعلامت

قاعدہ نمبر(۱):- باب افتعال کی علامت یہ ہے کہ اُس کے شروع میں ہمزۂ وصل اور فاءکلمہ کے بعد تاء زائد ہوتی ہے۔ (الف) باب افتعال کے فاکلمہ میں دال واقع ہو تو تاءافتعال دال ہو جاتی ہے، پھر فاکلمہ کی دال اُس دال میں وجوباً مدغم ہو جاتی ہے۔ جیسے ادَّعیٰ جو اصل میں اِدتعیٰ تھا۔(ب) اگر فاکلمہ افتعال ذال ہو تو اس کی تین حالتیں ہیں۔(۱) ذال کو دال کر کے ادغام کرنا۔ جیسے ادَّکر جو اصل میں اذ تکر تھا۔ (۲) دال کو ذال کر کے ادغام کرنا۔ جیسے اذَّکر جو اصل میں اذ تکر تھا۔ (۳) بغیر ادغام کے رہنے دینا۔ جیسے اذدکر۔ (ج) اگر فاءکلمہ افتعال میں زاء ہو تو اسکی دو حالتیں ہیں (۱) دال کو زاء کر کے ادغام کرنا۔ جیسے ازَّجر جو اصل میں ازتجر تھا۔ (۲) بغیر ادغام کے رکھنا جیسے ازدجر۔

قاعدہ نمبر(۲):- باب **افتعال** کا فاءکلمہ صاد، ضاد، طاء، ظاء، ہو تو تائے افتعال طاء سے بدل جاتی ہے۔ جیسے اطَّلب جو اصل میں اطتلب تھا۔ تائے افتعال کو طاء کر کے طاء کا طاء میں وجوباً ادغام کر دیا گیا اور ظاء کبھی طاء ہو کر ادغام ہو جاتا ہے جیسے اطَّلم اور کبھی ظاء کو ظاء رہنے دیتے ہیں جیسے اظطلم اور کبھی طاء کو ظاء کر کے ادغام کرتے ہیں جیسے اظَّلم۔

قاعدہ نمبر(۳):- اگر فاءِ افتعال ثاء ہو تو تاءِ افتعال کو ثاء کر کے ادغام کرنا جائز ہے جیسے اثَّار جو اصل میں اِثتار تھا۔

سوال:- خصَّم اور ھدّی کس باب سے تعلق رکھتے ہیں اور اصل میں کیا تھے؟

جواب:- یہ دونوں باب افتعال سے تعلق رکھتے ہیں۔خصَّم اصل میں اِختصم تھا افتعال کے عین کلمہ میں صاد واقع ہوئی لہٰذا تاءافتعال کو صاد کر کے صاد کا صاد میں ادغام کر دیا گیا۔ ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی خصَّم ہوا۔ ھدّی اصل میں اھتدیٰ تھا۔تاءافتعال کو دال کر کے دال کو دال میں ادغام کیا تو ھدّی ہوا یہ اس صورت میں ہے کہ تاءافتعال کی حرکت ماقبل کو دے کر عین کلمہ کے ہم جنس کریں، اگر تاءافتعال کی حرکت سلب کر کے ہم جنس عین کریں تو خِصَّم اور ھِدّی (بکسر فاء) پڑھنا بھی جائز ہے اور یہ ادغام جائز ہے۔

استفعال:- اس باب کی ابتدا میں ہمزہ وصل اور فاء سے پہلے سین وتاء زائد ہوتے ہیں اور اِستطاع یَستطیعُ میں تاء کا حذف کرنا جائز ہے۔قرآن مجید میں فما اسطاعُوا اور مالَمْ تسطِع اسی باب سے ہیں۔

انفعال:- اس باب میں فاء سے پہلے ہمزہ وصل اور نون زائد ہوتے ہیں۔

سوال: -جس کلمہ میں فاء کی جگہ نون ہو اس سے انفعال کے معنی کیسے ادا کریں گے؟

جواب: -یہ معنی باب افتعال سے ادا کریں گے۔مثلاً انتکس ،سرنگوں ہوا۔

سوال: -انتکس میں انفعال کی علامت نون اور افتعال کی علامت فاء کے بعد تا دونوں موجود ہیں،آپ فیصلہ کریں یہ کون سا باب ہے؟

جواب: -یہ باب افتعال ہے اور جس نون کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ نون اصلی ہے اور انفعال کی علامت نون زائدہ ہوتا ہے۔

افعلال: - اس باب کی علامت شروع میں ہمزہ وصل کی زیادتی اور تکرار لام ہے اور اسکی ماضی میں ہمزہ وصل کے بعد چار حرف ہوتے ہیں جیسے احمرَّ اصل میں احمرر تھا پہلی را کو ساکن کر کے دوسری میں ادغام کیا احمرَّ ہوا۔

سوال: -اِحْمَرَّ میں ادغام کیسے ہوا نیز اِحْمَرَّ اور اِقْشَعَرَّ کے ادغام کا فرق واضح کریں؟

جواب: - اِحْمَرَّ کی اصل اِحْمَرَرَ ہے پہلی راء کی حرکت سلب کر کے اسکو دوسری میں ادغام کیا۔اقشعرَّ کی اصل اقشعرر ہے اس میں پہلی راء کا ماقبل ساکن ہے لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کیا یہی ان دونوں صیغوں کے ادغام میں فرق ہے۔

سوال: -احمرَّ (صیغہ امر) میں کتنی اور کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

جواب: - اِحْمَرَّ (صیغہ امر) اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں راء ثانی کے ساکن ہو جانے کی وجہ سے درج ذیل صورتیں جائز ہیں۔ (۱) راء ثانی کو حرکتِ فتح دے کر اس میں اول کو ادغام کر دینا جیسے اِحْمَرَّ۔ (۲) راء ثانی کو کسرہ دے کر ادغام کرنا جیسے اِحْمَرِّ۔ (۳) ادغام کے بغیر رہنے دینا۔جیسے احمرِرْ۔

سوال: -اقشعرُّوا (بفتح عین) اور اقشعرُّوا (بکسر عین) میں کیا فرق ہے؟

جواب: - اقشعرُّوا بفتح عین جمع مذکر غائب ماضی ہے اور اِقشعرُّوا بکسر عین جمع مذکر حاضر بحث امر ہے دونوں رباعی مزید فیہ از باب افعلّال ہیں۔

سوال: -ازعوی اصل میں ازعوو تھا اس میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: - اس لئے کہ ادغام پر تعلیل مقدم ہے جب واوِ ثانی کو یاء کر کے الف سے بدلا تو دو حرف ایک جنس کے نہ رہے لہٰذا ادغام نہیں کیا۔

افعیلال،اس کی علامت تکرار لام اور لام اوّل سے پہلے ماضی میں الف کا زیادہ ہونا ہے اور یہ الف مصدر میں یاء سے بدل جاتا ہے۔

اِفعیعال،اس کی علامت تکرار عین اور دو عین کے درمیان واؤ کا آنا ہے اور یہ واؤ مصدر میں کسرۂ ماقبل کی وجہ سے یاء سے بدل گیا ہے۔

اِفعوّال: -اس باب کی علامت عین کے بعد واؤ مشدد ہے۔

سوال:- ثلاثی مزید فیہ **مطلق بے همزه وصل** کے کتنے باب ہیں؟

جواب:- یہ پانچ باب ہیں(۱)**اِفعَال** (۲)**تَفعِیل** (۳)**مُفَاعَلَه** (۴)**تَفَعُّل** (۵) **تَفَاعُل**۔

سوال:- باب افعال کی علامت اور ہمزہ قطعی و ہمزہ وصلی کی تعریف بیان کریں؟

جواب:- اس باب کی علامت یہ ہے کہ اس کی ماضی وامر میں ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے ہمزہ قطعی وہ ہے جو وسط کلام میں باقی رہے اور ہمزہ وصلی وہ ہے جو وسط کلام میں گر جائے۔

سوال:- اَکرَمَ (ماضی) کا ہمزہ مضارع یُکرِمُ میں کیوں نہیں آیا؟

جواب:- مضارع میں یہ ہمزہ گر گیا ہے ورنہ مضارع یُـاَکرِمُ ہوتا اور صیغہ واحد متکلم میں دو ہمزے اکٹھے ہو جاتے جو مکروہ ہیں لہٰذا ایک ہمزہ کو متکلم میں گرا دینا مناسب ہوا پھر موافقت کے لئے تمام صیغوں میں گرا دیا گیا۔

سوال:- علامت مضارع کی حرکت کا قاعدہ کلیہ بیان کریں؟

جواب:- جس باب کی ماضی میں چار حرف ہوں خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد ہوں تو اس کے مضارع معلوم میں علامت مضارع مضموم ہوگی جیسے یُکرِمُ، یُدَحرِجُ۔ اگر ماضی میں چار حرف نہ ہوں تو مضارع معروف میں علامت مضارع مفتوح ہوگی جیسے یَضرِبُ یَجتَنِبُ۔

سوال:- باب **تفعیل** و**مفاعله** کی علامات تحریر کریں؟

جواب:- (الف) باب **تَفعِیل** کی علامت ماضی میں عین کی تشدید ہے اور اس میں فاء پر تاء مقدم نہیں ہوتی۔ جیسے صَرَّفَ۔
(ب) باب **مفاعله** کی علامت فاء کے بعد الف زائد ہے اس طرح کہ فاء پر تاء مقدم نہیں ہوتی۔ جیسے قَاتَلَ۔

سوال:- قُوتِلَ کون سا صیغہ ہے اور اس میں کونسا قاعدہ عمل میں لایا گیا ہے؟

جواب:- یہ باب مفاعلہ (مُقَاتَلَۃٌ) کی ماضی مجہول ہے الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے واؤ ہو گیا ہے۔

سوال:- اگر مضارع میں دو تاء مفتوحہ جمع ہو جائیں تو کیا عمل کیا جاتا ہے؟

جواب:- ایک تاء کو جوازاً حذف کر دیا جاتا ہے جیسے تَظَاهَرُوۡنَ، جو اصل میں تَتَظَاهَرُوۡنَ تھا۔

سوال:- تَقَبَّلَ کونسا صیغہ ہے؟

جواب:- یہ واحد مؤنث غائب یا واحد مذکر حاضر ہے، باب تفعل سے اس کی ایک تاء گرا دی گئی ہے۔

سوال:- باب اِفَّعُّل اور اِفَّاعُل کس باب سے اور کیسے بنے ہیں؟

جواب:- اِفَّعُّل، تَفَعُّل سے درج ذیل قاعدے سے بنا ہے اور اِفَّاعُل تَفَاعُل سے اسی قاعدے سے بنا ہے۔

قاعدہ:- جب باب تـفـعُّل یا تـفـاعُل کے فاء کے مقابلے میں ان حروف (تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء) میں سے کوئی ہوتو تاء تفعُّل یا تفاعُل کو فاء کلمہ کا جنس کر کے فاء کلمہ کو اس میں ادغام کرنا جائز ہے اس صورت میں ماضی اور امر کے شروع میں ہمزہ وصل آئے گا۔

رباعی مجرد ومزید فیہ کا بیان

سوال:- رباعی مجرد ومزید فیہ کے کتنے اور کون کونسے باب ہیں؟

جواب:- (الف) رباعی مجرد کا ایک باب ہے جس کی علامت ماضی میں چار حرف اصلی کا ہونا ہے جیسے بـعـثـر یُبعثرُ۔ (ب) رباعی مزید بے ہمزہ وصل کا بھی ایک باب ہے جس کی علامت چار حرف اصلی سے پہلے ماضی میں تاء کی زیادتی ہے۔ جیسے تسربل۔ (ج) رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں۔ (۱) افعلال اس کی علامت لام دوم کی تشدید ہے چار حروف اصلیہ پر جب کہ امر اور ماضی میں ہمزہ وصل زائد ہے۔ (۲) افعنلال اس کی علامت ماضی وامر میں ہمزہ وصل اور عین کے بعد نون زائد ہے۔

سوال:- درج ذیل ابواب میں کون سا حرف زائد ہے۔ فَعْلاةٌ، فعولةٌ فوْعلةٌ۔

جواب:- (۱) فـعْـلاۃٌ، میں لام کے بعد یا زائد ہے جیسے قَلْسَـاۃٌ جو اصل میں قَلْسیۃٌ تھا یاء کو الف سے بدل دیا۔ (۲) فعولۃٌ، اس میں عین کے بعد واؤ زائد ہے۔ (۳) فوْعلۃٌ، اس میں فاء کے بعد واؤ زائد ہے۔

سوال:- مُبرنشق کونسا صیغہ ہے؟

جواب:- مُبرنشق، بفتح شین صیغہ ظرف ہے اسم مفعول نہیں کیونکہ یہ باب لازم ہے جس سے مفعول نہیں آتا۔

سوال:- درج ذیل صیغوں میں کس طرح تعلیل ہوئی ہے۔ مُتقلس، مُتقلسی، تقلس۔

جواب:- (۱) مُتقلس- (اسم فاعل) اصل میں مُتقلسی تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو ساکن کیا پھر یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرگئی۔ (۲) مُتقلسی- (اسم مفعول) دراصل مُتقلسی تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدل دیا پھر الف اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گرگیا تو مُتقلسی ہوا۔ (۳) تقلس (مصدر) اصل میں تقلسُیٌ تھا یاء ضمہ کے بعد لام کلمہ میں واقع ہوئی اس کو کسرہ کے بعد کر دیا پھر یاء کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے حذف کر دیا تو تقلس ہوا۔

سوال:- باب تمفعُل کے ملحق ہونے یا نہ ہونے میں صرفیین کا اختلاف اور مصنف کا مذہب بیان کریں؟

جواب:- باب تمفعُل مثلاً تمسکُن کو اکثر علمائے صرف ملحق نہیں مانتے بعض تو اس باب کو غلط قرار دیتے ہیں۔ جیسے

صاحب منشعب اور مولانا عبدالعلی اس کو صحیح تو کہتے ہیں لیکن ملحق نہیں مانتے بلکہ میم کو اصلی قرار دیتے ہوئے اس کو رباعی مزید فیہ میں شمار کرتے ہیں لیکن مصنف کے نزدیک یہ ملحق ہے کیونکہ الحاق کا مدار دو چیزوں پر ہے۔ (۱) حرف کی زیادتی کی وجہ سے مزید فیہ، رباعی کے وزن پر آجائے تمسکن بھی تاء اور میم کی زیادتی کی وجہ سے تسربل کے وزن پر آگیا ہے۔ (۲) ملحق بہ کے معنی کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خواص اس میں نہ ہوں اور تمسکن میں بھی سکن کے معنی کے علاوہ نئے معنی پیدا نہیں ہوئے۔

سوال: مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات کا قاعدہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) غیر ثلاثی مجرد کے جس باب کی فاء مفتوح ہو اور آخر میں تاء ہو تو اس کے ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے مفاعلۃ فعللۃ اور اس کے ملحقات۔ (ب) جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء مفتوح ہو اس کے پہلے ساکن کا مابعد مضموم ہوتا ہے۔ جیسے تقابُل اور تسربُل اور اس کے ملحقات۔ (ج) جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء ساکن ہو تو اس کا مابعد ساکن اول مکسور ہوتا ہے۔ جیسے تصریف۔ (د) جس مصدر کے شروع میں ہمزہ وصل ہو اسکے پہلے ساکن کا مابعد مکسور ہوتا ہے، جیسے اجتناب۔

سوال: اِفَّعُل اور اِفَّاعُل کے شروع میں بھی ہمزہ وصل ہے تو ان کے ساکن اول کا مابعد مکسور کیوں نہیں؟

جواب: - اس لئے کہ یہ ابواب ہمزہ وصل سے نہیں ہیں بلکہ تفعُّل اور تفاعُل کی فرع ہیں اس لئے ان کے ساکن اول کا مابعد مکسور نہیں ہے۔ (ھ) ہر وہ مصدر جس کے شروع میں ہمزہ قطعی ہو اس کے ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوتا ہے جیسے اکرام۔

سوال: اس قاعدہ میں ساکن اول کے بعد کی حرکت خصوصیت سے کیوں بیان کی گئی ہے؟

جواب: لوگ عام طور پر اس کے تلفظ میں غلطی کرتے ہیں اکثر مناسبۃ کو مناسبۃ (بکسر سین) اور اجتناب کو اجتناب (فتح تاء) پڑھتے ہیں۔

سوال: ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع معلوم کی حرکت کا قاعدہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) اگر ماضی میں فاء سے پہلے تاء ہو تو عین مضارع مفتوح ہوگی۔ جیسے تقبَّل، یتقبَّل۔ (۲) ماضی میں فاء سے پہلے تا نہ ہو تو عین مکسور ہوگی۔ جیسے اکرم یکرم۔

سوال: باب تفعلل اور اس کے ملحقات میں فاء سے پہلے ماضی میں تاء ہے، پھر ان کی عین مفتوح کیوں نہیں؟

جواب: رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو انکی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے اور لام اول مفتوح ہے۔

سوال: تخفیف کی تعریف کریں نیز تخفیف ہمزہ کی کل صورتیں تحریر کریں؟

جواب: ہمزہ کی تبدیلی کو تخفیف کہتے ہیں، تخفیفِ ہمزہ کی کل تین صورتیں ہیں۔ (۱) **تخفیف بالقلب** یعنی ہمزہ کو حرف علت سے بدل دینا۔ (۲) **تخفیف بالحذف** یعنی ہمزہ کو گرادینا۔ (۳) **بین بین** ۔یعنی ہمزہ کو اس کے اپنے اور حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا۔

سوال: جاءٍ، میں تخفیف ہمزہ کا کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے؟

جواب: جاءٍ ،اصل میں جایِیٌ تھایاءالف زائد کے بعد واقع ہو کر ہمزہ ہوگئی جاءِیٌ ہوا پھر دو متحرک ہمزے ایک جگہ جمع ہوگئے ان میں سے پہلا مکسور تھا لہٰذا دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جاءِیٌ ہوا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اس لئے یاء کو ساکن کیا تو یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرگئی، جاءٍ ہوا۔

سوال: یسلُ اور یرٰی میں تخفیف کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

جواب: -یسلُ سے حذف ہمزہ جائز اور یرٰی میں واجب ہے۔

سوال: یرٰی اور یُرِی میں تخفیف کا کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے؟

جواب: یرٰی اصل میں یرْءَیُ اور یُرِی اصل میں یُرْءِیُ تھا دونوں میں راء ساکن اور اس کے بعد ہمزہ مفتوحہ تھا اور قاعدہ ہے کہ جو ہمزہ متحرکہ حرفِ ساکن غیر مدہ زائدہ یا یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے لہٰذا ان دونوں صیغوں میں ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا گیا پھر یا متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدل دیا تو یرٰی اور یُرِی ہوا۔ (تمام افعال رؤیت میں یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوتا ہے) یرٰی ہفت اقسام میں مہموز العین وناقص یائی ہے۔

سوال: بین بین قریب اور بین بین بعید کی تعریف کریں؟

جواب: - (۱) **بین بین قریب** ہمزہ کو اس کے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب ہے۔ (۲) **بین بین بعید** ہمزہ کو اس کے مخرج اور اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے۔

سوال: درج ذیل صیغوں میں تخفیف ہمزہ کا قاعدہ جاری کریں؟ ایتمر، سلُونی، اواخذ، قرأ، سم، خذ، لمن، قرا، ایسری، اخذ، اوامر، نسل، مؤتمر۔

جواب: (۱)ایتمر ،اصل میں ائتمر تھاہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہوکر ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت یعنی یاء سے بدل گیاایتمر ہوا۔ (۲)سلُونی دراصل اسئلُونی تھا،حرف ساکن کے بعد ہمزہ واقع ہوا لہٰذااس کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرادیااور ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی سلُونی ہوا۔ (۳)اواخذُ، دراصل ااخذ تھادو متحرک ہمزے جمع ہوئے جن میں سے کوئی بھی مکسور نہیں تھالہٰذادوسرے ہمزہ کوواؤ سے بدلا اواخذ ہوا۔ (۴)قرأاس میں قاعدہ جاری ہوسکتا ہے یعنی ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان پڑھ سکتے ہیں۔ (۵) سَم اصل میں اسئم تھا،ہمزہ کی حرکت سین کو دے کر ہمزہ کوحذف کیااور ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی،تو سم بنا۔ (۶)خُذ،اصل میں اُءْ خُذُ تھااس میں دونوں ہمزہ خلاف قیاس حذف ہوگئےتوخذ رہ گیا۔ (۷)لَمن،دراصل اَلْؤُمن تھاہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کوگرادیاہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی تو لَمن ہوا۔ (۸)ایسری دراصل ائسری تھاہمزہ یاءہوگیا۔ (۹)اٰخُذُ اصل میں اءْخُذُ تھاہمزہ ثانی الف سے بدل گیا۔ (۱۰)اوامِرْ دراصل ااْمِرْ تھادوسراہمزہ واؤ سے بدل گیا۔ (۱۱)نسل دراصل نسئل تھاہمزہ کی حرکت ماقبل کودے کراسے گرادیا۔ (۱۲)مُوتمر اصل میں مؤتمر تھاہمزہ ساکنہ کوواؤ سے بدل دیا۔

معتل کا بیان

سوال: اعلال کے معنی واقسام اور حروف اعلال تحریر کریں؟

جواب: (الف)لغت میں مطلق تبدیلی کواعلال کہتے ہیں اور اہل صرف کے نزدیک حرف علت کے تغیر کا نام اعلال ہے۔ (ب)اعلال کی تین قسمیں ہیں۔ (۱)**اعلال بالحذف** یعنی حرف علت کوگرادینا۔ (۲)**اعلال بالقلب** یعنی حرف علت کودوسرے حرف علت سے بدل دینا۔ (۳)**اعلال بالاسکان** یعنی حرف علت کو ساکن کردینا۔حروف اعلال تین ہیں واؤ،الف،یاء۔

سوال: تعِدُ اور تہب میں واؤ ساقط ہونے اور توجل اور توعذ میں سالم رہنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف)تعِدُ میں واؤ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے گرگیا ہے یہ اصل میں توعِذ تھا۔ (ب)تہب اصل میں توھب ہے واؤ علامت مضارع مفتوح اور فتح کے درمیان ایسے کلمے میں واقع ہوا جس کا عین کلمہ حرف حلقی ہے لہٰذا گرگیا،توتہبُ ہوا۔ (ج)توجل میں اس لئے واؤ سالم رہا کہ اس کا عین یالام کلمہ حرف حلقی نہیں ہے اور توعذ میں علامت مضارع مفتوح نہیں اس لئے واؤ سالم رہا۔

سوال: یوسع ،یوسخ،یوجع وغیرہ میں یہب کا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب: علامہ مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ"جوواؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہواس کا

حذف قیاسی ہے اور جو واؤ علامت مضارع مفتوح اور فتح کے درمیان واقع ہو تو اسکا حذف سماعی ہے اگر اہل لغت نے واؤ کو حذف کیا ہے تو ہم بھی کریں گے ورنہ نہیں اور یوسَعُ وغیرہ میں اہل لغت سے واؤ کا حذف مسموع نہیں۔

سوال: عِدَۃٌ اور سِعَۃٌ کا اصل ذکر کرکے اُن میں تعلیل کریں؟

جواب: یہ دونوں مصدر بروزن فِعْلٌ ہیں کیونکہ اصل میں وِعْدٌ اور وِسْعٌ تھے واؤ گرا کر آخر میں تاء بڑھادی اور عین کو کسرہ دیا۔

قاعدہ: قاعدہ یہ ہے کہ جو مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو اور اس کا فاء کلمہ واؤ ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے اور عین کو کسرہ دے کر آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں۔

سوال: مِقْ کون سا صیغہ ہے اور کس سے بنا ہے اسکی مکمل گردان لکھیں؟

جواب: یہ صیغہ امر حاضر معلوم از وَمِقَ یَمِقُ ہے اور تَمِقُ سے بنا ہے تا کو حذف کرکے آخر میں وقف کیا مِقْ رہ گیا۔ مِقْ، مِقَا، مِقُوْا، مِقِیْ، مِقَا، مِقْنَ۔

سوال: واؤ اور یاء متحرک فتحہ کے بعد کن شرائط کے ساتھ الف سے بدل جاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل شرائط کے ساتھ۔ (۱) واؤ اور یاء فاء کلمہ نہ ہوں۔ تَوَعَّدَ اور تَیَسَّرَ میں چونکہ فاء کلمہ ہیں اس لئے الف سے نہیں بدلے۔ (۲) لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں طَوٰی اور حَیِیَ میں چونکہ لفیف کا عین کلمہ ہیں اس لئے الف سے نہیں بدلے۔ (۳) الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوں دَعَوَا اور رَمَیَا میں الف تثنیہ سے پہلے ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۴) مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں طَوِیْلٌ اور غَیُوْرٌ میں مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۵) یاء مشدد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں عَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ میں یائے مشدد اور نون تاکید سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۶) وہ کلمہ بمعنی لون اور عیب نہ ہو عَوِرَ اور صَیِدَ میں اس لئے نہیں بدلے کہ عَوِرَ کا معنی ہے (کانا ہوا) اور صَیِدَ کا معنی ہے ٹیڑھی گردن والا ہوا۔ (۷) وہ کلمہ فَعَلَانٌ، فَعَلٰی، فَعَلَۃٌ، کے وزن پر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دَوَرَانٌ، صَوَرٰی اور حَوَکَۃٌ میں نہیں بدلے۔ (۸) وہ کلمہ باب اِفْتِعَالٌ بمعنی تَفَاعُلٌ نہ ہو چونکہ اِجْتَوَزَ بمعنی تَجَاوَزَ ہے اس لئے اس میں واؤ الف سے نہیں بدلا۔

سوال: دَعَوْا اصل میں دَعَوُوْا تھا اس میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح مدہ زائدہ سے پہلے ہے مگر الف ہو کر گر گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ یہ مدہ زائدہ سے پہلے نہیں ہے کیونکہ یہ واؤ ساکن فاعل اور جداگانہ کلمہ ہے۔

سوال: مِقوَل اور مِقوَلَۃٌ میں واؤ متحرک ماقبل ساکن ہے حرکتِ واؤ ماقبل کو دے کر اس کو الف سے کیوں نہیں بدلا گیا۔

جواب: اس لئے کہ یہ دونوں کوئی مستقل صیغے نہیں بلکہ دراصل مِقوَالٌ تھے۔ الف حذف کیا تو مِقوَلٌ رہ گیا اور بعد حذف الف آخر میں تاء زائد کی تو مِقوَلَۃٌ ہو گیا۔ چونکہ مِقوَالٌ میں واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف نہیں کیا کیونکہ واؤ الف زائدہ سے پہلے ہے لہٰذا ان دونوں صیغوں میں جو فرع ہیں تعلیل نہیں کی گئی۔

فائدہ: علامہ مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یُقَالُ'' کا قاعدہ جاری کرنے کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ کلمہ اجوف کا اسم آلہ نہ ہو چونکہ مِقوَلٌ اور مِقولَۃٌ اجوف کا اسم آلہ ہے اس لئے ان میں یُقَالُ کا قاعدہ جاری نہیں ہوا (وماقالوافی عدم تعلیلہ لایخلو عن تکلف وتعسف)

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ''فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُہُمْ اِیْمَانُہُمْ'' میں حرفِ جازم کی وجہ سے نون حذف ہو گیا ہے لیکن لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا میں نون باقی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: قاعدہ ہے کہ یَکُونُ، تَکُونُ، اَکُونُ، نَکُونُ پر حرف جازم داخل ہو تو آخر سے نون حذف کر دینا جائز ہے بشرطیکہ نون کے بعد حرف ساکن نہ ہو اور لَم یَکُنِ الَّذِینَ میں نون کے بعد حرف ساکن ہے اس لئے نون باقی ہے۔

سوال: قِیْلَ، بِیْعَ، اُخْتِیْرَ، اُنْقِیْدَ، اصل میں کیا تھے اور ان میں کون سا قاعدہ اور کس طرح جاری ہوا نیز ان میں اور کتنی اور کون کون سی وجہیں جائز ہیں اور کیوں؟

جواب: (۱) قِیْلَ دراصل قُوِلَ تھا واؤ ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واقع ہوا اس کے ماقبل کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ یاء ہو گیا۔ (۲) بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دی ماقبل کی حرکت سلب کرنے کے بعد تو بِیْعَ ہوا۔ (۳) اُخْتِیْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا تاء کو ساکن کر کے یاء کی حرکت تاء کو دی تو اُخْتِیْرَ ہوا۔ (۴) اُنْقِیْدَ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا قاف کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت قاف کو دی اور واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ اُنْقِیْدَ ہوا۔ دیگر وجہیں (۱) ماقبل کی حرکت باقی رکھیں اور واؤ اور یاء کو ساکن کر دیں اس صورت میں یاء واؤ سے بدل جائی گی۔ جیسے قُوْلَ، بُوْعَ، اُخْتُوْرَ، اُنْقُوْدَ۔ (۲) مذکورہ مثالوں میں سے جن میں یاء، واؤ سے تبدیل ہوئی ہے یا واؤ، یاء سے تبدیل ہوئی ہے ان میں ضمہ کا کسرہ کے ساتھ اشمام کرنا جائز ہے۔

☜ **اِشْمَام کی تعریف:-** کسی حرکت کو اس طرح ادا کرنا کہ اس میں دوسری حرکت کا اثر پایا جائے یہ اشمام کہلاتا ہے مذکورہ صیغوں میں مذکورہ تین لغتیں ہیں اور پہلی لغت زیادہ فصیح ہے۔

سوال: مَقُوۡل جو اصل میں مَقۡوُوۡل تھا اسمیں کس قاعدہ کے مطابق اور کس طرح واؤ کو حذف کیا گیا نیز اس میں کون سا واؤ حذف کیا گیا اور کیوں؟

جواب: مَقُوۡل کا واؤ اس قاعدے کے ساتھ حذف ہوا ہے کہ واؤ اور یاء کا ماقبل اگر ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں جب واؤ کا ضمہ قاف کو دیا تو واؤ ساکن ہو گیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ گر گیا۔ کون سا واؤ گرا اس میں اختلاف ہے۔ (الف) اخفش کے نزدیک پہلا واؤ محذوف ہے کیونکہ یہ واؤ معنٰی کا افادہ نہیں کرتا نیز فعل (قَالَ) میں بھی اس پہلے واؤ میں تعلیل ہوئی ہے۔ (ب) سیبویہ کے نزدیک واؤ ثانی محذوف ہے کیونکہ وہ عارضی ہے وہ حرف اصلی نہیں۔ (ج) مصنف کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ پہلا واؤ محذوف ہے کیونکہ اجتماع ساکنین کے وقت پہلا ساکن ہی حذف کیا جاتا ہے۔

سوال: یَقُوۡلُ اور یَبِیۡعُ میں جاری ہونے والا قانون بمع شرائط تحریر کریں؟

جواب: یَقُوۡلُ اصل میں یَقۡوُلُ اور یَبِیۡعُ اصل میں یَبۡیِعُ تھا واؤ و یاء کا ماقبل ساکن تھا لہٰذا ان کی حرکت ماقبل کو دی یَقُوۡلُ اور یَبِیۡعُ ہوا اور واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو دینا بھی ان آٹھوں شرطوں کے ساتھ مشروط ہے جو واؤ و یا متحرک ماقبل مفتوح میں گزری ہیں۔

نوٹ: گذشتہ صفحات میں یہ تمام شرطیں گزر چکی ہیں۔

سوال: قُلۡ، بِعۡ، خَفۡ کس سے اور کیسے بنے ہیں؟

جواب: (الف) قُلۡ تَقُوۡلُ سے بنا ہے تاء علامت مضارع حذف کی اور آخر میں وقف کیا تو واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا قُلۡ رہ گیا۔ (ب) بِعۡ، تَبِیۡعُ سے اور خَفۡ تَخَافُ سے بنا ہے ان میں بھی تاء حذف کی اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء اور الف حذف ہو گئے۔

سوال: قُوۡلَنَّ میں واؤ کیوں واپس آ گیا ہے نیز اس کی گردان لکھیں؟

جواب: اسلئے کہ نون ثقیلہ قُلۡ کے آخر میں آیا تو اس نے ماقبل کو مفتوح کر دیا اور اجتماع ساکنین باقی نہ رہا لہٰذا واؤ واپس آ گیا۔ اسی طرح اِرۡ مِیَنَّ میں یاء، خَافَنَّ میں الف واپس آ گیا۔ گردان قُوۡلَنَّ، قُوۡلَانِّ، قُوۡلُنَّ، قُوۡلِنَّ، قُلۡنَانِّ۔

سوال: لن ناصبہ بھی مضارع کو نصب دیتا ہے لہٰذا لَنۡ یُّدۡعیٰ میں یاء واپس آ جانی چاہیے۔ جیسے قُوۡلَنَّ، اُدۡعُوَنَّ میں واؤ واپس آ گیا ہے؟

جواب: اگر یاء واپس آتی تو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے دوبارہ الف ہو جاتی اس لیے واپس نہیں لائی گئی۔

سوال: رُمُوْا اصل میں کیا تھا اس میں کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے، نیز اس بحث کی مکمل گردان کریں؟

جواب: رُمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مجہول دراصل رُمِیُوْا تھا، یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو واؤ کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا رُمُوْا ہوا۔ **گردان**-رُمِیَ، رُمِیَا، رُمُوْ، رُمِیَتْ، رُمِیَتَا، رُمِیْنَ، رُمِیْتَ، رُمِیْتُمَا، رُمِیْتُمْ، رُمِیْتِ، رُمِیْتُمَا، رُمِیْتُنَّ، رُمِیْتُ، رُمِیْنَا،

سوال: اجتماع ساکنین کی اقسام بمع تعریفات قلمبند کریں؟

جواب: اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)**علی حدہ** اگر ساکن اول مدہ ہو ثانی مدغم ہو کلمہ ایک ہو تو اجتماع ساکنین علیٰ حدہ ہے۔ (۲)**علیٰ غیر حدہ** جو ایسا نہ ہو یعنی علیٰ حدہ کی شرطوں میں سے اس میں ایک یا دو نہ ہوں یا تینوں نہ ہوں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ ہے۔

سوال: اجتماع ساکنین کا حکم تحریر کریں؟

جواب: علیٰ حدہ مطلقاً جائز ہے جیسے اِحْمَارٌ، اُحْمُوْر اور علیٰ غیر حدہ صرف وقف میں جائز ہے جیسے اِلیٰ حِیْن اور غیر وقف میں جائز نہیں۔

سوال: اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ جائز نہیں تو کیا عمل کیا جاتا ہے؟

جواب: اگر ساکن اول مدہ ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے لیدْعنّ میں واؤ حذف کر دیا گیا ہے اور اگر ساکن اول غیر مدہ ہو تو اسکو حرکت دی جاتی ہے جیسے قُلِ الحق۔

سوال: مدہ اور غیر مدہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) حرف علت ساکن کے ماقبل کی حرکت اگر اس کے موافق ہو تو اُس حرف علت کو مدہ کہتے ہیں اور اگر ماقبل کی حرکت اس کے مخالف ہو تو اس کو غیر مدہ کہتے ہیں۔

سوال: دَعَتَا میں الف گرنے کی وجہ لکھیں؟

جواب: (ب) دَعَتَا اصل میں دَعَوَتَا تھا واؤ متحرک فتحہ ماقبل کی وجہ سے الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا کیونکہ تاء اصل میں ساکن ہے اس لئے کہ یہ وہی تاء ہے جو دعتْ میں تھی اگر چہ اس وقت یہ تاء متحرک ہے مگر اصل کا اعتبار کرتے ہوئے الف کو گرادیا گیا۔

سوال: دَعَا، یَدْعُوْا کے صیغہ ظرف اور اسم آلہ کی تعلیل کریں؟

جواب: مَدْعیً (اسم ظرف) اصل میں مَدْعَوٌ اور مِدْعیً اسم آلہ اصل میں مِدْعَوٌ تھا، دونوں صیغوں میں واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گئی اور الف اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے حذف ہو گیا اور تنوین عین کی طرف منتقل ہو گئی تو مَدْعیً اور مِدْعیً ہوا۔

سوال: اقامۃ اور استقامۃ اصل میں کیا تھے اور ان میں کس طرح تعلیل ہوئی؟

جواب: اقامۃ اصل میں اقوامُ اور استقامۃ اصل میں استقوامٌ تھا، دونوں میں واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف سے بدل دیا اور الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔

فائدہ:- مذکورہ بالا تعلیل خلاف قیاس ہے اس لئے کہ الف زائدہ سے پہلے واقع واؤ یا یاء الف نہیں ہو سکتے اس لئے صاحب علم الصیغہ نے اس طرح تعلیل کی ہے "کہ اقامۃ اصل میں اقومۃ اور استقامۃ اصل میں استقومۃ تھا واؤ قاعدہ نمبر (۸) سے الف ہو گیا تو اقامۃ اور استقامۃ ہوا۔ صاحب علم الصیغہ کی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قاعدہ نمبر (۸) میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کلمہ مصدر بروزن افعال واستفعال نہ ہو اس لئے ارواح اور استصواب میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا چونکہ اقومۃ اور استقومۃ میں یہ شرط پائی جا رہی ہے اس لئے واؤ الف ہو جائے گا۔

سوال: الخوف (مصدر) سے صرف صغیر لکھیں نیز یہ بتائیں کہ صرف صغیر و کبیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) خاف، یخاف، خوفا، فهو خائفٌ، وخیف، یُخافُ، خوفا، فذاك مَخُوفٌ، **اَلْاَمْرُ مِنْهُ**، خف، **وَالنَّهْیُ عَنْهُ**، لاتخف، **اَلظَّرْفُ مِنْه**، مخاف، الخ۔ (ب) متقدمین اہل صرف کے نزدیک ہر بحث سے ایک ایک صیغہ لے کر ان کو یکجا پڑھنے کا نام صرف صغیر اور ہر بحث کو الگ الگ پڑھنے کا نام صرف کبیر ہے متاخرین کے نزدیک بعض ابحاث کا ایک ایک صیغہ اور بعض کے تمام صیغے یکجا پڑھنے کا نام صرف صغیر ہے، الگ الگ ہر بحث کی گردان صرف کبیر ہے۔

سوال: لفظ **معتل** ہفت اقسام میں کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: یہ ہفت اقسام میں مضاعف ثلاثی ہے اور معتل کی دو قسمیں ہیں۔(۱) **معتل بیک حرف** اس کی تین قسمیں ہیں مثال، اجوف، ناقص۔ (۲) **معتل بد وحرف** اس کی دو قسمیں ہیں۔ لفیف مفروق، لفیف مقرون۔

سوال: الرّنیۃ (دیکھنا) اس مصدر سے ماضی استمراری کی گردان تحریر کریں؟

جواب: كان یری، كانا یریان، كانوا یرون، كانت تری، كانتا تریان، كُنَّ یرین، كُنت تری، كُنتما تریان، كُنتم ترون، كُنت ترین، كُنتما تریان، كُنتنّ ترین، كُنتُ اری، كُنّا نری۔ **معنی**- كان یری، دیکھتا تھا وہ ایک مرد، الخ۔

سوال: ایو امر حاضر از اوی یاوی میں قاعدہ ۱۴ جاری کر کے واؤ کو یاء کیوں نہیں کیا گیا جو کہ ادغام کے بعد ایّ بن جاتا؟

جواب: قاعدہ ۱۴ کے اجراء کیلئے یہ شرط ہے کہ واؤ اور یاء غیر مبدل ہوں اور ایو میں یاء ہمزے سے مبدل ہے کیونکہ اصل میں ائو تھا ہمزہ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا تو ایو ہوا۔

صاحب منشعب اور مولانا عبدالعلی اس کو صحیح تو کہتے ہیں لیکن ملحق نہیں مانتے بلکہ میم کو اصلی قرار دیتے ہوئے اس کو رباعی مزید فیہ میں شمار کرتے ہیں لیکن مصنف کے نزدیک یہ ملحق ہے کیونکہ الحاق کا مدار دو چیزوں پر ہے۔ (۱) حرف کی زیادتی کی وجہ سے مزید فیہ، رباعی کے وزن پر آجائے تمسکن بھی تاء اور میم کی زیادتی کی وجہ سے تسربل کے وزن پر آ گیا ہے۔ (۲) ملحق بہ کے معنیٰ کے علاوہ کوئی نئے معنیٰ از قبیل خواص اس میں نہ ہوں اور تمسکن میں بھی سکن کے معنیٰ کے علاوہ نئے معنیٰ پیدا نہیں ہوئے۔

سوال: مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات کا قاعدہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) غیر ثلاثی مجرد کے جس باب کی فاء مفتوح ہو اور آخر میں تاء ہو تو اس کے ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے مفاعلۃ فعللۃ اور اس کے ملحقات۔ (ب) جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء مفتوح ہو اس کے پہلے ساکن کا مابعد مضموم ہوتا ہے۔ جیسے تقابُل اور تسربُل اور اس کے ملحقات۔ (ج) جس مصدر کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء ساکن ہو تو اس کا مابعد ساکن اول مکسور ہوتا ہے۔ جیسے تصریف۔ (د) جس مصدر کے شروع میں ہمزہ وصل ہو اس کے پہلے ساکن کا مابعد مکسور ہوتا ہے، جیسے اجتناب۔

سوال: افَّعُل اور افَّاعُل کے شروع میں بھی ہمزہ وصل ہے تو ان کے ساکن اول کا مابعد مکسور کیوں نہیں؟

جواب: - اس لئے کہ یہ ابواب ہمزہ وصل سے نہیں ہیں بلکہ تفعُّل اور تفاعُل کی فرع ہیں اس لئے ان کے ساکن اول کا مابعد مکسور نہیں ہے۔ (ھ) ہر وہ مصدر جس کے شروع میں ہمزہ قطعی ہو اس کے ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوتا ہے جیسے اکرام۔

سوال: اس قاعدہ میں ساکن اول کے بعد کی حرکت خصوصیت سے کیوں بیان کی گئی ہے؟

جواب: لوگ عام طور پر اسی کے تلفظ میں غلطی کرتے ہیں اکثر مناسبۃ کو مناسبۃ (بکسر سین) اور اجتناب کو اجتناب (بفتح تاء) پڑھتے ہیں۔

سوال: ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع معلوم کی حرکت کا قاعدہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) اگر ماضی میں فاء سے پہلے تاء ہو تو عین مضارع مفتوح ہوگی۔ جیسے تقبَّل، یتقبَّل۔ (۲) ماضی میں فاء سے پہلے تا نہ ہو تو عین مکسور ہوگی۔ جیسے اکرم یکرِم۔

سوال: باب تفعلل اور اس کے ملحقات میں فاء سے پہلے ماضی میں تاء ہے، پھر ان کی عین مفتوح کیوں نہیں؟

جواب: رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو اس کی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے اور لام اول مفتوح ہے۔

سوال: تخفیف کی تعریف کریں نیز تخفیف ہمزہ کی کل صورتیں تحریر کریں؟

جواب: ہمزہ کی تبدیلی کو تخفیف کہتے ہیں، تخفیفِ ہمزہ کی کل تین صورتیں ہیں۔ (۱) **تخفیف بالقلب** یعنی ہمزہ کو حرف علت سے بدل دینا۔ (۲) **تخفیف بالحذف** یعنی ہمزہ کو گرادینا۔ (۳) **بین بین**۔ یعنی ہمزہ کو اس کے اپنے اور حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا۔

سوال: جَاءٍ، میں تخفیفِ ہمزہ کا کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے؟

جواب: جاء، اصل میں جَایِئٌ تھا یاء الف زائد کے بعد واقع ہوکر ہمزہ ہوگئی جاءِءٌ ہوا پھر دو متحرک ہمزے ایک جگہ جمع ہوگئے ان میں سے پہلا مکسور تھا لہٰذا دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جاءِیٌ ہوا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اس لئے یاء کو ساکن کیا تو یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرگئی، جاءٍ ہوا۔

سوال: یسل اور یرٰی میں تخفیف کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

جواب: -یسل سے حذف ہمزہ جائز اور یرٰی میں واجب ہے۔

سوال: یرٰی اور یرٰی میں تخفیف کا کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے؟ -

جواب: یرٰی اصل میں یرءٰی اور یُرِیٰ اصل میں یُرْءِیْ تھا دونوں میں راء ساکن اور اس کے بعد ہمزہ مفتوحہ تھا اور قاعدہ ہے کہ جو ہمزہ متحرکہ حرف ساکن غیر مدہ زائدہ یا یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کردیا جاتا ہے لہٰذا ان دونوں صیغوں میں ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو حذف کردیا گیا پھر یا متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدل دیا تو یرٰی اور یُرٰی ہوا۔ (تمام افعال رؤیت میں یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوتا ہے) یرٰی ہفت اقسام میں مہموز العین وناقص یائی ہے۔

سوال: بین بین قریب اور بین بین بعید کی تعریف کریں؟

جواب: - (۱) **بین بین قریب** ہمزہ کو اس کے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب ہے۔ (۲) **بین بین بعید** ہمزہ کو اس کے مخرج اور اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے۔

سوال: درج ذیل صیغوں میں تخفیف ہمزہ کا قاعدہ جاری کریں؟ ایتمر، سلونی، اواخذ، قرأ، سم، خذ، لئن، قرأ، ایسرٰی، اخذ، اوامر، نسل، مؤتمر۔

جواب: (۱) ایتمر، اصل میں ائتمر تھا ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہو کر ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت یعنی یاء سے بدل گیا ایتمر ہوا۔ (۲) سلونی دراصل اسئلونی تھا، حرف ساکن کے بعد ہمزہ واقع ہوا لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرا دیا اور ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی سلونی ہوا۔ (۳) اواخذ، دراصل ااخذ تھا دو متحرک ہمزے جمع ہوئے جن میں سے کوئی بھی مکسور نہیں تھا لہٰذا دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدلا اواخذ ہوا۔ (۴) قرأ اس میں قاعدہ جاری ہو سکتا ہے یعنی ہمزہ کو ہمزہ اور الف کے درمیان پڑھ سکتے ہیں۔ (۵) سنم اصل میں اسئنم تھا، ہمزہ کی حرکت سین کو دے کر ہمزہ کو حذف کیا اور ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، تو سنم بنا۔ (۶) خذ، اصل میں أ ءخذ تھا اس میں دونوں ہمزہ خلاف قیاس حذف ہو گئے تو خذ رہ گیا۔ (۷) لمن، دراصل الؤمن تھا ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرا دیا ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی تو لمن ہوا۔ (۸) ایسری دراصل ائسری تھا ہمزہ یاء ہو گیا۔ (۹) اخذ اصل میں اءخذ تھا ہمزہ ثانی الف سے بدل گیا۔ (۱۰) اوامر دراصل اأمر تھا دوسرا ہمزہ واؤ سے بدل گیا۔ (۱۱) نسل دراصل نسئل تھا ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر اسے گرا دیا۔ (۱۲) موتمر اصل میں مؤتمر تھا ہمزہ ساکنہ کو واؤ سے بدل دیا۔

معتل کا بیان

سوال: اعلال کے معنی واقسام اور حروف اعلال تحریر کریں؟

جواب: (الف) لغت میں مطلق تبدیلی کو اعلال کہتے ہیں اور اہل صرف کے نزدیک حرف علت کے تغیر کا نام اعلال ہے۔ (ب) اعلال کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) **اعلال بالحذف** یعنی حرف علت کو گرا دینا۔ (۲) **اعلال بالقلب** یعنی حرف علت کو دوسرے حرف علت سے بدل دینا۔ (۳) **اعلال بالاسکان** یعنی حرف علت کو ساکن کر دینا۔ حروف اعلال تین ہیں واؤ، الف، یاء۔

سوال: تعذ اور تہب میں واؤ ساقط ہونے اور توجل اور توعذ میں سالم رہنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) تعذ میں واؤ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے گر گیا ہے یہ اصل میں توعذ تھا۔ (ب) تہب اصل میں توہب ہے واؤ علامت مضارع مفتوح اور فتح کے درمیان ایسے کلمے میں واقع ہوا جس کا عین کلمہ حرف حلقی ہے لہٰذا گر گیا، تو تہب ہوا۔ (ج) توجل میں اس لئے واؤ سالم رہا کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں ہے اور توعذ میں علامت مضارع مفتوح نہیں اس لئے واؤ سالم رہا۔

سوال: یوسع، یوسخ، یوجع وغیرہ میں یہب کا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب: علامہ مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو اس کا

حذف قیاسی ہے اور جو واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور فتح کے درمیان واقع ہو تو اسکا حذف سماعی ہے اگر اہل لغت نے واؤ کو حذف کیا ہے تو ہم بھی کریں گے ورنہ نہیں اور یوْسَعُ وغیرہ میں اہل لغت سے واؤ کا حذف مسموع نہیں۔

سوال: عِدَۃٌ اور سِعَۃٌ کا اصل ذکر کر کے اُن میں تعلیل کریں؟

جواب: یہ دونوں مصدر بروزن فِعْلٌ ہیں کیونکہ اصل میں وِعْدٌ اور وِسْعٌ تھے واؤ گرا کر آخر میں تاء بڑھا دی اور عین کو کسرہ دیا۔

قاعدہ: قاعدہ یہ ہے کہ جو مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو اور اس کا فاء کلمہ واؤ ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے اور عین کو کسرہ دے کر آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں۔

سوال: مِقْ کون سا صیغہ ہے اور کس سے بنا ہے اسکی مکمل گردان لکھیں؟

جواب: یہ صیغہ امر حاضر معلوم از وَمِقَ یَمِقُ ہے اور تَمِقُ سے بنا ہے تاء کو حذف کر کے آخر میں وقف کیا مِقْ رہ گیا۔ مِقْ، مِقَا، مِقُوْا، مِقِیْ، مِقَا، مِقْنَ۔

سوال: واؤ اور یاء متحرک فتحہ کے بعد کن شرائط کے ساتھ الف سے بدل جاتے ہیں؟

جواب: درج ذیل شرائط کے ساتھ۔ (۱) واؤ اور یاء فاء کلمہ نہ ہوں۔ تَوَعَّدَ اور تَیَسَّرَ میں چونکہ فاء کلمہ ہیں اس لئے الف سے نہیں بدلے۔ (۲) لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں طَوٰی اور حَیِیَ میں چونکہ لفیف کا عین کلمہ ہیں اس لئے الف سے نہیں بدلے۔ (۳) الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوں دَعَوَا اور رَمَیَا میں الف تثنیہ سے پہلے ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۴) مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں طَوِیْلٌ اور غَیُوْرٌ میں مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۵) یاء مشدد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں غَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ میں یائے مشدد اور نون تاکید سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے نہیں بدلے۔ (۶) وہ کلمہ بمعنی لون اور عیب نہ ہو عَوِرَ اور صَیِدَ میں اس لئے نہیں بدلے کہ عَوِرَ کا معنی ہے (کانا ہوا) اور صَیِدَ کا معنی ہے ٹیڑھی گردن والا ہوا۔ (۷) وہ کلمہ فَعَلَانٌ، فَعَلٰی، فَعَلَۃٌ، کے وزن پر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دَوَرَانٌ، صَوَرٰی اور حَوَکَۃٌ میں نہیں بدلے۔ (۸) وہ کلمہ باب اِفْتِعَال بمعنی تَفَاعُل نہ ہو چونکہ اِجْتَوَزَ بمعنی تَجَاوَزَ ہے اس لئے اس میں واؤ الف سے نہیں بدلا۔

سوال: دَعَوْا اصل میں دَعَوُوْا تھا اس میں واؤ متحرک ماقبل مفتوح مدہ زائدہ سے پہلے ہے مگر الف ہو کر گر گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ یہ مدہ زائدہ سے پہلے نہیں ہے کیونکہ یہ واؤ ساکن فاعل اور جداگانہ کلمہ ہے۔

سوال: مِقوَلٌ اور مِقوَلَۃٌ میں واؤ متحرک ماقبل ساکن ہے حرکتِ واؤ ماقبل کو دے کر اس کو الف سے کیوں نہیں بدلا گیا۔

جواب: اس لئے کہ یہ دونوں کوئی مستقل صیغے نہیں بلکہ دراصل مِقوَالٌ تھے۔ الف حذف کیا تو مِقوَلٌ رہ گیا اور بعد حذفِ الف آخر میں تاء زائد کی تو مِقوَلَۃٌ ہو گیا۔ چونکہ مِقوَالٌ میں واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر واؤ کو الف نہیں کیا کیونکہ واؤ الف زائدہ سے پہلے ہے لہٰذا ان دونوں صیغوں میں جو فرع ہیں تعلیل نہیں کی گئی۔

فائدہ: علامہ مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ کلمہ، اجوف کا اسم آلہ نہ ہو چونکہ مِقوَلٌ اور مِقوَلَۃٌ اجوف کا اسم آلہ ہے اس لئے ان میں یُقَالُ کا قاعدہ جاری نہیں ہوا (وماقالوا فی عدم تعلیلہ لایخلو عن تکلف وتعسف)

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ''فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ ایمانُھُمْ میں حرف جازم کی وجہ سے نون حذف ہو گیا ہے لیکن لَمْ یَکُنِ الَّذِینَ کَفَرُوا میں نون باقی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: قاعدہ ہے کہ یَکُونُ، تَکُونُ، اَکُونُ، نَکُونُ پر حرف جازم داخل ہو تو آخر سے نون حذف کر دینا جائز ہے بشرطیکہ نون کے بعد حرف ساکن نہ ہو اور لَمْ یَکُنِ الَّذِینَ میں نون کے بعد حرف ساکن ہے اس لئے نون باقی ہے۔

سوال: قِیلَ، بِیعَ، اُختِیرَ، اُنقِیدَ، اصل میں کیا تھے اور ان میں کون سا قاعدہ اور کس طرح جاری ہوا نیز ان میں اور کتنی اور کون کون سی وجہیں جائز ہیں اور کیوں؟

جواب: (۱) قِیلَ دراصل قُوِلَ تھا واؤ ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واقع ہوا اس کے ماقبل کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ یاء ہو گیا۔ (۲) بِیعَ اصل میں بُیِعَ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دی ماقبل کی حرکت سلب کرنے کے بعد تو بِیعَ ہوا۔ (۳) اُختِیرَ اصل میں اُختُیِرَ تھا تاء کو ساکن کر کے یاء کی حرکت تاء کو دی تو اُختِیرَ ہوا۔ (۴) اُنقِیدَ اصل میں اُنقُوِدَ تھا قاف کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت قاف کو دی اور واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ اُنقِیدَ ہوا۔ دیگر وجہیں (۱) ماقبل کی حرکت باقی رکھیں اور واؤ اور یاء کو ساکن کر دیں اس صورت میں یاء واؤ سے بدل جائے گی۔ جیسے قُولَ، بُوعَ، اُختُورَ، اُنقُودَ۔ (۲) مذکورہ مثالوں میں سے جن میں یاء، واؤ سے تبدیل ہوئی ہے یا واؤ، یاء سے تبدیل ہوئی ہے ان میں ضمہ کا کسرہ کے ساتھ اشمام کرنا جائز ہے۔

اِشمام کی تعریف: کسی حرکت کو اس طرح ادا کرنا کہ اس میں دوسری حرکت کا اثر پایا جائے یہ اشمام کہلاتا ہے مذکورہ صیغوں میں مذکورہ تین لغتیں ہیں اور پہلی لغت زیادہ فصیح ہے۔

سوال: مَقُوْلٌ جو اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا اسمیں کس قاعدہ کے مطابق اور کس طرح واؤ کو حذف کیا گیا نیز اس میں کون سا واؤ حذف کیا گیا اور کیوں؟

جواب: مَقُوْلٌ کا واؤ اس قاعدے کے ساتھ حذف ہوا ہے کہ واؤ اور یاء کا ماقبل اگر ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں جب واؤ کا ضمہ قاف کو دیا تو واؤ ساکن ہو گیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ گر گیا۔ کون سا واؤ گرا اس میں اختلاف ہے۔ (الف) اخفش کے نزدیک پہلا واؤ محذوف ہے کیونکہ یہ واؤ معنی کا افادہ نہیں کرتا نیز فعل (قَالَ) میں بھی اس پہلے واؤ میں تعلیل ہوئی ہے۔ (ب) سیبویہ کے نزدیک واؤ ثانی محذوف ہے کیونکہ وہ عارضی ہے وہ حرف اصلی نہیں۔ (ج) مصنف کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ پہلا واؤ محذوف ہے کیونکہ اجتماع ساکنین کے وقت پہلا ساکن ہی حذف کیا جاتا ہے۔

سوال: یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ میں جاری ہونے والا قانون بمع شرائط تحریر کریں؟

جواب: یَقُوْلُ اصل میں یَقْوُلُ اور یَبِیْعُ اصل میں یَبْیِعُ تھا واؤ و یاء کا ماقبل ساکن تھا لہٰذا ان کی حرکت ماقبل کو دی یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ ہوا اور واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو دینا بھی ان آٹھوں شرطوں کے ساتھ مشروط ہے جو واؤ و یا متحرک ماقبل مفتوح میں گزری ہیں۔

نوٹ: گذشتہ صفحات میں یہ تمام شرطیں گزر چکی ہیں۔

سوال: قُلْ ،بِعْ ،خَفْ کس سے اور کیسے بنے ہیں؟

جواب: (الف) قُلْ تَقُوْلُ سے بنا ہے تاء علامت مضارع حذف کی اور آخر میں وقف کیا تو واؤ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا قُلْ رہ گیا۔ (ب) بِعْ ،تَبِیْعُ سے اور خَفْ تَخَافُ سے بنا ہے ان میں بھی تاء حذف کی اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء اور الف حذف ہو گئے۔

سوال: قُوْلَنَّ میں واؤ کیوں واپس آ گیا ہے نیز اس کی گردان لکھیں؟

جواب: اسلئے کہ نون ثقیلہ قُلْ کے آخر میں آیا تو اس نے ماقبل کو مفتوح کر دیا اور اجتماع ساکنین باقی نہ رہا لہٰذا واؤ واپس آ گیا۔ اسی طرح اِز مِیَنَّ میں یاء، خَافَنَّ میں الف واپس آ گیا۔ گردان قُوْلَنَّ ،قُوْلَانِّ ، قُوْلُنَّ ، قُوْلِنَّ ، قُلْنَانِّ۔

سوال: لن ناصبہ بھی مضارع کو نصب دیتا ہے لہٰذا لَنْ یُّدْعیٰ میں یاء واپس آ جانی چاہیے۔ جیسے قُوْلَنَّ ،اُدْعُوَنَّ میں واؤ واپس آ گیا ہے؟

جواب: اگر یاء واپس آتی تو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے دوبارہ الف ہو جاتی اس لیے واپس نہیں لائی گئی۔

سوال: رُمُوْا اصل میں کیا تھا اس میں کون سا قاعدہ جاری ہوا ہے، نیز اس بحث کی مکمل گردان کریں؟

جواب: رُمُوْا صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مجہول دراصل رُمِیُوْا تھا، یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو واؤ کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا رُمُوْا ہوا۔ **گردان** - رُمِیَ، رُمِیَا، رُمُوْ، رُمِیَتْ، رُمِیَتَا، رُمِیْنَ، رُمِیْتَ، رُمِیْتُمَا، رُمِیْتُمْ، رُمِیْتِ، رُمِیْتُمَا، رُمِیْتُنَّ، رُمِیْتُ، رُمِیْنَا۔

سوال: اجتماع ساکنین کی اقسام بمع تعریفات قلمبند کریں؟

جواب: اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) **علی حدہ** اگر ساکن اول مدہ ہو ثانی مدغم ہو کلمہ ایک ہو تو اجتماع ساکنین علی حدہ ہے۔ (۲) **علیٰ غیر حدہ** جو ایسا نہ ہو یعنی علیٰ حدہ کی شرطوں میں سے اس میں ایک یا دو نہ ہوں یا تینوں نہ ہوں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ ہے۔

سوال: اجتماع ساکنین کا حکم تحریر کریں؟

جواب: علیٰ حدہ مطلقاً جائز ہے جیسے اخمار، اُخمُور اور علیٰ غیر حدہ صرف وقف میں جائز ہے جیسے اِلیٰ جِیْن اور غیر وقف میں جائز نہیں۔

سوال: اجتماع ساکنین علی غیر حدہ جائز نہیں تو کیا عمل کیا جاتا ہے؟

جواب: اگر ساکن اول مدہ ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے لیدعن میں واؤ حذف کر دیا گیا ہے اور اگر ساکن اول غیر مدہ ہو تو اسکو حرکت دی جاتی ہے جیسے قلِ الحق۔

سوال: مدہ اور غیر مدہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) حرف علت ساکن کے ماقبل کی حرکت اگر اس کے موافق ہو تو اُس حرف علت کو مدہ کہتے ہیں اور اگر ماقبل کی حرکت اس کے مخالف ہو تو اس کو غیر مدہ کہتے ہیں۔

سوال: دَعَتَا میں الف گرنے کی وجہ لکھیں؟

جواب: (ب) دَعَتَا اصل میں دَعَوَتَا تھا واؤ متحرک فتحہ ماقبل کی وجہ سے الف سے بدل گیا اور الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا کیونکہ تاء اصل میں ساکن ہے اس لئے کہ یہ وہی تاء ہے جو دَعَتْ میں تھی اگر چہ اس وقت یہ تاء متحرک ہے مگر اصل کا اعتبار کرتے ہوئے الف کو گرادیا گیا۔

سوال: دَعَا، یَدْعُوْا کے صیغہ ظرف اور اسم آلہ کی تعلیل کریں؟

جواب: مَدْعًیٰ (اسم ظرف) اصل میں مَدْعَوٌ اور مِدْعًیٰ اسم آلہ اصل میں مِدْعَوٌ تھا، دونوں صیغوں میں واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گیا پھر یاء متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گئی اور الف اجتماع ساکنین با تنوین کی وجہ سے حذف ہو گیا اور تنوین عین کی طرف منتقل ہو گئی تو مَدْعًی اور مِدْعًی ہوا۔

سوال: اقامۃ اور استقامۃ اصل میں کیا تھے اور ان میں کس طرح تعلیل ہوئی؟

جواب: اقامۃ اصل میں اقوام اور استقامۃ اصل میں استقوام تھا، دونوں میں واؤ کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف سے بدل دیا اور الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔

فائدہ:- مذکورہ بالا تعلیل خلاف قیاس ہے اس لئے کہ الف زائدہ سے پہلے واقع واؤ یا یاء الف نہیں ہو سکتے اس لئے صاحب علم الصیغہ نے اس طرح تعلیل کی ہے "کہ اقامۃ اصل میں اقومۃ اور استقامۃ اصل میں استقومۃ تھا واؤ قاعدہ نمبر (۸) سے الف ہو گیا تو اقامۃ اور استقامۃ ہوا۔ صاحب علم الصیغہ کی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قاعدہ نمبر (۸) میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کلمہ مصدر بروزن افعال واستفعال نہ ہو اس لئے ارواح اور استصواب میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا چونکہ اقومۃ اور استقومۃ میں یہ شرط پائی جا رہی ہے اس لئے واؤ الف ہو جائے گا۔

سوال: الخوف (مصدر) سے صرف صغیر لکھیں نیز یہ بتائیں کہ صرف صغیر و کبیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) خاف، یخاف، خوفا، فھو خائف، وخیف، یُخاف، خوفا، فذاك مخوف، **اَلْاَمْرُ مِنْهُ** خف، **وَالنَّهْيُ عَنْهُ** لاتخف، **اَلظَّرْفُ مِنْه**، مَخاف، الخ۔ (ب) متقدمین اہل صرف کے نزدیک ہر بحث سے ایک ایک صیغہ لے کر ان کو یکجا پڑھنے کا نام صرف صغیر اور ہر بحث کو الگ الگ پڑھنے کا نام صرف کبیر ہے متاخرین کے نزدیک بعض ابحاث کا ایک ایک صیغہ اور بعض کے تمام صیغے یکجا پڑھنے کا نام صرف صغیر ہے، الگ الگ ہر بحث کی گردان صرف کبیر ہے۔

سوال: لفظ **معتل** ہفت اقسام میں کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: یہ ہفت اقسام میں مضاعف ثلاثی ہے اور معتل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) **معتل بیک حرف** اس کی تین قسمیں ہیں مثال، اجوف، ناقص۔ (۲) **معتل بد وحرف** اس کی دو قسمیں ہیں لفیف مفروق، لفیف مقرون۔

سوال: الرُّؤیۃ (دیکھنا) اس مصدر سے ماضی استمراری کی گردان تحریر کریں؟

جواب: کان یری، کانا یریان، کانوا یرون، کانت تری، کانتا تریان، کُنَّ یرین، کُنت تری، کنتما تریان، کُنتم ترون، کُنت ترین، کنتما تریان، کُنتنَّ ترین، کُنتُ اری، کُنا نری۔ **معنی**- کان یری، دیکھتا تھا وہ ایک مرد، الخ۔

سوال: ایو امر حاضر از اوی یأوی میں قاعدہ ۱۴ جاری کر کے واؤ کو یاء کیوں نہیں کیا گیا جو کہ ادغام کے بعد ای بن جاتا؟

جواب: قاعدہ ۱۴ کے اجراء کیلئے یہ شرط ہے کہ واؤ اور یاء غیر مبدل ہوں اور ایـو میں یاء ہمزہ سے مبدل ہے کیونکہ اصل میں ائو تھا ہمزہ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا تو ایو ہوا۔